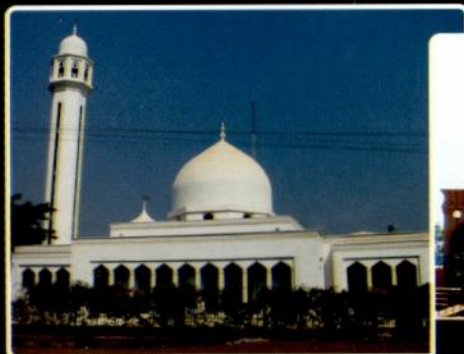




شیخ العرب العجم عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
 کے تلمیذ مجاز بیعت

شیخ الحدیث مولانا الشاہ حلیل احمد خون دامت برکاتہم

سفرنامہ زامبیا

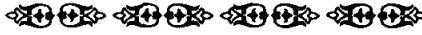


ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختریہ جامع العلوم عیادہ بنیاد لنگر

0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

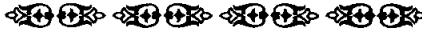


شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
کے خلیفہ مجاز بیعت
شیخ الحدیث مولانا الشاہ حبیب اللہ صاحب دامت برکاتہم

کا

سفرنامہ گامبیر افریقا

مارچ 2010ء



ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختریہ
جامع العلوم حدیقاہ ہمالیہ
0300-6939953
www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378



نام کتاب

شیخ العرب والعجم عارف اللہ حضرت مولانا اشفاق محمد سید اختر صاحب دہلی کے فیضانِ عربیت شیخ الحدیث مولانا الشاہ جلیل احمد انور نے لکھا ہے

سفرنامہ زامبیا

کمپوزنگ _____ محمد عدنان صدیقی

تصویری کاوش _____ عدیل جاوید

اشاعت اول _____ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ / مئی ۲۰۱۳ء

ناشر _____ خانقاہ اشرفیہ اختریہ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر

اجتمام _____ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم اسلامیہ پاکستان

ملنے کا پتہ

Ph: 042-37360620

دارالمطالعہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph# 063-2272378

خانقاہ اشرفیہ اختریہ جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر

Ph# 063-2272121

مکتبہ حکیم الامت جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر

Ph# 03343656070

سید اختر غازی E.48 بلاک B نارتھ ٹاؤن آباد کراچی

Ph# 021-4992176

کتاب خانہ منظرہ گلشن اقبال کراچی

Ph# 042-6373310

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ مسجد قدسیہ نزد چڑیا گھر لاہور

Ph# 03336146160

خانقاہ جلیلیہ نادران ہائی پاس ملتان

Ph# 03003890323

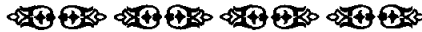
قاری عبدالقادر خان، کوئٹہ

Ph# 03003863684

حاجی محمد نور خان، کوئٹہ

Email: lbn_niaz@yahoo.com

Web Site: www.jamia-ul-uloom.com



ناشر:

جامع العلوم عیدگاہ بہاول نگر

0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختریہ

عرض ناشر

احقر قاری محمد قاسم جلیلی ناظم خانقاہ اشرفیہ اختر یہ بہاولنگر عرض کرتا ہے کہ سیدی
 وسندی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا الشاہ جلیل احمد اخون دامت برکاتہم اجل خلیفہ
 عارف باللہ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا سفرنامہ زامبیا
 آپ کے ہاتھوں میں ہے اس سے قبل حضرت شیخ نے اپنے شیخ کے دو سفرنامے
 ”سفرنامہ رنگون و ڈھا کہ، سفرنامہ حرمین شریفین“ مرتب کر کے امت پر احسان فرمایا تھا
 اب ان خود اپنا سفر افریقہ ہمارے برادر م سید محمد اختر غازی سلمہ کے ذریعے منقہ شہود پر
 آیا ہے اگرچہ اس سفرنامہ کی روداد اختصار کے ساتھ جناب غازی صاحب نے مرتب
 کی تھی لیکن اس کی تفصیل اور بیانات کی تصحیح، بیان کو تحریری زبان میں حضرت شیخ نے
 6 ماہ کی مدت صرف کر کے ہم متوسلین کے اصرار پر مرتب کیا اللہ تعالیٰ سے قوی
 امید ہے کہ یہ سفرنامہ بھی حضرت شیخ کی دیگر کتب کی طرح شرف قبولیت حاصل کرے
 گا۔ آمین یا رب العالمین

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا مختصر تعارف

حضرت شیخ مولانا الشاہ جلیل احمد اخون دامت برکاتہم نجیب الطرفین ہیں ان کے والد گرامی حضرت مولانا نیا ز محمد صاحب فتنی ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ نے 1932 میں چین کے شہر فتن صوبہ شینجانگ سے حصول علم دین کے لیے ہندوستان ہجرت کی تھی اور 10 سال دارالعلوم دیوبند کے احاطہ میں صرف کر کے اپنے اساتذہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور سراج المحدثین حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی ثم المدنی کے حکم پر 50 سال بہاول نگر کے صحرائی علاقہ میں دین کی خدمت کرتے ہوئے گزار دیے 1992 کو وفات پائی اور ایک بہت بڑا صدقہ جاریہ علمی مرکز جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر، تلامذہ اور اولاد صالحین کی شکل میں پیچھے چھوڑ گئے حضرت شیخ نے اپنے والد گرامی کی سوانح حیات ”مشک فتن“ کے نام سے مرتب کی ہے جو پڑھنے والے کے ایمان کو تازہ کر دیتی ہے۔

اور حضرت شیخ کی والدہ مرحومہ سہارن پور کے اس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جو خانقاہ رحمیہ رائے پور کے اہم ارکان میں سے تھا حضرت شیخ کے نانا جان حضرت قاری ابوالحسن سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص تھے اور ان کے حکم پر بہاول نگر کے قریب قصبہ منجن آباد میں 40 سال تک قرآن مجید کی خدمت کرتے ہوئے 1968 میں وفات پائی۔

حضرت شیخ نے 1978 میں گورنمنٹ کمپری ہینسو ہائی سکول بہاولنگر سے میٹرک اعلیٰ نمبروں سے پاس کی اس کے بعد جذب الہی سے دنیوی تعلیم کو خیر باد کہہ کر جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخلہ لے لیا اور 8 سال اساطین علم و عمل سے علم دین حاصل کر کے 1986 میں سند فراغت حاصل کی اور 1987 سے جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر میں تدریسی و انتظامی خدمات انجام دینا شروع کر دیں اور علم دین کے تقریباً ہر فن کی کتاب کئی کئی سال تک زیر تدریس رہی 1992 سے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو کر تادم تحریر بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھا رہے ہیں۔

1980ء سے عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں جانا شروع کر دیا تھا اور تقریباً ہر جمعہ کی مجلس میں پابندی سے حاضر ہوتے رہے حضرت والا کی آپ پر بہت توجہ اور شفقت رہی اور حضرت والا نے متعدد بار فرمایا کہ مولانا قدیم الصحت ہیں اور بچپن سے ہمارے پاس آتے ہیں اور فرمایا مولانا میری فوٹو سٹیٹ ہیں اور اب کچھ عرصہ پہلے جب حضرت شیخ کا حضرت والا کی موجودگی میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں بیان ہوا تو حضرت والا نے خوش ہو کر فرمایا کہ مولانا پہلے میری فوٹو سٹیٹ تھے اب میری پوری سٹیٹ لے لی یہ نسبت اتحادی کی طرف اشارہ ہے۔

1996ء میں حضرت والا نے حضرت شیخ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور بہاولنگر میں خانقاہی کام شروع کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ حضرت والا دامت برکاتہم خود بھی

1997 میں کراچی سے بہاول نگر تشریف لائے اور خانقاہ اشرفیہ اختریہ کی بنیاد رکھی جہاں آج الحمد للہ وسیع پیمانے پر اصلاح و تزکیہ کا کام ہو رہا ہے حضرت والا نے کئی بار ارشاد فرمایا کہ بہاول نگر میں ہماری ایجنسی ہے جہاں ہمارا مال ملتا ہے۔

حضرت والا کی توجہ خاص اور دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ حضرت شیخ سے بین الاقوامی سطح پر اصلاح و تزکیہ اور عشق الہی کا کام لے رہے ہیں بہاول نگر میں خانقاہ اشرفیہ اختریہ کے تحت مستقل مجالس و معمولات اور طباعت و عطف و بیان و کتب اور انٹرنیٹ کے ذریعے بیانات و اصلاحی خطوط وغیرہ پر بڑا وسیع کام ہو رہا ہے ملتان میں خانقاہ جلیلیہ اور برطانیہ و آسٹریلیا اور کراچی و کوئٹہ و دیگر جگہوں میں دارالاصلاح کے نام سے خانقاہیں بھی قائم کی ہیں جہاں مستقل بنیادوں پر کام ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ہر طرح کی نظر بد سے محفوظ رکھے اور ہر قسم کے شر و فتن سے بچائے اور حضرت شیخ کو 130 سال کی عمر صحت و عافیت اور خدمات دینیہ مقبولہ کے ساتھ عطا فرمائے اور حضرت شیخ کی اولاد صلبی اور روحانی کو شرف و ولایت نصیب فرمائے۔ آمین



صفحہ	عنوانات	
23	زامبیا (Zambia) کی دعوت	●
23	زامبیا (Zambia) کاویزہ اور احقر کی رفاقت	●
24	کراچی سے دہئی (Dubai) کا سفر	●
25	دہئی (Dubai) سے نیروبی (Nairobi)	●
26	نیروبی ایئر پورٹ (Nairobi Airport) پر	●
26	پناری ہوٹل میں	●
28	لوسا کا (Lusaka) ایئر پورٹ پر	●
29	سلیمان بھائی کے گھر قیام اور مسجد عمر	●
29	اللہ والی محبت	●
29	جامع مسجد لوسا کا (Lusaka)	●
30	مولانا اور لیس صاحب کے مکان پر	●
30	مسجد انور	●
31	معرفت الہی مقصد حیات (بیان)	●
32	اللہ والی ملاقات	●
32	حضرت عبداللہ ابن عباس کا جذبہ	●
33	آپ ﷺ کی شان محبوبیت	●
33	آپ ﷺ کی شان عاشقی	●
34	نعمت نعمت یا زحمت	●
34	مصیبت یا رحمت	●
34	حضرت گنگوہی کا پہلا حج	●
36	اہل اللہ کی توجہ کی قیمت	●
36	حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ	●
38	دعا کرانا اور دعا لینا	●
38	آیت کی تفسیر	●
39	خشوع و خضوع کی حقیقت	●
39	جہاں دل وہاں حاضری	●

39	معرفت ذریعہ محبت	●
40	انسان کی ذات خودجواب	●
42	امام رازی کا فرمان	●
42	فضل الہی	●
43	فضل الہی کا عجیب قصہ	●
44	ایک نو مسلم امریکی کا قصہ	●
44	پوری جزاء سزا کا مقام آخرت	●
46	اللہ تعالیٰ کی شان کریمی	●
47	اسوۃ پیغمبر علیہ السلام اپنانا	●
47	معرفت اور محبت	●
48	دو میدوں کا قصہ	●
49	محبت الہی	●
50	صحبت کا اثر	●
52	دعوت طعام	●
52	درس قرآن	●
53	تزکیہ کی تفسیر (درس قرآن)	●
54	فلاح کا معنی و حصول	●
55	۱۔ عقیدے کی پاکی	●
55	۲۔ بدن کی پاکی	●
55	۳۔ کپڑوں اور جگہ کی پاکی	●
56	۴۔ مال کی پاکی	●
56	۵۔ روح کی پاکی	●
57	صحابی کا قصہ	●
57	۶۔ دل کی پاکی	●
58	حضرت ابراہیم بن اوسم کا قصہ	●
60	دارالعلوم لوساکا (Lusaka)	●
60	مکیننی (Mekini) جامع مسجد	●

61	ایمان اور تقویٰ (بیان)	❁
62	امت محمدیہ کی امتیازی شان	❁
63	یہود کا سلوک اپنے پیغمبر علیہ السلام سے	❁
63	امت کا مقام دربار نبوت میں	❁
65	امت محمدیہ کا ایمان عاشقانہ ایمان	❁
65	ظرف کی قیمت ظروف سے	❁
67	ایک سبق آموز واقعہ	❁
68	اندر کی مشین	❁
69	فضل الہی	❁
69	تقویٰ اور ایمان کی حفاظت	❁
71	تقویٰ کیسے آئے	❁
72	ایک شخص کا قصہ	❁
73	متقی کی خطا	❁
73	گناہ کے بعد نیکی	❁
74	حکیم الامت کا ارشاد	❁
75	صالح اور طالح	❁
76	صحبت صالحین	❁
77	ابن قیم الجوزی کا فرمان	❁
78	تغذیب یا تہذیب	❁
78	صحبت کے اثر پر شیر کا قصہ	❁
80	والد صاحب کا فرمان	❁
80	عبرت ناک واقعہ	❁
81	دعا	❁
82	دعوت طعام	❁
83	اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی علامات (درس قرآن)	❁
84	پہلی علامت - الذین ینفقون فی السراء و الضراء	❁
85	دوسری علامت - والکا ظمین الغیظ	❁

85	تیسری علامت۔ والعافین عن الناس	🌀
86	چوتھی علامت۔ واللہ یحب المحسنین	🌀
86	صاحبزادہ حضرت حسنؑ بن علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ	🌀
86	خواتین میں بیان	🌀
87	حقیقت شکر (بیان)	🌀
88	غزوہ بدر میں احسان الہی	🌀
89	حقیقی شکر	🌀
90	راہ مولیٰ میں دل توڑنے کی قیمت	🌀
90	درد دل کیا ہے	🌀
91	نصرت خداوندی حاصل کرنے کا طریقہ	🌀
91	تجلیات خاصہ کا حصول اور سبب نزول	🌀
92	عورت کا خاص باطنی مرض	🌀
93	ناشکری کی وجہ	🌀
94	شیخ سعدی کا قصہ	🌀
94	ایمان کی نعمت	🌀
95	عملی شکر	🌀
96	آپ ﷺ کی شان تشکر	🌀
97	امر الہی نہ توڑنا	🌀
97	سلطان محمود غزنوی اور ایاز	🌀
100	حاجی شریف کا قصہ	🌀
101	جنتی عورت	🌀
102	میاں بیوی اللہ تعالیٰ کا انتخاب	🌀
102	کامل کا فیض	🌀
104	جناب ریحان صاحب کے مکان پر	🌀
104	جناب اسماعیل عمر صاحب کے مکان پر	🌀
104	بیان بعد نماز مغرب در جامع مسجد لوساکا (Lusaka)	🌀

105	معیت الہی اور تقویٰ (بیان)	❁
106	معیت الہی	❁
107	صدیق اکبرؓ کا مقام عشق	❁
108	صحابی کا قصہ	❁
109	حضرت مولانا میاں اصغر حسینؒ کی احتیاط	❁
109	شریعت مطہرہ کا کمال	❁
110	ایک اللہ والے کا قصہ	❁
110	ان اللہ معنا	❁
111	معیت الہیہ کے لیے پہلا کام	❁
112	شیطان کے حملے	❁
113	گناہ سے بچنے کے طریقے	❁
115	تقویٰ کی باریکی	❁
116	ربنا نازل کرنے کی حکمت	❁
116	دو چیزیں بلا شرط	❁
117	معیت الہیہ کے لیے دوسرا کام	❁
117	ایک لڑکی کا قصہ	❁
118	مقام احسان	❁
119	حضرت ابن عمرؓ اور چرواہا	❁
120	اخلاق کی حقیقت	❁
120	اخلاق پیغمبر علیہ السلام	❁
121	صلہ رحمی	❁
122	بنی اسرائیل کے شخص کا قصہ	❁
123	سبزی فروش بزرگ	❁
124	حقیقی مردہ کون	❁
125	انسان کی قیمت	❁
126	محمد ایاز خان صاحب کے گھر دعوت طعام	❁
127	مجلس بر سلیمان بھائی	❁

- | | | |
|-----|--|---|
| 127 | ۷ مارچ بروز بدھ۔ لیونگ اسٹون (Livingstone) کا سفر | 🌸 |
| 128 | خشک مزاجی | 🌸 |
| 128 | آغاز سفر | 🌸 |
| 129 | لیونگ اسٹون (Livingstone) | 🌸 |
| 130 | وکنوریہ فال کی سیر | 🌸 |
| 130 | میوزیم (Museum) | 🌸 |
| 131 | وکنوریہ فال پر | 🌸 |
| 132 | آبشار کا نظارہ | 🌸 |
| 133 | ہوٹل پرواپسی | 🌸 |
| 133 | لیونگ اسٹون (Livingstone) شہر کی قدیم مسجد کی زیارت | 🌸 |
| 133 | 18 مارچ بروز جمعرات | 🌸 |
| 134 | ۱۔ ہاگسن اور تیز حسن | 🌸 |
| 134 | ۲۔ نفس پر بھروسہ | 🌸 |
| 134 | Game Reserve Park میں | 🌸 |
| 135 | گینڈے کے پاس | 🌸 |
| 135 | گینڈے کی حفاظت کی وجہ | 🌸 |
| 136 | غیر فطری خواہش | 🌸 |
| 136 | چیف کے ڈیرے پر | 🌸 |
| 137 | Bungee Jump کا نظارہ | 🌸 |
| 138 | ہیلی کاپٹر سے سیر | 🌸 |
| 139 | مگر مجھ فارم پر | 🌸 |
| 139 | رات کا کھانا اور مجلس | 🌸 |
| 139 | کمرے میں | 🌸 |
| 140 | 19 مارچ بروز جمعہ۔ لیونگ اسٹون (Livingstone) سے واپسی | 🌸 |
| 140 | حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کافرمان | 🌸 |
| 141 | حضرت والا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کافرمان | 🌸 |
| 141 | مازابوکا (Mazabuka) میں قیام | 🌸 |

- 141 جامع مسجد مازابوکا (Mazabuka) ❁
- 143 حقیقی عقلمند (خطبہ جمعہ) ❁
- 144 عقل معاش ❁
- 145 عقل معاد ❁
- 146 عقل کا معنی ❁
- 146 غلام کی چاہت ❁
- 147 مرضی کرنے کی جگہ جنت ❁
- 148 دنیا خدا کی مرضی سے ❁
- 148 امام رازی کا فرمان ❁
- 149 بسم اللہ کی برکت ❁
- 149 نفس کو قابو رکھنا ❁
- 150 تقویٰ ❁
- 150 صغیرہ کبیرہ کی مثال ❁
- 151 عبرت انگیز واقعہ ❁
- 152 عقلمند کی پہلی علامت ❁
- 153 اسباب رزق کی مثال ❁
- 153 بے عقل انسان ❁
- 156 حاجی سلیمان صاحب کے مکان پر ❁
- 156 حاجی سلیمان صاحب کے فارم پر ❁
- 156 کفوئے (Kafue) شہر میں ❁
- 157 اچھے اخلاق کی تعریف اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کی ایک جھلک ❁
- 158 پہلی نصیحت ❁
- 159 انسان کے بارے میں شیطان کی رائے ❁
- 160 انسان کی قیمت دل کی وجہ سے ❁
- 160 مقام حضرت بلال رضی اللہ عنہ ❁
- 161 اللہ تعالیٰ دل دیکھتے ہیں ❁
- 162 حکیم الامت کا ارشاد ❁

162	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور چرواہا	☉
164	گناہ اور نیکی کا اثر دل پر	☉
165	حيث ما كنت کی قيد	☉
166	دوسری نصیحت	☉
166	عجیب مثال	☉
167	تیسری نصیحت	☉
168	عابدہ بڑھیا کا قصہ	☉
168	طوائف کا قصہ	☉
169	اخلاق کی حقیقت	☉
169	جھگڑنا دلیل غفلت	☉
170	والد مرحوم کا تذکرہ	☉
171	والد صاحب کا ارشاد	☉
172	مولانا جاوید صاحب کے مکان پر	☉
172	تھوکنے والا ناگ (Spitting Cobra)	☉
173	20 مارچ 2010ء بروز ہفتہ	☉
173	ناشتہ پر	☉
174	عزیز بھائی اور نواب بھائی کے کارخانوں پر	☉
174	عشاء کے بعد خصوصی مجلس اور دارالعلوم میں قیام	☉
175	21 مارچ 2010ء بروز اتوار	☉
175	دارالعلوم میں درس حدیث	☉
175	لوساکا (Lusaka) شہر کی سیر	☉
175	اٹل یورپ کی گھناؤنی سازش	☉
176	جامعہ واپسی	☉
177	حب الہی (بیان)	☉
178	ایمان والوں کی علامت	☉
179	عہد انٹسٹ	☉
180	فلسفہ قربانی	☉

180	حب الہی	●
181	اہل دل کی وجہ تسمیہ	●
182	ماں کی محبت	●
182	تعلق مع اللہ کا محل	●
183	طریقہ حصول قرب الہی	●
183	ایک اللہ والے کا واقعہ	●
184	عاشق کا در	●
185	جدائی شرط محبت	●
186	محبت کے چراغ کا تیل	●
187	رَبَّآ سے معافی	●
188	حقوق العباد	●
189	ظلم کی اقسام	●
189	سو (100) انسانوں کا قاتل	●
190	نفس کا ایک کید	●
191	رونے کی اقسام	●
192	اللہ تعالیٰ کی شان رحمت	●
192	پاؤں کی طرف جان نکلنے کی ایک حکمت	●
194	فرمان پیغمبر علیہ السلام	●
195	محبت الہی کے حصول کا طریقہ	●
197	ایک لطفہ	●
201	22 مارچ 2010ء بروز پیر۔ چپاتا (Chipata) کا سفر	●
201	مولانا اقبال صاحب مدظلہ کی ہمراہی میں	●
202	آغاز سفر	●
202	وحدت مطلب	●
203	لوانگوا (Luangwa) دریا پر	●
203	نیمبا (Nyimba) میں قیام	●
204	پٹو کے (Petauke) میں	●

205	ایمان کی قیمت (بیان)	🌀
206	انسان کی قیمت بوجہ ایمان	🌀
207	اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت	🌀
208	فکر آخرت مقصد حیات	🌀
209	عطاء ایمان فضل ربی	🌀
211	ایک صحابی رسول ﷺ	🌀
212	رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک	🌀
213	بقیہ قصہ صحابی کا	🌀
214	قیمت وہ جو آقا لگائے	🌀
215	ایک تیلی کا قصہ	🌀
216	حفاظت ایمان کا طریقہ	🌀
217	طریق تقویٰ	🌀
218	مفتی حبیب الرحمن عثمانی کا قصہ	🌀
220	فوری توبہ کی مثال	🌀
220	صحبت اہل اللہ	🌀
221	شیطان کا طریقہ واردات	🌀
221	خلاصہ کلام	🌀
223	رات کی مجلس	🌀
224	طلباء کو تربیت کی ضرورت	🌀
224	چار چیزوں کا عشق	🌀
224	23 مارچ 2010ء بروز منگل	🌀
225	اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی علامات (درس قرآن)	🌀
226	انفاق فی سبیل اللہ	🌀
227	رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کا واقعہ	🌀
229	دست غیب کا عمل	🌀
230	دلچسپ واقعہ	🌀
231	غصہ پینا	🌀

231	رضا بالقضاء	❁
232	دوسروں کو معاف کرنا	❁
232	بیوی کو معاف کرنے کا واقعہ	❁
233	عزیزوں سے سلوک	❁
233	احسان کرنے والے	❁
235	نورالسلام سکول پٹو کے (Petauke) میں	❁
235	کٹیٹی (Katete) کے لیے روانگی	❁
236	چپاٹا (Chipata) میں	❁
236	جامع مسجد چپاٹا (Chipata)	❁
237	حصول تقویٰ کا طریقہ (بیان)	❁
238	انسان کی قیمت ایمان و تقویٰ سے	❁
239	ایمان اور اسلام کا محل	❁
239	دولت قلب کی مثال	❁
241	نور قلب کی مثال	❁
241	باطن کا فرق	❁
242	حصول تقویٰ کا ذریعہ	❁
243	حضرت یوسف علیہ السلام کا عمل	❁
244	گناہ سے فرار رحمت حق میں قرار	❁
245	ہجرت کی اقسام	❁
246	روح کی پرواز	❁
246	صحابی کا واقعہ	❁
247	توفیق توبہ و استغفار	❁
248	تخلیق پر اعتراض	❁
248	عمورتوں کی ایذا پر صبر	❁
249	ہلکے حسن سے بھی احتراز	❁
249	صحبت صالحین ذریعہ تقویٰ	❁
251	دل کا فرزانہ	❁

- 251 اللہ والوں کے آثار قدم
- 252 صحبت کی مثال
- 254 رات کا قیام
- 254 24 مارچ بروز بدھ
- 255 جناب حاجی اسماعیل چٹا صاحب کے ہاں
- 257 صبر و شکر (بیان)
- 258 شیطان کا حملہ ناشکری
- 259 کافر کا معنی
- 259 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان
- 261 حکیم الامتہ کا فرمان
- 261 رسول اللہ ﷺ کی شان محبوبیت
- 262 پیغمبر علیہ السلام کے حق میں خطا کا معنی
- 263 نعمت یا رحمت
- 264 نعمت ایمان پر شکر
- 265 شکر کی حقیقت
- 265 باپ کی عظمت
- 266 زبانی شکر یہ
- 267 امام رازیؒ کا عجیب فرمان
- 268 امام ابو زرہؒ الجلیؒ کا آخری وقت
- 269 آنکھ کی حفاظت
- 270 شکر کرنے کی ترتیب
- 271 شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ حج
- 271 دل و دماغ کی نعمت اور صحابی رسول ﷺ
- 272 تفکر فی خلق اللہ کی قیمت
- 272 نعمتوں کی کثرت اور ہماری ناشکری
- 273 اضطراری مجاہدہ
- 274 عورت کے لیے جنت کی ضمانت

- 274 دلچسپ واقعہ
- 275 حضرت آسیر رضی اللہ عنہا کا صبر
- 276 صبر و شکر
- 276 رابعہ بصریہ کا اعزاز
- 277 آخری بات
- 278 فارم کی سیر
- 279 اللہ تعالیٰ کی دوستی (بیان)
- 280 اللہ تعالیٰ کا پیغام دوستی
- 281 دوستی کے تقاضے
- 281 اللہ تعالیٰ کے راستے کے دو دشمن
- 282 عاشق کا طرز عمل کے بعد بھی ندامت
- 283 حضرت عطا سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز
- 284 لطیفہ
- 284 قیامت میں عرش کا سایہ
- 284 گناہوں پر فوری توبہ
- 285 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت
- 285 عاشق کا مقام
- 286 آدم علیہ السلام کا عشق
- 286 آدمی کی وجہ تسمیہ
- 287 اللہ تعالیٰ کی دوستی کی دو شرائط
- 288 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت پر احسان
- 289 معراج میں نمازوں کا تحفہ
- 290 حاجی کا استقبال عجیب نکتہ
- 290 اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا فضل
- 291 تقویٰ کی حقیقت گناہوں سے بچنا
- 292 توبہ کا مرہم ایمر جنسی کے لیے
- 293 گناہ پر سزا

- 294 50 نمبر کی کوشش
- 294 تقویٰ کتنا ہونا چاہیے؟
- 295 اللہ کی دوستی کا انعام
- 296 اہل دل کے دل کو پیغام محبت
- 297 اولیاء اللہ مخلوق پر مہربان
- 299 اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لیے بشارتیں
- 301 25 مارچ بروز جمعرات 2010ء۔ لوساکا (Lusaka) واپسی
- 302 سنڈا (Sinda) روانگی
- 302 پنوں کے میں
- 303 نماز عصر
- 304 26 مارچ 2010ء بروز جمعہ
- 304 نماز جمعہ مسجد النور میں
- 305 اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کی چار علامات (بیان)
- 306 باطن پر دلیل ظاہر ہے
- 307 ایمان اور اسلام کا فرق
- 307 حکیم الامت کا ارشاد
- 308 ایک نوجوان کا قصہ
- 309 نمبر ایک
- 309 کریم آقا کے غلام
- 310 نمبر دو
- 310 نمبر تین
- 310 چوتھی علامت
- 312 نواب بھائی کے گھر
- 312 مسجد عمر میں مجلس ذکر
- 313 آداب مجلس ذکر (بیان)
- 314 ذکر سے پہلے نیت
- 315 ذکر کا فائدہ

315	ہر نفی عمل میں نیت	❁
316	ذکر کا تقدم شکر پر	❁
316	صحابہ کرام اور ذکر الہی	❁
317	ذات پیغمبر باب فیضان مولیٰ	❁
318	اللہ تعالیٰ کے نام کی مشق	❁
320	کلمہ طیبہ کا ذکر	❁
320	حضرت ابراہیم بن ادھم کا واقعہ	❁
320	لا الہ الا اللہ کی فضیلت	❁
322	ذکر اسم ذات	❁
323	سچے اللہ اور جھوٹے خداؤں کا ایک فرق	❁
323	اسم ذات کے ذکر کا طریقہ	❁
323	استغفار کو درود سے مقدم کرنے کی حکمت	❁
327	”اللَّهُمَّ وَاقِیةٌ كَوَاقِیةِ الْوَلِیْدِ“ کی تشریح (بیان)	❁
328	نسبت مع اللہ	❁
329	دعاء نبوی کی شرح	❁
331	گناہوں کا تقاضا	❁
331	غالب کے اشعار کی تصحیح	❁
333	اللہ تعالیٰ کی دوستی دائمی	❁
334	اللہ تعالیٰ کا راستہ زاری سے	❁
334	مصیبت ذریعہ قرب	❁
335	ٹوٹے دل کی قیمت	❁
336	اللہ تعالیٰ غالب بر تقدیر	❁
337	اللہ تعالیٰ سے اللہ کا سوال	❁
337	دل کی پاسبانی	❁
338	مجالس اہل اللہ ذریعہ سعادت	❁
340	رات کا قیام و طعام	❁
340	توجہ کی حقیقت	❁

- 340 27 مارچ 2010 بروز ہفتہ ❁
- 341 28 مارچ بروز اتوار ❁
- 341 حضرت شیخ کی احباب کو الوداعی نصیحت ❁
- 342 ایئر پورٹ (Airport) کے لیے روانگی ❁
- 342 ایئر پورٹ (Airport) پر ملبوظ ❁
- 342 بورڈنگ (Boarding) کے مراحل ❁



زامبیا (Zambia) کی دعوت

حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون صاحب دامت برکاتہم اہل برطانیہ کی دعوت پر 6-13-20-27 جولائی ۲۰۰۹ء میں برطانیہ تشریف لے گئے بروز پیر لیسسٹر (Liecester) شہر کے مشہور و معروف عالم دین حضرت مولانا ایوب سورتی بندے الہی دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی شریف نے حضرت شیخ کا پروگرام اپنی مسجد دعوت الحق میں بعد نماز مغرب رکھا تقریباً پورے برطانیہ (England) سے انہوں نے احباب کو دعوت دی۔ حضرت شیخ کا مغرب تا عشاء پر درداور پر اثر بیان ہوا بیان کے بعد زامبیا (Zambia) سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ حاجی محمد راوت صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا قمر الزمان صاحب دامت برکاتہم الہ آبادی نے حضرت شیخ کے بیان سے متاثر ہو کر آپ کو زامبیا (Zambia) چلنے کی دعوت دی۔ حضرت شیخ کو کچھ تردد ہوا تو مولانا محمد ایوب سورتی صاحب دامت برکاتہم اور مولانا محمد آصف صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے سفارش کروائی تو آپ نے مارچ میں سفر زامبیا (Zambia) کا وعدہ فرمایا اور اس دوران وقتاً فوقتاً مولانا آصف صاحب دامت برکاتہم کے توسط سے حاجی راوت صاحب یاد دہانی کراتے رہے۔

زامبیا (Zambia) کا ویزہ اور احقر کی رفاقت

حضرت شیخ نے راقم الحروف سید محمد اختر غازی عفی عنہ کو ساتھ زامبیا (Zambia) چلنے کا حکم فرمایا جسکو بندہ نے اپنی سعادت سمجھا اور حضرت شیخ نے ویزہ کے لیے ضروری کاغذات زامبیا (Zambia) بھیجنے کی ذمہ داری بندہ کو سونپی چنانچہ جنوری ۲۰۱۰ء میں ویزہ کی کاروائی شروع ہو گئی اور حاجی محمد راوت صاحب کی

ہدایت پر زامبیا (Zambia) کے دارالخلافہ لوساکا (Lusaka) میں مقیم حاجی شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا قمر الزمان صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ E.Mail کے ذریعے ضروری معلومات اور دستاویزات کا تبادلہ ہوتا رہا اور فروری میں الحمد للہ بہت آسانی کے ساتھ حضرت شیخ دامت برکاتہم اور بندہ کا ویزہ E.Mail کے ذریعے موصول ہو گیا۔

کراچی سے دبئی (Dubai) کا سفر

زامبیا (Zambia) کے دارالخلافہ لوساکا (Capital Lusaka) جانے کے لیے کئی روٹس (Routs) تھے سوچ و بچار کے بعد براستہ نیروبی (Nairobi, Kenya) کا آپشن اختیار کیا گیا اور کینیا ایرویز (Kenya airways) کی ٹکٹ خریدی گئی اگرچہ کراچی سے کینیا ایرویز (Kenya airways) نہیں چلتی لیکن ان کا معاہدہ پی. آئی. اے (P.I.A) کے ساتھ ہے چنانچہ 13 مارچ 2010ء بروز ہفتہ کو دبئی (Dubai) پہنچے وہاں ٹرانسفر ڈیسک (Transfer desk) پر کینیا ایرویز (Kenya airways) والوں سے رابطہ کیا اور دبئی (Dubai) تا نیروبی (Nairobi) اور نیروبی (Nairobi) تا لوساکا (Lusaka) کے بوڈنگ پاس (Boarding pass) حاصل کر لیے گئے دبئی (Dubai) سے ایئرپورٹ پر چار گھنٹے کا قیام تھا ٹرانسفر ڈیسک (Transfer desk) سے فارغ ہو کر متعلقہ گیٹ کے سامنے بیٹھ گئے اس دوران پی. آئی. اے (P.I.A) کے فلائٹ (Flight) پر سر جناب سلیم صاحب سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوئے وہ حضرت دادا پیر مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے متوسلین میں سے تھے وہ بھاگ کر گئے اور دوسرے عملے کو بلا لائے جو بڑی محبت سے ملے اور حضرت شیخ سے دین کی باتیں سنیں حضرت شیخ نے انہیں اپنی کچھ کتابیں ہدیہ کیں وہ تھوڑی دیر بعد

پی. آئی. اے. کی فلائٹ (Flight) سے پاکستان کے لیے روانہ ہو گئے۔

دہی (Dubai) سے نیروبی (Nairobi)

دہی (Dubai) ایئر پورٹ پر Stay چار گھنٹے کا تھا لیکن کینیا ایئر ویز (Kenya airways) تاخیر سے آنے کی وجہ سے یہ Stay چھ گھنٹے کا ہوا اور رات تین بجے یہ جہاز روانہ ہو گیا دہی (Dubai) ایئر پورٹ پر کینیا ایئر ویز (Kenya airways) والوں کی یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ سواریوں کے ہینڈ بیگ بھی تول رہے تھے اور ۸ کلو سے زائد وزن پر چارجز بھی وصول کر رہے تھے حالانکہ تقریباً ساری سواریاں ٹرانزٹ (Tranzit) تھیں اس فلائٹ (Flight) میں کافی پاکستانی سفر کر رہے تھے معلوم ہوا کہ کچھ عرصے سے پاکستانیوں کا رجحان افریقی ممالک کی طرف ہو گیا ہے اور تلاش معاش کے سلسلے میں افریقہ کے مختلف دور دراز ملکوں میں سفر کرتے ہیں بہر حال تین بجے جہاز روانہ ہوا جہاز والوں نے سروس میں دودو بسکٹ ڈرائی فروٹ اور ایک منی پیپسی کین Serve کیا اور واقعی یہ ان کی سمجھ داری تھی کہ مختصر میں نمٹا دیا کیونکہ ساری سواریوں پر نیند کا سخت غلبہ تھا جلد ہی جہاز میں سونے کا ماحول بنا دیا گیا راستے میں فجر ہو گئی 6 بجے کے بعد ناشتہ Serve کیا گیا اور ۸ بجے نیروبی ایئر پورٹ (Nairobi airport) پر جہاز لینڈ ہوا اور ۸ بجے ہی نیروبی (Nairobi) سے لوساکا (Lusaka) کا فلائٹ (Flight) ٹائم تھا جو نئی جہاز رن وے (Run way) سے ایئر پورٹ کی عمارت کی طرف مڑا تو ایک جہاز رن وے (Run way) پر دوڑنے کے لیے چلا تو حضرت شیخ نے فرمایا یہ ہمارا جہاز گیا اور وہ بات سچ نکلی اور جب ایئر پورٹ پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ فلائٹ (Flight) نکل چکی ہے اور دوسری فلائٹ (Flight) ۱۴ گھنٹے بعد جائے گی ایک دفعہ تو سنتے ہی پیروں تلے زمین نکل گئی۔

نیروبی ایئر پورٹ (Nairobi Airport) پر

نیروبی ایئر پورٹ (Nairobi airport) پر یکسر ہی مختلف سامانوں کا اور اجنبیت اور وحشت سی محسوس ہو رہی تھی سخت نیند اور تھکاوٹ کا غلبہ تھا خیر ٹرانسفر ڈیسک (Transfer desk) پر پہنچے تو وہاں لمبی قطار تھی اور کام بہت سست رفتاری سے ہو رہا تھا ہمیں دبئی (Dubai) سے جو بورڈنگ کارڈ (Boarding card) دیے گئے تھے وہ تو ۸ بجے والی فلائٹ (Flight) کے تھے اب انہیں تبدیل کرنا ۱۰ بجے والی فلائٹ (Flight) کے بورڈنگ کارڈ لینے تھے ہمارے ساتھ چند گجراتی مسلمان بھی تھے جنہیں زمبابوے جانا تھا کافی دیر کے بعد بورڈنگ کارڈ (Boarding card) ملے اب آرام کا سخت تقاضا تھا اور ایئر پورٹ پر اتنا طویل وقت گزارنا مشکل تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں ہماری نشتہ حالی پر کینیا ایرویز (Kenya airways) والوں کو رحم آگیا اور انہوں نے ہمیں ہوٹل دینے کا فیصلہ کیا اور یہ بھی حضرت شیخ کی کرامت تھی کیونکہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ گجراتی مسلمان آپس میں نیروبی (Nairobi) میں کسی رشتے دار کے ہاں آرام کرنے اور وقت گزارنے کا مشورہ کر رہے تھے تو آپ کے دل میں آیا کہ میں بھی ان سے کہوں کہ ہمیں بھی ساتھ لے چلو اگلے ہی لمحے دل پر یہ بات وارد ہوئی کہ اَللّٰهُمَّ بِكَ غَافٍ عَبْدُكَ (سورہ الزمر آیت ۳۶) کیا اللہ تعالیٰ کافی نہیں ہے بندے کے لیے؟ اور اپنی پہلی خام خیالی پر توبہ استغفار کیا اور رجوع الی اللہ کیا بس اسکے ساتھ ہی ہوٹل کی سبیل پیدا ہوئی۔

پناری ہوٹل میں

کینیا ایئر پورٹ (Kenya airport) سے تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر پناری ہوٹل ہے کینیا ایرویز (Kenya airways) اپنے بھولے بسرے مسافروں کی رہائش کا انتظام یہاں ہی کرتی ہے۔ ایئر پورٹ (Airport) بس سے

دس بارہ دوسرے مسافروں کے ہمراہ ہوٹل پہنچے جہاں ناشتہ کا وقت ختم ہوا جاتا تھا کینیا ایرویز (Kenya airways) کی طرف سے کینیا (Kenya) کے ہناری ہوٹل میں بارہ گھنٹے کے قیام میں تین وقت کا کھانا اور تین منٹ گھربات کرنا مفت تھا موبائل کی بیڑی کا چارج ختم ہو جانے کی وجہ سے لوساکا (Lusaka) کے میزبان حضرات کے ٹیلی فون نمبروں تک رسائی ممکن نہ رہی اور فلائٹ (Flight) چھوٹنے کی اطلاع موبائل چارج کرنے کے بعد ہی کر سکے سبق ملا کہ ضروری نمبر اور معلومات جی بی ڈاڑی میں رہنے چاہئیں تاکہ بحالت ضرورت مشکل نہ ہو گجراتی ڈشز (Dishes) اور سموں کی ابتدا یہاں سے ہی ہوگئی ناشتہ کے بعد حضرت شیخ نے گھر فون کیا اور اپنی خیریت بتائی اسکے بعد آرام کیا جس کی وجہ سے سفر کی تھکاوٹ کم ہوگئی اور مغرب کے بعد ہم نے رات کا کھانا کھایا اور ایر پورٹ کی گاڑی ہمیں لینے کے لیے آگئی اور رات پونے دس بجے ملاوی ایرویز (Malawi airways) سے لوساکا (LusakaZambia) کے لیے روانہ ہوئے۔ فلائٹ (Flight) میں سوار ہونے سے پہلے جس انتظار گاہ میں بٹھایا گیا تھا اس میں پانی اور واش روم کا انتظام نہیں تھا اگر کوئی اپنے ساتھ پانی لانا چاہتا تھا تو انتظار گاہ سے پہلے رکھ لیا جاتا تھا اگر پانی پینے کی ضرورت ہوتی یا واش روم جانے کی تو اسکو کافی پیچھے ایر پورٹ کے ابتدائی حصے میں آنا پڑتا تھا اور دوبارہ تفتیش کے مرحلے سے گزر کر انتظار گاہ پہنچنا پڑتا تھا بہر حال جہاز پونے دس بجے روانہ ہوا اسکی پہلی منزل ملاوی (Malawi) کا دارالخلافہ لی لانگ وی (Lilongwe) تھا زمین پر انتہائی گہرا اندھیرا تھا بڑی مشکل سے کہیں کوئی روشنی نظر آتی تھی حقیقت تو یہ ہے کہ افریقہ میں دن کے وقت بھی اندھیرا معلوم ہوتا تھا اس لیے کسی انگریز نے براعظم افریقہ کا نام Dark Continent رکھا تھا حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایسے جنگلات میں اگر دین کی دعوت نہیں پہنچی تب بھی ان پر توحید کا اقرار فرض ہے کیونکہ عقل انسانی اس لیے دی گئی ہے کہ اس کائنات کے

صانع کو پہچانے۔

تقریباً ۲ گھنٹے میں جہاز لی لانگ وی (Lilongwe) پہنچا تقریباً آدھے گھنٹے بعد دوبارہ لوساکا (Lusaka) کے لیے روانہ ہوا اور تقریباً چالیس منٹ میں لوساکا (Lusaka) ایئر پورٹ پر لینڈ ہوا۔

لوساکا (Lusaka) ایئر پورٹ پر

تقریباً ایک بجے شب لوساکا (Lusaka) ایئر پورٹ پر پہنچے بذریعہ بس ایئر پورٹ کی عمارت میں داخل ہوئے مزے کی بات یہ ہے کہ میزبان نے نہ ہمیں دیکھا تھا اور نہ ہم ان کو پہچانتے تھے بہر حال عمارت میں داخل ہوئے تو زیادہ تر سواریاں انگریز اور کالے لوگ تھے اسلامی لباس میں ہم دو شخص ہی تھے اور ہم سب سے الگ تھلگ معلوم ہو رہے تھے تو ہمیں ایک بوڑھے بزرگ اپنی طرف آتے دیکھائی دیئے وہ بڑی محبت سے ملے اور بتایا میرا نام شبیر ہے غائبانہ ان کے ساتھ تعارف تھا اور وہی ہمارے میزبان تھے سواریوں کی لائن لگ گئی تھی ہم نے بھی سوچا کہ لائن میں جائیں۔

اتنی دیر میں ویزہ افسر اٹھ کر آیا اور شبیر بھائی سے بڑی محبت سے ملا اور افریقی زبان میں گفتگو کی اور پھر ہمارے ساتھ ہاتھ ملایا اور ہمیں کہا کہ اپنے پاسپورٹ (Passport) دیجئے اور پاسپورٹ (Passport) لیجا کر اس پر ویزہ (Visa) سٹیپ کر کے ہمیں واپس لا کر دیاساری سواریاں ہمیں تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہی تھیں کہ یہ کون سی وی. آئی. پی. (V.I.P) شخصیات ہیں بعد میں پتہ چلا کہ یہاں مسلمانوں کی بہت قدر و قیمت ہے اور شبیر بھائی اس وقت کے صدر کے دوست ہیں اس لیے وہ ایئر پورٹ پر ہر جگہ چلے جاتے ہیں بلکہ جہاز تک بھی پہنچ جاتے ہیں بہر حال بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ ساری کاروائی ہوئی اور ہم سامان وغیرہ لے کر شبیر بھائی کے ساتھ باہر آئے ایئر پورٹ (Airport) سے باہر بھائی سلیمان

پٹیل مولانا عبدالرشید صاحب اور مولانا اوریس صاحب استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے ہم سلیمان بھائی کی گاڑی میں ان کے گھر پہنچ گئے۔

سلیمان بھائی کے گھر قیام اور مسجد عمر

سلیمان بھائی کے گھر کے قریب مسجد عمر تھی جو شہر کی بڑی مساجد میں سے ایک ہے وہاں اکابر علماء دین گا ہے بہ گاہے تشریف لاتے رہتے ہیں سلیمان بھائی کے گھر ہفتہ قیام کے دوران اکثر نمازیں اسی مسجد میں ادا کی جاتی تھیں اور حضرت شیخ اکثر فجر کا درس قرآن دیا کرتے تھے اس دن بھی ظہر کی نماز اس مسجد میں ادا کی اور امام مسجد اور دیگر مسلمانوں سے ملاقات کی۔

اللہ والی محبت

سلیمان بھائی کے گھر قبل عصر بہت سے احباب ملنے کے لیے آئے تو حضرت نے ارشاد فرمایا حضرت مولانا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ آدمی کے ہر عمل پر قیامت کے دن فیہ لگ سکتی ہے یعنی اس میں کوئی عیب نکل سکتا ہے لیکن اللہ والی محبت میں فیہ نہیں لگ سکتی کیونکہ وہ کسی کو دکھانے کے لیے نہیں ہوتی اور اللہ والی محبت میں اللہ والوں کی محبت اور علماء کی محبت داخل ہے۔

جامع مسجد لوسا کا (Lusaka)

عصر کی نماز جامع مسجد لوسا کا (Lusaka) میں ادا کی اصل مسجد تو دوبارہ تعمیر ہو رہی تھی عارضی طور پر اس کے ساتھ مسجد بنائی گئی تھی یہ عارضی مسجد بھی بہت بڑی تھی نمازیوں کی بہت بڑی تعداد تھی نماز کے بعد زیر تعمیر مسجد بھی دیکھی ماشاء اللہ بہت بڑی اور خوبصورت انداز میں تعمیر ہو رہی تھی اور تکمیل کے مراحل میں تھی بہت علماء اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ سے ملاقات کی۔

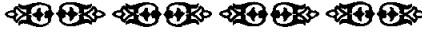
مولانا ادریس صاحب کے مکان پر

وہاں سے مولانا ادریس صاحب کے مکان پر گئے جہاں چائے کا انتظام تھا مولانا ادریس صاحب اور مولانا یوسف صاحب ۹۰ کی دہائی میں لوساکا (Lusaka) سے جامعہ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی پڑھنے کے لیے گئے تھے اور سند فراغت حاصل کی تھی اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی کے ساتھ خاص تعلق تھا دارالعلوم لوساکا (Lusaka) کے یہ دونوں حضرات روح رواں ہیں مولانا ادریس صاحب نے بہت محبت اور عقیدت کا اظہار کیا اور بہت ہی پر تکلف چائے پارٹی کی تھی حضرت شیخ نے بہت دعائیں دی اور قبیل مغرب چائے بیان کی طرف روانہ ہوئے۔

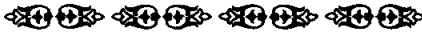
مسجد النور

یہ مسجد بھی شہر کی اہم مساجد میں سے ہے یہاں نمازیوں کی بہت بڑی تعداد ہوتی ہے اور یہاں اکثر بزرگان دین کے بیانات ہوتے رہتے ہیں یہ جگہ قلب شہر سے ہٹ کر تھی اور یہاں مسلمانوں کا بہت پرانا رفاہی مرکز تھا جس میں سکول، مدرسہ، مسجد، ڈسپنسری وغیرہ بنے ہوئے تھے بہت اچھی اور خوبصورت جگہ تھی نماز کے بعد حضرت شیخ کا بیان شروع ہوا یہ حضرت کا پہلا بیان تھا بلکہ یوں سمجھیں کہ تعارفی بیان تھا مناسب تعداد میں سامعین موجود تھے حضرت شیخ نے جو بیان فرمایا وہ پیش خدمت ہے۔

نور سنت ہے کون و مکان میں
کیا تجلی تھی تیرے بیاں میں
عبد و سلطان کھڑے ایک صف میں
کیا اثر تھا رسالت کی شاں میں



معرفت الہی مقصد حیات



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حلیل احمد خون دابر کا تہم

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مسجد النور لوساکا (Lusaka)

مقام

بعد مغرب

وقت

14 مارچ 2010ء بروز اتوار

بتاریخ

ناشر:

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر
0300-6939953

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَتَوَكَّلُ
عَلِیْهٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرٍ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
یَّهْدِهٖ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضِلِّ لَهٗ فَلَا هَادِیَّ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا
وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهٗ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ
فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون. (سورة الذاریات آیت ۵۶)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ المرء مع من احب . اَوْ كَمَا قَالَ عَلِیْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ . صدق اللّٰهُ وصدق رسوله النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ .

اللہ والی ملاقات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج پہلی مرتبہ آپ حضرات کی زیارت اور
ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جب مسلمان دوسرے
مسلمان بھائی سے ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ملتا ہے تو دونوں کے گناہوں کو
معاف کر دیا جاتا ہے۔

جس طرح سگے بھائی آپس میں محبت سے ملیں تو ابا خوش ہوتا ہے اسی طرح جب
دو بندے آپس میں محبت سے ملتے ہیں تو ربا خوش ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا جذبہ

میرے دوستو! حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی رسول ہیں اور
یہ وہ صحابی ہیں جن کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعادی اور دعا کس موقع پر دی بخاری

شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باری حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھی اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خالہ ہیں۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کے بعد تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ بچہ کیسے آیا ہے؟ تو ان کی خالہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج کی رات یہ آپ کے گھر گزارنا چاہتا ہے تاکہ دیکھے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو کیا اعمال کرتے ہیں۔ ابن عباس کی عمر اس وقت دس سال تھی عمر دیکھیں اور جذبہ دیکھیں۔

آپ ﷺ کی شان محبوبیت

یاد رکھو! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی تھے اور عاشق بھی تھے۔ اس لیے اتنا عاشقہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے اللہ تعالیٰ کو اتنی جلدی کسی کی مرضی کے مطابق فیصلہ نازل کرتے نہیں دیکھا جتنا آپ کے بارے میں جلدی فیصلہ نازل کرتے دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے قبلہ کے مسئلہ میں آپ ﷺ کی شان محبوبیت کو ظاہر کیا ”قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ“ (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۳) ہم دیکھتے ہیں آپ کا آسمان کی طرف بار بار دوکھنا یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان محبوبیت ہے۔

آپ ﷺ کی شان عاشقی

لیکن آپ ﷺ عاشق بھی تھے کہ رات کو نماز پڑھتے تو پاؤں پر دم آجاتا آپ ﷺ کے سینے سے رونے کی اس طرح آواز آتی تھی جس طرح ہنڈیا ابلنے کی آواز آتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں آپ تو بخشنے بخشنے ہیں اگر خلاف اولیٰ اور خلاف افضل بھی کوئی کام آپ ﷺ کے ذریعے ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سب اگلا پھلا معاف کر دیا ہے تو آپ ﷺ اتنا کیوں روتے ہیں فرمایا ”اَفَلَا اَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا“ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں

کیونکہ شرافت انسانی کا تقاضا ہے کہ اس پر جتنی زیادہ نعمت ہوگی اتنا ہی زیادہ شکر ادا کرے گا اور ذلیل اور کمینہ ہوگا تو وہ نعمت پر شکر کے بجائے نافرمانی کرے گا۔

نعمت نعمت یا زحمت

یہ فرق ہے کہ نعمت اس کے حق میں نعمت ہے یا زحمت۔ نعمت ملنے کے بعد دیکھا جائے گا کہ اگر خدا تعالیٰ کا ہو گیا تو نعمت نعمت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا وہ نعمت نہیں ہے زحمت ہے۔

کتنے لوگ ہیں غریب ہوتے ہیں مال نہیں ہوتا تو اللہ کے در پر پڑے ہیں لیکن جب پیسہ آیا تو نماز سے بھی گئے تو کیا مطلب ہوا کہ نعمت اس کے حق میں نعمت نہ ہوئی۔

مصیبت یا رحمت

یہی فلسفہ مصیبت کا بھی ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ آدمی پر کوئی مشکل آئے بیماری آگئی کوئی تکلیف آگئی اپنے پر آگئی بچوں پر آگئی بیوی پر آگئی اس وقت اپنے دل کی حالت کو دیکھے کہ اس مشکل آنے کے بعد دل خدا سے زیادہ قریب ہو گیا تو یہ مصیبت نہیں ہے نعمت ہے جو آپ کو خدا کے قریب لے گئی۔

آپ تک لائی جو موج رنج و غم

اس پہ قربان سینکڑوں ساحل ہوئے

(حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم)

بسا اوقات زیادہ موجیں اور ساحل جلدی منزل کے قریب کر دیتی ہیں۔

حضرت گنگوہیؒ کا پہلا حج

اس پر ایک واقعہ یاد آیا ہمارے اکابر میں بہت بڑا نام ہے قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کئی کے بڑے خلیفہ ہیں اور اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کتنے بڑے تھے کہ حکیم

الامت تھا نوحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دو پیر اور دو شیخ ہیں ایک حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ایک مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دراصل انہی کو حضرت حکیم الامت نے درخواست دی تھی کہ میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ کو میں اپنے پیر سے بیعت کراؤں گا آپ اس سے اندازہ کریں کتنے بڑے آدمی ہیں۔

تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلا حج بہاولنگر کے قریب دریائے ستلج کے ذریعے کیا ہے جو انڈیا سے آتا ہے آپ کشتی کے ذریعے کراچی گئے اور کراچی سے بحری جہاز میں سوار ہوئے جب جہاز سمندر میں چلا تو طوفان آگیا اتنا طوفان آیا کہ تقریباً دس دن تک کچھ پتہ نہیں تھا کہ اوپر کیا ہے نیچے کیا ہے یہاں تک کہ جہاز کے جو آلات ہوتے ہیں جس کے ذریعے منزل کا رخ متعین کیا جاتا ہے وہ بھی ٹوٹ کر خراب ہو گئے۔ اول تو زندگی کا مسئلہ تھا کہ بچتے بھی ہیں یا نہیں اور پھر حج میں بھی دن تھوڑے رہ گئے تھے لیکن عجیب بات ہے حضرت کے ساتھ جو خادم تھے وہ کہتے ہیں کہ جتنے بھی لوگ تھے سب پریشان تھے سوائے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کہ وہ بالکل آرام سے تھے جیسے کوئی پریشانی نہیں لوگوں نے کہا مولانا صاحب! آپ پریشان نہیں ہیں؟ تو فرمایا بھی جو وہ چاہیں گے ہم بھی وہی چاہیں گے۔ جب بلایا ہے تو پہنچائیں گے بھی۔ اللہ اکبر اس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا پر مرثا۔ جگر مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیری خوشی سے اگر غم میں بھی خوشی نہ ہوئی

وہ زندگی تو محبت کی زندگی نہ ہوئی

حکیم الامت تھا نوحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اخلاص سے اونچا بھی ایک مقام ہے اخلاص بہت اونچا مقام ہے لیکن اس سے اوپر بھی ایک مرتبہ ہے اور وہ ہے رضا بالقضاء خدا کے فیصلوں پر دل و جان سے خوش رہنا۔

پورے دس دن بعد مطلع کھل گیا اور سمندر کو بالکل سکون ہو گیا اب جو اندازہ کیا تو

پتہ چلا کہ وہ سفر جو مہینے میں طے ہونا تھا وہ دس دنوں میں طے ہو گیا اور کپتان نے اعلان کیا کہ جلدی احرام باندھنے کی تیاری کرو، ہم تو میقات کے قریب پہنچ گئے۔

وہ طوفان بجائے اس کے کہ دور کرتا اس نے قریب پہنچا دیا۔ تو یہ میں نے بطور مثال ایک واقعہ عرض کر دیا دوستو اگر انسان پر کوئی مشکل آتی ہے تو کو دیکھے اگر یہ دل اللہ تعالیٰ سے جز گیا تو یہ مصیبت نہیں ہے بلکہ یہ نعمت ہے جو تجھے خدا کے قریب کر رہی ہے اور اگر دل خدا سے دور ہو گیا تو پھر یہ مصیبت کسی گناہ کی سزا بن کر اتری ہے کہ جس کی وجہ سے بندہ بجائے خدا کے قریب ہونے کے دور ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی توجہ کی قیمت

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ملفوظ ہے کہ آج تھانہ بھون میں یہ جو اشرف علی کا کام چل رہا ہے یہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ کا اثر ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ کاش میری آنکھیں ہوتیں میں تھانہ بھون میں اشرف علی کا کام دیکھتا۔ فرمایا کہ ان کے دل میں جو ہمارے لیے اتنی توجہ ہے ناں اسی سے ہمارا کام بن رہا ہے۔

یہ اللہ والوں کی دل کی توجہ کا حال ہے کہ اگر وہ توجہ بھی کر دیں کسی پر تو ان کا کام بن جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما دس سال کی عمر ہے رات کو اپنی خالہ کے ہاں آئے یہ دیکھنے کے لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاشقی کا منظر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو مناتے کیسے ہیں یہ شانِ عشق تھی۔

عشاء کی نماز کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرماتے تھے ایک لمبا تکیہ تھا حدیث میں آتا ہے اس لمبے تکیے پر ادھر ہماری اماں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سو گئیں یہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس طرف حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کو سلا دیا تکیہ کی جو چوڑائی (Width) تھی اس پر ان کو سلا دیا آپ سو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سوئے نہیں کہتے ہیں میں جاگتا رہا اپنے کو جگا تا رہا میں سو گیا تو جس مقصد کے لیے میں آیا ہوں وہ پورا نہیں ہوگا (جو سو یا اس نے کھویا)۔ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نصف رات کے بعد اٹھے اور آپ ﷺ نے ایک مشکیزے سے کھڑے کھڑے ہلکا وضو فرمایا اس کے بعد نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے بھی اسی مشکیزے سے ویسے ہی وضو کیا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں جانب آکر میں نے نماز شروع کر دی تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا کان مروڑا جیسے بچوں کے کان مروڑتے ہیں اور کھینچ کر دائیں طرف لے آئے۔

کیونکہ اگر ایک مقتدی ہو تو دائیں طرف کھڑا ہوتا ہے اس لیے تہجد کے وقت اگر بغیر اعلان کے جماعت ہو جائے تو پیغمبر کی سنت ہے اور اگر اعلان کر کے تہجد کی جماعت کرائیں تو یہ بدعت بن جاتی ہے اگر بغیر اعلان کے جمع ہو جائیں اور تہجد کی جماعت کرائیں تو یہ سنت ہے کیونکہ سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے پر چلنے کا نام ہے اگر ذرا ادھر ادھر کریں گے تو وہ بدعت بن جائے گی۔

ﷺ آپ ﷺ نے نماز پڑھی اس کے بعد فجر سے پہلے تھوڑا آرام کیا اس کے بعد آپ ﷺ وضو تازہ کرنے کے لیے بیت الخلاء تشریف لے گئے تو جب آپ ﷺ بیت الخلاء جانے کے لیے تیاری کر رہے تھے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دماغ میں تین باتیں آئیں یا تو میں استنجے کے لیے پانی پہلے جا کر رکھ دوں یا جب پیغمبر ﷺ منگوائیں تو اس وقت لے جاؤں اور یا جب آپ ﷺ اندر ہوں تو تب لے جاؤں تو وہ چھوٹا سا ننھا سا دماغ یہ سوچ رہا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے تو سوچا اگر میں بعد میں لے جاتا ہوں تو دیر ہو جائے گی اگر دوران استنجاء لے جاتا ہوں تو بے پردگی کا اندیشہ ہے تو پہلے جا کر لوٹے میں پانی رکھ دیا پیغمبر ﷺ اندر تشریف لے

گئے تو دیکھا کہ لوٹے میں پانی رکھا ہوا ہے بہت خوش ہوئے جب باہر آئے تو پیغمبر ﷺ کے لیے وضو کا پانی پہلے سے رکھا ہوا ہے آپ ﷺ یہ خدمت دیکھ کر بہت خوش ہوئے تو پوچھا حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ عرض کیا کہ حضرت! میرے بھانجے عبداللہ نے رکھا ہے پس اسی وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ”اللّٰهُمَّ فَفَقِهْهُ فِي الدِّينِ وَعِلْمَهُ التَّوَالِي“ یا اللہ! اس کو دین کا عالم بنا دے اور تفسیر کا علم عطا فرما دیا سی دعا کی برکت سے آپ نے تفسیر میں بہت اونچا مقام پایا ہے اور پہلی تفسیر آپ ہی کی مشہور ہوئی جس کا نام المقباس فی تفسیر ابن عباس ہے آپ طائف میں مدفون ہیں۔

دعا کرانا اور دعا لینا

اس لیے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ”دعائیں کرانا اور ہے اور دعائیں لینا اور ہے“ یہ دعائیں لینا ہے کہ آدمی ایسا کام کرے کہ خود بڑے کے دل سے دعا نکلے پس اس دعا کے لیے پھر کوئی رکاوٹ نہیں ہے سیدھی اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہے اور آدمی کا کام بن جاتا ہے۔

آیت کی تفسیر

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُون“ (سورۃ الزاریات ۵۶) تو ”لیعبدون“ کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کرتے ہیں ”لیعبرفون“ کہ ہمیں اس لیے پیدا کیا کہ ہم دنیا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانیں کیونکہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جاتی ہے پھر اطاعت آسان ہو جاتی ہے تو اس کی عبادت حقیقی عبادت بن جاتی ہے ورنہ نماز میں کھڑا ہے لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے دل اس کا مخلوق کے ساتھ ہے جسم اس کا نماز میں ہے خدا کے ساتھ اور دل مخلوق کے ساتھ دل خدا کے ساتھ ہو اسی کا نام خشوع ہے اور اعضاء خدا کے ساتھ ہوں اسی نام خضوع ہے۔

خشوع و خضوع کی حقیقت

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے کہا کہ حضرت! نماز کا خشوع و خضوع آسان طریقے سے سمجھا دیں فرمایا بہت آسان ہے تمہارے اعضاء نماز میں ہوں کبھی خارش کر رہا ہے کبھی کچھ کر رہا ہے کبھی کچھ کر رہا ہے نماز میں۔ فرمایا یہ خضوع نہیں ہے اگر تمہارے اعضاء نماز میں مشغول ہیں تو یہ خضوع ہے اور اگر تمہارا دل نماز میں ہے تو یہ خشوع ہے۔

جہاں دل وہاں حاضری

اگر دل ادھر ادھر چلا گیا دوکان میں چلا گیا مارکیٹ میں چلا گیا ادھر ادھر گھومتا پھر رہا ہے تو اس کی حاضری نہیں لگے گی حاضری دل کی ہوتی ہے جسم کی حاضری بعد میں ہے پہلے دل کی حاضری ہے اسی لیے حدیث شریف میں آتا ہے سات آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے ان میں ایک شخص وہ ہوگا "قلبہ معلق بالمساجد" جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے اور جس کا دل مسجد کے ساتھ چپکا ہوا ہے فرمایا کہ عرش کے سائے میں ہوگا کیا مطلب؟ خود دوکان پر ہے دل مسجد میں ہے خود کھیت میں ہے دل مسجد میں ہے خود گھر میں ہے دل مسجد میں تو حاضری لگ رہی ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے حاضر ہے کیونکہ دل حاضر ہے جسم حاضر نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حاضری لگا دی کہ یہ ہمارے دربار میں چوبیس گھنٹے حاضر ہے ہم اس کو اس دن عرش کا سایہ دیں گے جس دن کسی شے کا سایہ نہیں ہوگا۔

معرفت ذریعہ محبت

میرے شیخ نے فرمایا کہ جب انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت بھی آ جاتی ہے آدمی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے عشق بھی ہو جاتا ہے۔

تو میرے دوستو! حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم

کیوں آئے ہیں ”لیسرفون“ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کو پہنچانیں جب آدمی کو پہچان ہو جاتی ہے تو تعارف ہو جاتا ہے تو پھر محبت ہو جاتی ہے جب آپ سے کسی کا تعارف ہو جائے تو محبت ہو جاتی ہے۔

ہمارے حضرت والا حکیم صاحب دامت برکاتہم نے کراچی کا ایک واقعہ سنایا کہ کراچی میں ایک آدمی تھا جب وہ دو سال کا بچہ تھا تو اس کے ابا با ہر ملک چلے گئے تھے اب وہ جوان ہو گیا بیس پچیس سال کا اور اس نے اپنے ابا کو نہیں دیکھا تھا کہ ہمارا ابا کیسا ہے جب وہ ایئر پورٹ لینے گیا تو ابا کا کوئی دوست ساتھ لے گیا کہ میں تو اپنے ابا کو پہچانتا نہیں آپ میرے ساتھ آئیں مجھے بتائیں کہ یہ میرے ابا ہیں ایئر پورٹ پہنچے تو باباجی نے کہا میں بیٹھتا ہوں بوڑھا آدمی ہوں تم آگے کھڑے ہو جاؤ تو اندر سے ایک آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں ایک بڑا وزنی بیگ تھا تو اس نے اس نو جوان سے کہا کہ نو جوان یہ میرا بیگ ٹیکسی تک پہنچا دو کیونکہ مجھے کوئی لینے کے لیے نہیں آیا۔ اس نے کہا جاؤ جاؤ باباجی! میں تو خود اپنے ابا کا انتظار کر رہا ہوں میں آپ کا بیگ لے کر جاؤں اور میرا ابا آجائے تو کیا ہوگا تو اس نے کہا اچھا تمہاری مرضی ابھی یہ آپس میں بحث کر رہے تھے تو وہ باباجی آگئے انہوں نے کہا یہی تیرا ابا ہے پس وہ نو جوان سینے سے چٹ گیا اور کہنے لگا ابا! سامان نہیں آپ بھی میرے سر پر بیٹھو میں آپ کو لے کے جاتا ہوں۔

انسان کی ذات خود حجاب

جب معرفت نہیں ہوتی تو پھر آدمی اپنے آپ کو صرف جانتا ہے میں نمازی ہوں میں حاجی ہوں میں فلاں ہوں میں فلاں ہوں کیوں؟ اس لیے کہ سورج نہیں نکلا ہے تو یہ اسٹریٹ لائٹ بھی کہتی ہے کہ میں بھی کوئی چیز ہوں سورج نکلے گا اسٹریٹ لائٹ نظر نہیں آئیں گی جلتی ہے لیکن نظر نہیں آتی۔

مہر نمایاں ہوا چھپ گئے تارے

وہ مجھے بھری بزم میں تنہا نظر آیا

جب خدا کی معرفت مل جاتی ہے اور اس کی محبت انسان کو مل جاتی ہے تو اپنے اعمال اس کی نظر میں ختم ہو جاتے ہیں پھر ہر وقت وہ خدا کے فضل کا مشاہدہ کرتا ہے اپنی طرف کسی شے کی نسبت نہیں کرتا اور جب تک اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں ہے تو اس وقت تک اپنے اعمال کو بڑا سمجھتا ہے آج ہم رات دن گناہ کرتے ہیں گناہوں میں ملوث ہیں لیکن روتے نہیں لوگ پہلے نیکی کر کے روتے تھے یہ فرق کیوں ہے؟ پہلے نیکی کرتے تھے نماز پڑھتے روتے روزہ رکھتے روتے حج کرتے تو روتے کیوں؟ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی وجہ سے اپنے اعمال بے قیمت نظر آتے۔

حضرت عطاء سلمیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بڑے تابعی گزرے ہیں نماز پڑھ کے جب جایا کرتے تھے تو چہرے پر ایسی شرمندگی ہوتی جیسے چوری کر کے آئے ہیں تو یک مرتبہ کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت! کیا بات ہے آپ نماز پڑھ کر آتے ہیں آپ کے چہرے پر شرمندگی ہوتی ہے؟ فرمایا میں اپنی نماز کو دیکھتا ہوں اور خدا کی شان کو دیکھتا ہوں تو شرم سے ڈوب جاتا ہوں کہ تو نے نماز کیسی پیش کی اس کے دربار میں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ جب مسجد آیا کرتے تھے تو اگر مسجد خالی ہوتی تو اندر داخل نہیں ہوتے تھے باہر کھڑے رہتے تھے سردی ہے گرمی ہے بارش ہے باہر کھڑے رہتے جب کوئی دوسرا نمازی آتا تو اس کے ہاتھ مسجد میں داخل ہوتے کسی نے کہا حضرت آپ باہر کیوں کھڑے رہتے ہیں؟ فرمایا مالک کا دربار ہے میں گناہ گار ہوں کہیں اندر جاؤں اور پکڑ لیا جاؤں دوسرے کے سہارے جاتا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر بھی فضل ہو جائے گا۔

جب انسان کو خدا کی معرفت نہیں ہوتی تو پھر ہر چیز اس کو نظر آتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر وہ اس کی محبت میں گم ہو جاتا ہے پھر نیکی بھی کر رہا ہے تو اس کو احساس نہیں ہوتا کہ میں کوئی نیکی کر رہا ہوں وہ پس اللہ تعالیٰ کے فضل ہی کو دیکھتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ میری نیکی پر مجھے کچھ ملے گا بلکہ کہتا ہے نیکی تو ان کا حکم ہے اس لیے کر رہے ہیں باقی وہ اپنے فضل سے عطا فرمائیں گے جو کچھ دیں گے اپنے فضل

سے دیں گے یہ تو ان کا حکم ہے یہ تو ڈیوٹی ہے نماز پڑھنا ڈیوٹی ہے روزہ رکھنا ڈیوٹی ہے حج کرنا ڈیوٹی ہے زکوٰۃ دینا ڈیوٹی ہے۔

تیرے فضل کا آسرا ہے
درنہ رکھا ہے کیا خاکداں میں

امام رازی کا فرمان

اس لیے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی تفسیر ”مفاتیح الغیب“ بڑی مشہور تفسیر ہے انہوں نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”یَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ“ (سورۃ البقرہ آیت ۲۱) کہ لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس رب نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے ماں باپ کو پیدا کیا وہاں پر حضرت نے تفسیر کرتے ہوئے لکھا کہ اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ عبادت کیوں کرتے ہو؟ نماز تم نے کیوں پڑھنی ہے؟ روزہ تم نے کیوں رکھنا ہے؟ اس لیے کہ ہم نے تمہیں انسان بنایا ہے مسلمان بنایا ہے اس کا شکر یہ ہے کہ تم ہماری مان کر چلو یہ اس کا شکر یہ ہے یہ نعمت جو تمہیں پہلے دے دی کہ تمہیں انسان بنا دیا اور مسلمان بنا دیا اس کے شکرانے میں عبادت کرو۔

فضل الہی

اللہ تعالیٰ نے یہ کلمہ ہمیں مفت میں دے دیا مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے تو مسلمان ہو گئے۔ اب ایک آدمی عیسائی کے گھر میں پیدا ہوا تو وہ عیسائی ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ کلمہ پڑھے ہمارے لیے تو کام بہت آسان کر دیا اُس کے لیے اتنا مشکل۔

ہمارے حضرت والا دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی دو شانیں ہیں ایک فضل ہے اور ایک عدل ہے تو ہم پر فضل فرما دیا اور ان کفار پر عدل اور قانون ہے کہ ہمارا کلمہ پڑھو گے تو ملے گا اور ہم پر فضل فرمایا کہ مفت میں کلمہ دے دیا اور

فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل کسی قانون کا پابند نہیں ہوتا جس کو چاہے دیدے ”ذَلِكْ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ“ (سورۃ المائدہ آیت ۵۴) جس کو چاہے دیدے خدا کا فضل قانون سے بالاتر ہے عدل قانون کا پابند ہے کہ کرو گے تو ملے گا لیکن فضل قانون کا پابند نہیں ہے جس کو چاہے دیدے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

فضل الہی کا عجیب قصہ

دیکھئے! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ جب فتح ہوا سنہ ۸ ہجری میں اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے گئے تو ایک مکان کی دیوار کا کافی سایہ تھا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بیٹھ گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے کہ اے اللہ کے نبی! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہٹ جائیں یہ دیوار اس عورت کے مکان کی ہے جو آپ کو اچھا نہیں کہتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نہیں پسند کرتے ہمارا محبوب اس کی دیوار کے سائے کے نیچے بیٹھے آپ جائیے! اللہ تعالیٰ کے گھر کے سائے میں جا کے بیٹھیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً چلے اور خانہ کعبہ کے سائے میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ وہ عورت اپنے بچوں کو لے کر آرہی ہے قریب آ کر ایمان لانے کی درخواست پیش کی اور اسلام قبول کر لیا کلمہ پڑھ لیا۔

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ معاملہ بھی عجیب ہے ابھی تو اتنی سختی کہ وہاں بیٹھے نہیں دیا اب اسی دشمن عورت کو ایمان کی دولت عطا فرمائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہمارے عدل کا معاملہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ کسی گستاخ کا احسان ہمارا محبوب لے اور یہ ہمارے فضل کا معاملہ ہے کہ میرے محبوب کی پیٹھ اس دیوار سے لگ گئی تو اس گھر والوں کو محروم کیسے کر دیں اس لیے ہم نے کلمہ عطا کر دیا۔

یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہمیں مفت میں اپنے فضل سے کلمہ دے دیا ورنہ خدا نخواستہ ایسے نہ ہوتا تو ہمارا کیا بنتا۔

ایک نو مسلم امریکی کا قصہ

میں آج ہی ایک دوست سے کہہ رہا تھا کہ جب ہم جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھتے تھے تو ہمارے جامعہ میں ایک امریکا کا اسٹوڈنٹ تھا وہ نو مسلم (New Muslim) تھا تو کبھی کبھی بہت رویا کرتا تھا اکیلے میں روتا رہتا تو ہمیں پتہ چلا کہ یہ ساتھی بہت روتا رہتا ہے اسے کوئی پریشانی ہے معلوم کرنا چاہے تو ایک دن ہم گئے تو وہ رو رہا تھا جب کچھ سانس اس کی بحال ہوئی طبیعت سنبھلی تو ہم نے پوچھا بھی! تو کیوں روتا ہے تو اس نے عجیب بات کہی کہ دیکھو! آپ لوگوں کے والدین مسلمان ہیں اور میرے والدین کافر مر گئے اب میں حافظ عالم بن رہا ہوں تو مجھے پتہ چلا کہ میں اپنے ماں باپ کو کچھ نہیں پہنچا سکتا تم لوگ کتنے خوش قسمت ہو کہ سات سات نسلوں کو ایصالِ ثواب کر سکتے ہو لیکن میں اپنے والدین کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تو مجھے رونا آتا ہے کہ میں کیسے ان کو جہنم سے نکالوں مجھے کوئی راستہ نظر نہیں آتا تو میں رونا شروع کر دیتا ہوں کیونکہ راستہ بند ہے آپ لوگ کیسے خوش قسمت ہو جس کو چاہو تم ثواب بھیج سکتے ہو۔

پوری جزاء سزا کا مقام آخرت

یاد رکھو! مسلمان کا اکاؤنٹ بند نہیں ہوتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے قبر میں پوری جزاء و سزا نہیں رکھی کیونکہ ابھی پیچھے سے آرہا ہے ہو سکتا ہے کہ اتنا آجائے کہ اس کا کام بن جائے آج جو مصیبت میں پھنسا ہوا ہے ہو سکتا ہے وہ جنت میں پہنچ جائے پوری جزاء و سزا کی جگہ آخرت ہے جب اعمال بند ہو جائیں گے کسی کی نیکی اور بدی میں اضافہ نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک راستے سے گزرے تو قبرستان کا حال اللہ تعالیٰ نے منکشف کیا دیکھا کہ ایک آدمی عذاب میں مبتلا ہے خیر دعا فرمائی اے اللہ! اس پر تخفیف کر دے تخفیف ہو گئی کچھ عرصے کے بعد پھر گزرے تو دیکھا کہ وہ جنت میں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ

تعالیٰ سے سوال کیا یا اللہ! کچھ عرصہ پہلے جہنم میں تھا اب جنت میں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جب مرا تھا تو اس کی بیوی کے پیٹ میں بچہ تھا جب وہ بچہ بڑا ہوا تو وہ مکتب (مدرسہ) میں لے گئی جب اس بچے نے بسم اللہ پڑھی تو مجھے اس کے باپ پر رحم آگیا اور میں نے اس کے باپ کو معاف کر دیا۔

دیکھو! پیچھے سے اکاؤنٹ کھلا ہوا ہے ناں اگر اکاؤنٹ بند ہوتا تو کچھ فائدہ نہ ہوتا اس لیے کہتے ہیں مسلمانوں کا اکاؤنٹ قیامت تک چلتا ہے اگر کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا تو قیامت تک اکاؤنٹ چل رہا ہے اسی طرح برائی کا معاملہ ہے ”من سن سنة سيئة“ کسی غلط راہ پر اپنی اولاد کو ڈال دیا غلط ماحول میں ڈال دیا اپنی طرف سے پوری کی پھر اصلاح نہیں ہوئی تو آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں بری الذمہ ہیں ایک آدمی کو کوشش ہی نہیں کرتا بلکہ ان کا معاون ہے برائی میں ان کی معاونت کرتا ہے جب یہ دنیا سے چلا جائے گا اولاد جو برائی کرے گی پیچھے سے باپ کو گناہ ملتا رہے گا اس کا کھاتہ برائی سے بھرتا رہے گا کیونکہ ”من سن سنة سيئة“۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

نیکوان رفتہ وسنتها بماند

وزلسیمان ظلم ولعنتها بماند

نیک اللہ والے لوگ چلے گئے اچھے طریقے چھوڑ کر اور لوگ انہیں اچھائی کے نام سے یاد کرتے ہیں اور کینے اور نافرمان بھی دنیا سے چلے گئے ظلم اور لعنت کے کام کر کے آج ان کے برے طریقے زندہ ہیں اور انہیں قبر میں اس کی سزا پہنچ رہی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جنت عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ اعمال کا بدلہ تو پہلے ہی دے چکے ہیں جس کی وجہ سے ہم سے عبادت کا مطالبہ ہو رہا ہے اب جو جنت عطا فرمائیں گے تو یہ سوائے خدا کے فضل کے اور کیا ہے یہ ان کی شانِ کریمی ہے کیونکہ اللہ

تعالیٰ کی ذاتِ کریم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی

میرے شیخ نے فرمایا کہ کریم کے دو معنی ہیں ایک یہ ہے کہ جو مانگتا ہے اس کو عطا فرما دیتے ہیں خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیتے دوسرا معنی یہ ہے کہ غیر مستحق کو بھی دے دیتے ہیں اگر اس کے عمل کو دیکھو تو وہ اس کا مستحق نہیں ہے کہ اس پر نفضل کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو بھی عطا کر دیتے ہیں۔

آپ دیکھیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جو جادوگر تھے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں ستر جادوگر آئے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محض نفل اتارنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا لباس پہنانا لگی باندھی ٹخنے سے اوپر اور لہبا کرتا پہنا اور سر پر پگڑی باندھی اور ہاتھ میں ڈنڈا لیا دیکھنے میں ایسا لگتا تھا کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہوں لیکن انہوں نے تمسخر کے لیے ایسا کیا تھا اور آئے تھے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان عطا فرما دیا۔ وہ جو پیغمبر کی دشمنی میں آئے وہ جو اللہ تعالیٰ کی دشمنی میں آئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت عطا فرمادی اور اتنا مضبوط ایمان کہ تھوڑی دیر کے بعد سولی چڑھ گئے لیکن کلمہ نہیں چھوڑا فرعون نے انہیں سولی پر چڑھا دیا لیکن اللہ تعالیٰ کے راستے کو نہیں چھوڑا۔

چمن کا رنگ تو نے سراسر اے خزاں بدلا

نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

ایسا عشق نصیب ہو گیا ایک لمحے میں ان کو یہ مقام ملا یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر کی کرامت تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کلیم اللہ تھے کلیم کا مطلب ہی یہ ہے کہ جب چاہتے اللہ تعالیٰ سے بات کر لیتے تھے یہ مقام کلیم ہے جب

چاہتے تھے گفتگو کر لیتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ سے رابطہ کیا کہ اے اللہ! یہ عجیب بات ہے ابھی تو دشمن تھے تیرے دشمن میرے دشمن اور اب آپ نے ان کو اتنی بڑی نعمت عطا کر دی کہ کلمہ عطا فرمایا دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تیری نظر تو اس پر گئی کہ دشمنی کر رہے ہیں اور میری نظر اس پر گئی کہ تیری جیسی شکل بنا کر آئے ہیں اس لیے مجھے پیار آ گیا یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان کریمی۔

اسوۃ پیغمبر علیہ السلام اپنانا

میرے شیخ نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل بنانے سے اللہ تعالیٰ کا پیار کیوں ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیغمبر علیہ السلام سے پیار ہے تو جو شخص ان جیسی شکل بناتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس پر بھی پیار آ جاتا ہے۔

میرے شیخ نے ایک عالم کا قصہ سنایا کہ پاکستان کے ایک عالم ہندوستان گئے تو وہاں ایک بوڑھی اماں نے راستے میں پکڑ لیا انہیں کہا میرے گھر چلو گھر لے گئی بڑی خدمت کی تو اس نے کہا کہ اماں! میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں میری اتنی آؤ بھگت کیوں کی؟ تو رونے لگی کہا کہ تیری شکل میرے بیٹے سے بہت ملتی ہے وہ سعودی عرب گیا ہوا ہے میں نے جب تجھے دیکھا تو پیار آ گیا کہ میرے بیٹے جیسا ہے تو میرے شیخ یہ واقعہ بیان کر کے رونے لگے فرمایا کہ دیکھو دنیا میں ہمارے بیٹے کی شکل کا اگر کوئی بچہ مل جائے تو ہمیں پیار آ جاتا ہے۔

تو جب کوئی محبوب کبیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل بناتا ہے تو ربا کو بھی پیار آ جاتا ہے۔

معرفت اور محبت

جب معرفت حاصل ہو گئی تو محبت ہو جائے گی اور جب محبت ہوگی تو مان کر چلیں گے کیونکہ ”إن المحب لمن یحب مطیع“ اور جب آدمی کسی کے عشق میں مبتلا

ہو جاتا ہے تو پھر محبوب کی مان کر چلتا ہے۔ نافرمانی دلیل ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اگر رب کو پہنچاتا کبھی گناہ نہ کرتا یہ گناہ کرنا ہی دلیل ہے نہ پہچاننے کی۔
 حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے کہا تھا ”مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا“ (سورۃ نوح آیت ۱۳) میری قوم تمہارے دل میں خدا کا وقار اور عظمت نہیں ہے اگر خدا کی عظمت ہوتی تو تم کبھی نافرمانی نہ کرتے یہ نافرمانی کرنا دلیل ہے تم نے خدا کی ذات کو نہیں پہچانا اس بات کا احساس نہیں ہے کہ رب ہمارے ساتھ ہے ہم کو دیکھ رہا ہے اس لیے گناہ کر رہا ہے۔

دو مریدوں کا قصہ

ایک اللہ والے کی خدمت میں دو شخص وقت لگانے آئے اور چھ ماہ رہے۔ پہلے چھ ماہ رہتے تھے حضرت حکیم الامت نے چالیس دن کر دیے ہمارے شیخ فرماتے ہیں میں دن ہی لگا لو خیر چھ ماہ بعد شیخ سے عرض کیا کہ ہمیں اجازت دیدیں ہمارا وقت پورا ہو گیا ہمیں کچھ سبق یاد ہوا یا نہیں ہمارا امتحان بھی لے لیں۔ فرمایا تمہارا امتحان لیتا ہوں ان کو دو مرغیاں دیدیں اور ایک ایک چاقو اور کہا ان کو وہاں جا کر ذبح کرو جہاں کوئی نہ دیکھے۔ اب جو ہماری طرح کچا تھا جس نے چھ ماہ خانقاہ میں بس روٹی کھائی صحبت میں تو رہے فیض حاصل نہیں کیا صحبت یافتہ تو ہوئے فیض یافتہ نہ ہوئے وہ غسل خانے میں جا کے دروازہ بند کر کے ذبح کر کے لے آیا پانچ منٹ کے بعد آ گیا اور کہا جی حکم پورا ہو گیا ہے پیر صاحب نے کہا بیٹھ جاؤ! اور دوسرا چوکا تھا وہ صبح گیا شام کو آیا اور مرغی زندہ اور ہاتھ میں چاقو مرغی ذبح نہیں کی۔ حضرت نے کہا عجیب آدمی ہے پورا دن گزر گیا تو یہ کام نہ کر سکا اور تیرا دوست تو پانچ منٹ میں کر لایا رو نے لگا کہا حضرت! آپ نے فرمایا تھا کہ وہاں ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھے۔ جہاں بھی ذبح کرنے لگا تو خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں اللہ تعالیٰ نہ دیکھتا ہو تو میں نے مجبوراً واپس آیا۔ فرمایا شاباش! تجھے سبق یاد ہو گیا جب تجھے یہ یاد رہے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے تو گناہ نہیں

کرے گا نافرمانی نہیں کرے گا نافرمانی دلیل ہے کہ خدا کی ذات سے غافل ہے۔

محبت الہی

تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت کے لیے ہم لوگ پیدا کیے گئے ہیں یہ دل اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بنایا ہے کہ اس دل کو ہم پر خدا کر دو اس لیے ”لا الہ الا اللہ“ دیا۔ میرے شیخ فرماتے ہیں۔

لا الہ ہے مقدم کلمہ توحید میں

غیر حق جب جائے ہے تب دل میں حق آجائے ہے

یہ لا الہ اسی لیے دیا کہ غیر اللہ کو نکالو یہاں ہماری محبت پیدا کرو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ملفوظ بیان کر کے بات ختم کرتا ہوں اور یہ ملفوظ میں نے براہ راست ان سے سنا جنہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا تھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ مرتے ہی یہ دیکھا جائے گا کہ تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کتنی ہے۔

تو حضرت خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا حضرت! اللہ تعالیٰ کی محبت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ تک واصل ہو چکے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں ان کے جوتوں میں پڑ جاؤ تمہیں بھی یہ نعمت حاصل ہو جائے گی (مذکور ملفوظ حضرت نواب قیصر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں سنایا تھا جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور حضرت حکیم صاحب مدظلہ پر دل و جان سے فدا تھے اسی ماہ دسمبر 2011ء میں وفات پانچکے ہیں انسا لہہ و انسا لہہ راجعون ناقل) کیونکہ عشق کی خاصیت ہے کہ جب دوسرا بات کرتا ہے تو اس کو بھی بیماری لگ جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی عشق کی بیماری ان کو بھی لگ جاتی ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت

ایک خانہ بہ خانہ ایک سینہ بہ سینہ

جس طرح آگ ایک مکان سے دوسرے مکان کو لگتی ہے خدا کی محبت بھی منتقل ہوتی چلی جاتی ہے۔

صحبت کا اثر

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں صحابہ بیٹھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل کے خزانے دل سے دل میں منتقل ہو جاتے تھے پھر صحابہ کے دل سے تابعین میں منتقل ہو گئے اور تابعین سے تبع تابعین میں منتقل ہو گئے اس لیے صحابہ کا سب سے بڑا عزاز یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں تابعی صحابہ کے صحبت یافتہ ہیں اور تبع تابعین تابعین کے صحبت یافتہ ہیں۔

پس میرے دوستو! خدا کی نافرمانی سے بچو جب نافرمانی سے بچو گے تو ان شاء اللہ پھر اس دل کی زمین پر عشق خداوندی کی کاشت آسان ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا پودا ترقی کرے گا اس لیے کسی باغبان یعنی اللہ والوں سے بھی رابطہ رکھو اور کچھ ذکر واذکار کا پانی بھی دیتے رہو اللہ والوں کی صحبت کے حریص بن جاؤ کہ ان کی صحبت سے ہمیں خدا کی محبت کا چسکہ لگ جائے اور محبت منتقل ہو جائے۔

یاد رکھو! ذرہ بھی منتقل ہو گیا تو وہ تناور درخت بن جائے گا بیج پڑے گا تو کام بنے گا زمین میں بیج ہی نہ ڈالا تو پھر کوئی بھی موسم آئے بہار آئے خزاں آئے گرمی آئے سردی آئے درخت اُگنے والا نہیں ہے جب بیج پڑ جائے گا تو ان شاء اللہ کبھی اچھا سیزن آئے گا تو وہی بیج درخت بھی بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَاصْصِلْ عَلَيَّ مُحَمَّدًا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ
وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْكَرْ أَنْتَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا
ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ .

اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَلِكُ الْهُدَى وَالتَّقَى الْعَفَافَ وَالْغِنَى . اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَلِكُ

حبك وحب من يحبك وحب عمل يبلغنا الى حبك. اللهم اجعل
حبك احب الينا من انفسنا واهلنا ومن الماء البارد.

یا اللہ! ہم سب کو تو اللہ والا بنادے ہمارے گھر والوں کو اللہ والا بنادے ہمارے
بال بچوں کو اللہ والا بنادے یا اللہ! اپنی محبت ہمیں بغیر استحقاق کے نصیب فرما۔ یا اللہ!
ہمارے قلوب آپ کی محبت کے لائق تو نہیں ہیں آپ تو بڑے لائق ہیں اگر ہم نالائق
لاائق کے پاس نہیں جائیں گے تو کہاں جائیں گے یا اللہ ہمیں بغیر استحقاق کے اپنی
محبت نصیب فرمایا اپنی نسبت نصیب فرما اپنا عشق نصیب فرما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی کامل اتباع نصیب فرما۔ یا اللہ! تقویٰ کی دولت ہمیں نصیب فرما اخلاص کی
دولت ہمیں نصیب فرما اور رضا بالقضاء کی دولت ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ! پورے عالم
کے کسی بھی مسلمان کو اپنی ولایت اور دوستی سے محروم نہ فرما۔ یا اللہ! کافروں کو بھی
ایمان کی دولت نصیب فرما۔ یا اللہ! ہماری دنیا بھی بنا ہماری آخرت بھی بنا۔ یا اللہ!
ہمارے مرحومین مرحومات کی مغفرت فرما ہمارے والدین اساتذہ اور مشائخ کی
مغفرت فرما۔ یا اللہ! جتنے اللہ والے اور ان کے غلام دنیا میں دین کا کام کر رہے ہیں
سب کی عمریں دراز فرما عافیتیں نصیب فرما۔ یا اللہ! ہر مسلمان کو عافیت نصیب فرما تمام
بیماروں کو شفا عطا فرما قرضوں کے بوجھ کو دور فرما رزق کی تنگیوں کو دور فرما۔ یا اللہ بے
اولادوں کو نیک و صالح اولاد عطا فرما اولاد والوں کی اولادوں کو نیک صالح بنا۔ یا اللہ!
جن بچے بچیوں کی شادیاں نہیں ہوئی ہیں انہیں اچھے اچھے رشتے عطا فرما جن کی
شادیاں ہو گئیں گھروں میں سکون پیدا فرما۔ یا اللہ! عافیت و کرم کا معاملہ فرما۔ یا اللہ!
ہم سب کو تو اپنی معرفت اور اپنی محبت اور اپنی اطاعت اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
کامل اتباع نصیب فرما۔ آمین یا رب العالمین۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ
سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین.

دعوت طعام

عشاء کے بعد مولانا حسین صاحب کے گھر پر ضیافت کا انتظام تھا بہت پر تکلف دعوت تھی وہاں حضرت شیخ نے فرمایا راہ سلوک میں شیخ کی محبت کے ساتھ عظمت بھی ہو تب کام بنتا ہے پھر فرمایا اس زمانے میں اپنی نسبت کو ظاہر کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ استفادہ کر سکیں کیونکہ یہ تشہیر کا زمانہ ہے فرمایا کہ میں نے اپنے حضرت والا سے دریافت کیا تھا کہ اپنے نام سے پہلے خلیفہ لکھنا درست ہے تو حضرت والا نے فرمایا کہ اس زمانے میں لوگوں میں پہچاننے کی صلاحیت نہیں اس لیے لکھنا چاہیے۔

اس کے بعد سلیمان بھائی کے گھر آگئے سلیمان بھائی نے مکان کی بالائی منزل پر قیام کا انتظام کیا تھا اور بہت ہی آرام راحت کا خیال رکھا تھا اور شاندار انتظام تھا رہائش کے ساتھ خصوصی ملاقات کے لیے آنے والے دوستوں کے لیے کافی جگہ تھی جہاں رات گئے تک مجلس ہوتی رہتی تھی

درس قرآن

زامبیا (Zambia) کے قیام کے دوران حضرت شیخ دامت برکاتہم کے روزانہ درس قرآن ہوتے رہے۔ وہ اگرچہ مختصر ہوتے تھے لیکن سامعین کو بہت نفع ہوتا تھا۔

بظاہر تو ہیں چھوٹی چھوٹی سی باتیں

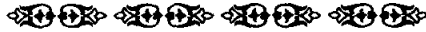
جہاں سوز لیکن یہ چنگاریاں ہیں

اپنے خالق سے یہ غفلت کر کے میرے دوستو

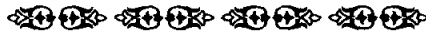
قبل تو بہ گرمے ہونا پڑے گا زرد رو

عظمت قرآن کا صدقہ سن لو حفاظ قرآن

مانہکم عنہ کے فرمان پر تم فانتھوا



ترکیہ کی تفسیر



(درس قرآن)

شیخ الحدیث مولانا الشاہ حبیب احمد خون دامت برکاتہم

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مسجد عمر لوسا کا

وقت بعد نماز فجر

تاریخ 15 مارچ 2010ء بروز پیر

ناشر:

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر
0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ
من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
قد افلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى بل تؤثرون الحيوة الدنيا
والآخرة خيرا وابقى. ان هذا لفي الصحف الاولى صحف ابراهيم
وموسى. (سورة الاعلى پ ۳۰)
صدق الله مولنا العظيم.

فلاح کا معنی و حصول

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں
قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (سورة الاعلى آیت ۱۳) کا میاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے آپ کو پاک
کیا۔ وہ شخص فلاح پا جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی ہر خیر کا نام فلاح ہے یعنی ایسی خیر جو
دنیا میں بھی ملے اور آخرت میں بھی ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کس کو ملے گی۔ مَنْ
تَزَكَّى جو اپنے آپ کو پاک کرتا ہے اس کو یہ خیر ملتی ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں دو لفظ بڑی عجیب جامعیت رکھتے ہیں۔ ایک فلاح کا لفظ اور
ایک عافیت کا لفظ فلاح کے معنی میں دنیا و آخرت کی ہر خیر اور اچھائی اور عافیت کا
مطلب ہے مہلک بیماریوں سے بدن محفوظ ہو اور گناہوں سے روح محفوظ ہو اور
آخرت میں جنت ملے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسلوا اللہ العافیۃ
اللہ تعالیٰ سے عافیت کو طلب کرو جب ایک صحابی نے عرض کیا میری خطاؤں کی سزا
مجھے دینا میں مل جائے اور آخرت کے عذاب سے بچ جاؤں۔ فرمایا اسلوا اللہ
العافیۃ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ بغیر سزا کے ہمیں
معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى اس آدمی کو فلاح ملے گی

جس نے اپنے کو پاک کیا اب یہ پاکی اور تزکیہ کئی قسم پر ہے۔

۱۔ عقیدے کی پاکی

اب پاکی کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ تو سب سے پہلے عقیدے سے پاکی شروع ہوتی ہے کہ انسان کا عقیدہ پاک ہو کفر سے شرک سے بدعات وغیرہ سے۔

۲۔ بدن کی پاکی

اس کے بعد دوسرے نمبر کی پاکی اس کے بدن کی پاکی کہ اپنے بدن کو پاک رکھے۔ چھوٹی نجاست سے بھی اور بڑی نجاست سے بھی بلا وجہ نجس پھرنا اور بلا وجہ اپنے آپ کو ناپاک رکھنا بہت برا ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر میں سب سے زیادہ سخت عذاب اس انسان کو ہوگا کہ جو جسم کی پاکی کا خیال نہیں رکھتا۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر میں پاکی ناپاکی کا سوال ہوگا اور آخرت میں سب سے پہلا سوال نماز کا ہے دراصل یہ پاکی نماز کی سیزھی ہے جب تک پاکی نہیں آپ نماز کے قابل نہیں مسجد میں داخل ہونے کے قابل نہیں تو پاکی نماز کی پہلی منزل ہے اور قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔

بخاری شریف میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان دو قبروں کو عذاب ہو رہا ہے۔ فرمایا اس کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ یہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا بکریاں پالی ہوئی تھیں تو اس کا پیشاب پڑتا رہتا تھا اس کی پاکی کا خیال نہیں کرتے تھے فرمایا دوسرا تَمَانٌ يَمْشِي بِالْمَيْمِئَةِ جِغَلٍ خُورِي كَرْتَا پھرتا تھا ایک مسلمان بھائی کی بات دوسرے مسلمان بھائی کو اور اس کی بات ادھر بیان کرنا اور اس میں کچھ اپنی طرف سے مبالغہ کر کے ادھر سنا دینا تاکہ ان کے آپس میں انتشار اور افتراق پیدا ہو۔

۳۔ کپڑوں اور جگہ کی پاکی

اور تیسرے نمبر کی پاکی یہ کہ انسان کے کپڑے اور اس کا ماحول بھی پاک ہو بلا وجہ نجاست پھیلا نا اور نجاست کی جگہ پر رہنا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔

ہمارے دادا پیر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے سنا کہ حضرت نے سفر کے لیے تا نگار کھا ہوا تھا اور دوران سفر تلاوت کرتے جاتے اور جہاں کہیں راستے میں گوبر اور گندگی وغیرہ ہوتی تو وہاں حضرت قرآن مجید کی تلاوت روک دیتے تھے اور فرماتے مجھے شرم آتی ہے کہ یہاں پر دائیں بائیں جانوروں کی لید گوبر وغیرہ ہو اور ایسی ناپاک جگہ میں قرآن مجید کی تلاوت کروں۔

۴۔ مال کی پاکی

چوتھی پاکی یہ ہے کہ اپنے مال کو پاک کرے مال کو پاک کرنا کیسے ہو کہ اس کی زکوٰۃ دیتا ہے صدقہ کرتا ہے فطرانہ دیتا ہے قربانی کرتا ہے جو واجب اور فرض چیزیں ہیں وہ ادا کرتا ہے۔

۵۔ روح کی پاکی

اور پانچویں نمبر کی پاکی یہ ہے کہ وہ اپنی روح کو بھی پاک کرے باطنی بیماریوں سے کبر کی بیماری سے عجب کی بیماری سے بخل کی بیماری سے شہوت کی بیماری سے غصے کی بیماری سے یہ تمام بیماریاں باطنی اور روحانی بیماریاں کہلاتی ہیں ان سب سے اپنے آپ کو پاک کرے جسمانی بیماریوں کا علاج تو آسان ہوتا ہے لیکن روحانی بیماری کا علاج ذرا مشکل ہوتا ہے جس طرح روح چھپی ہوئی ہے اس کی بیماریاں بھی پوشیدہ ہیں ان کے آثار کو اولیاء کرام جسموں پر محسوس کرتے ہیں۔ ان کے لیے محنت تھوڑی زیادہ ہے ظاہری تو آپ نے وضو کر لیا پاک ہو گئے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسی بیماری دعا تلقین فرمائی کہ جب آپ وضو کر لو تو یہ کہو اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ يَا اللّٰهُ! جہاں تک پانی سے پاکی تھی وہ تو کر لی لیکن اب توبہ کی توفیق دے دے تاکہ میرا اندر بھی پاک ہو جائے۔ ظاہری پاکی کی توفیق تو مجھے دے دی کہ میں نے وضو کر لیا اور پاک ہو گیا اب میرے دل اور روح کو بھی توبہ کے ذریعے پاک کر دیجیے۔

صحابی کا قصہ

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے۔ ان کے بارے میں ایک دن فرمایا ادھر سے ایک جنتی آئے گا تین دن تک یہی آپ فرماتے رہے ایک سیدھا سادھا دیہاتی صحابی آتا تھا تو تیسرے دن ایک صحابی اس کے ساتھ چلے گئے یہ پتہ کرنے کے لیے کہ اس کا وہ کون سا عمل ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو جنتی قرار دیا وہاں گئے تین دن اس کے ساتھ رہے۔ وہ تو بالکل سادہ آدمی تھا بکریاں چرا لیتا دودھ نکال لیتا اور گھر کا کام کر لیتا اور ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی وہاں آپس میں چند ساتھی نماز پڑھ لیتے۔ تیسرے دن اس صحابی نے پوچھا جو مدینہ شریف سے گئے تھے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جنتی کہا تو آپ کا کونسا عمل ہے؟ یہ اعمال تو سارے کرتے ہیں کیونکہ اس زمانے میں تو لوگ سو فیصد نیکیاں کرنے والے تھے۔ وہ رونے لگے کہا کہ میرے پاس تو ایسا کوئی عمل نہیں ہے میں تو دیہاتی سا آدمی ہوں ان پڑھ آدمی ہوں لیکن ایک بات ہے ہر صبح کو ہر شام کو اپنے دل کا جائزہ لیتا ہوں کہ میرے دل میں کسی مسلمان بھائی کے بارے میں کوئی بغض حسد کینہ وغیرہ تو نہیں ہے تو میں اپنے دل کو پاک دیکھتا ہوں کہ میرے دل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ مدنی صحابی نے کہا کہ اسی عمل کی وجہ سے تو جنتی ہے۔

إِلَّا مَنْ أَسَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (سورۃ اشراء آیت ۸۹) کی تفسیر لکھی ہے کہ اس کا دل سلامتی والا دل ہو تو پانچویں پاکی انسان کی روح کی پاکی ہے کہ اس کی روح پاک ہو ان مذکورہ امراض روحانیہ سے اور رذائل نفسانیہ سے۔

۶۔ دل کی پاکی

اور چھٹی پاکی یہ ہے کہ اس کا دل غیر اللہ سے پاک ہو اس کے دل میں غیر اللہ نہ ہو غیر اللہ سے اُمیدیں وابستہ کرنا غیر اللہ سے آس لگانا کہ فلاں ایسا کر دے تو ایسا ہو جائے گا یہ سب غیر اللہ سے وابستگی کی علامت ہے۔

حدیث شریف میں ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ! اگر بکری کے لیے چارے کی ضرورت ہو پہلے مجھ سے مانگ اگر آٹے کے لیے نمک کی ضرورت ہے پہلے مجھ سے مانگ جوتی کے لیے تے کی ضرورت ہے تو پہلے مجھ سے مانگ پہلے مسبت الاسباب ہے پھر اسباب کا نمبر ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کا قصہ

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہم نے حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم جب نئے نئے بادشاہت چھوڑ کر نیشاپور کے جنگل میں اللہ اللہ کرنے گئے جنگل میں جب پیاس لگی تو کنویں پر گئے پانی نکالنے کے لیے ڈول اور رسی تلاش کرنے لگے ڈول رسی نہیں ملی تو ایک جگہ بیٹھ گئے تھوڑی دیر میں ہرنوں کی ایک ڈار آئی اور کنویں کے منڈیر کے پاس آ کر انہوں نے دیکھا کہ پانی بہت نیچے ہے تو سب نے اوپر آسمان کی طرف منہ کیا تو پانی اوپر آ گیا سب نے جلدی سے پانی پیا اور چلے گئے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کنویں کے قریب آئے تو پانی پھر نیچے چلا گیا تو وہاں سے چلے گئے۔ رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! وہ جانور ہیں ان کا اتنا خیال اور ہم جو اشرف المخلوقات ہیں آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں ہمارے ساتھ یہ معاملہ ابھی یہ مناجات چل رہی تھیں کہ ہاتھ غیبی نے آواز دی اے ابراہیم! تو نے آتے ہی رستے اور ڈول سے رابطہ کیا اور انہوں نے خالق آب و گل سے رابطہ کیا۔ یہ فرق ہے اس وجہ سے تم نے ان پر ہماری عنایت دیکھی۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ انسان کا دل نہ تو کسی کی محبت میں اتنا الجھا ہوا ہو کہ اس کو اس کے علاوہ کسی کا خیال نہ رہے اور نہ کسی کے بغض اور دشمنی میں اتنا الجھا ہوا ہو کہ ہر وقت اسی خیال میں رہے یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کا

راستہ مارتی ہیں کیونکہ زیادہ محبت ہوگی تب بھی اللہ تعالیٰ کا راستہ کھوٹا ہوگا اور کسی سے دشمنی ہوگی تب بھی اللہ تعالیٰ کا راستہ کھوٹا ہوگا کیونکہ یہ دونوں چیزیں باعہ تشویش ہیں اور مشوش قلب اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اس کے لیے یکسوئی شرط ہے اور تشویش یکسوئی کی ضد ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ملتا ہے یکسوئی کے ساتھ انسان کا دل پوری مخلوق سے مستغنی ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے تو اس انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ اپنا خاص نور اور اپنی خاص نسبت اور اپنی خاص دوستی عطا فرمادیتے ہیں۔ میرے دوستو! جب یہ چھ پاکیاں انسان میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَدْ أَفْلَحَ يَهْ انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَافْعَلْ بِنَا مَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْكَرْ أَهْلَ التَّقْوَى وَاهْلَ الْمَغْفِرَةِ. اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقْوَى وَالعِفَافَ وَالعَنَى. اللَّهُمَّ وَفَقْنَا لِمَا تَحِبُّ وَتَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَالعَمَلِ وَالفِعْلِ وَ النِّيَّةِ وَالهَدْيِ وَالهَدْيِ انْكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

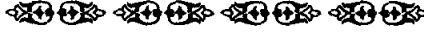
دارالعلوم لوساکا (Lusaka)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کے مشورے سے مولانا محمد ادریس صاحب سلمہ اور مولانا محمد یوسف صاحب سلمہ جو کہ لوساکا (Lusaka) کے رہنے والے تھے اور جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تعلیم مکمل کی تھی انہوں نے واپس لوساکا (Lusaka) آ کر ایک جامعہ کی بنیاد رکھی اس غرض کے لیے مفتی نظام الدین شامزئیؒ زامبیا تشریف لے گئے تھے اور ان کی سرپرستی اور دعا سے یہ ادارہ شروع ہوا اور بہت جلد اس ادارے نے اہمیت حاصل کر لی اور قرب و جوار کے اور دور دراز کے سینکڑوں طلباء قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جمع ہو گئے فوری طور پر دارالعلوم ایک چھوٹی سی عمارت میں شروع کر دیا گیا اور اس کے ساتھ مستقل بڑی زمین پر نئی عمارت کی تعمیر شروع کر دی گئی۔

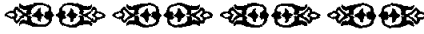
عصر کی نماز مسجد عمر میں ادا کرنے کے بعد مولانا ادریس صاحب کی دعوت پر حضرت شیخ نے جامعہ کی نئی تعمیر کا دورہ فرمایا وہ تکمیل کے مراحل میں تھی عمارت نہایت خوبصورت وسیع اور کشادہ ہر طرح کی ضروریات کی حامل تعمیر تھی اور جامعہ کے متصل اساتذہ کی رہائش گاہیں تعمیر ہو رہی تھیں حضرت شیخ بہت خوش ہوئے اور خوب دعا کی ہو سکتا ہے کہ ان سطور کے آنے تک جامعہ نئی عمارت میں منتقل ہو چکا ہو۔

مکینی (Mekini) جامع مسجد

یہ مسجد مکینی (Mekini) ملاوی سوسائٹی (Malawi society) کے تحت قائم ہے اور قلب شہر سے ایک طرف واقع ہے یہ ایک پرانی تنظیم ہے جو بہت سے رفاہی کام انجام دینے میں مصروف ہے اس سوسائٹی کے تحت سکول مدرسہ ڈپنٹری مسجد اور دیگر رفاہی شعبے قائم ہیں یہاں حضرت شیخ نے مغرب کی نماز ادا کی اور مغرب کے بعد حضرت شیخ کا بیان ہوا۔



ایمان اور تقویٰ



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حبیب اللہ احمد خان دہلوی

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام: میکینی (Mekini) جامع مسجد لوساکا (Lusaka)

وقت: بعد نماز مغرب

تاریخ: 15 مارچ 2010ء بروز پیر

ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختریه
0300-6939953
www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِیْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُوْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ
 عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
 یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ یُّضِلِّ لَهٗ فَلَا هَادِیَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا
 اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَدَنَانَا
 وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ
 تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِیْهِ وَاصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَبَارَكْ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ
 فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.
 یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین.

صدق اللہ مولنا العظیم.

امت محمدیہ کی امتیازی شان

میرے محترم بزرگوار دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تقریباً اسی مقامات پر
 ایمان والوں کو براہ راست مخاطب فرمایا ہے۔

اے ایمان والو! میرے پیارو۔ ایمان والا ہونا اللہ تعالیٰ کا پیارا ہونا ہے
 ”یا ایہا الذین امنوا“ کا ایک عاشقانہ ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے پیارو کیونکہ ایمان
 وہ چیز ہے جس سے بندہ خدا سے جڑتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہماری بہت سی نسبتیں
 ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے خالق ہیں ہمارے مالک ہیں بندہ اپنی کوئی نسبت پیش کرتا ہے
 نسبت ایمانی کہ ایمان سے خدا سے جڑتا ہے اس لیے کہتے ہیں سب سے پہلے جو خیر
 نازل ہوئی وہ خدا کی وحی تھی اور سب سے پہلی خیر جو بندے نے خدا تک پہنچائی وہ
 ایمان تھا اس لیے فرمایا ”اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء“ ایمان کی جڑ بندے
 کے دل میں ہوتی ہے اور اس کی شاخیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہوتی ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اُسی (۸۰) مقامات پر بندوں کو ایمان کی نسبت سے مخاطب فرمایا اے ایمان والو اور یہ بھی صرف اس امت کی خصوصیت ہے۔ حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ باقی امتوں کو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست مخاطب نہیں فرمایا انبیاء کرام سے فرمایا ان سے یہ کہہ دو اس لیے کہ وہ اس قابل نہیں تھے۔

یہود کا سلوک اپنے پیغمبر علیہ السلام سے

قرآن کریم پڑھ کے دیکھ لو یہود اپنے پیغمبروں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اپنے پیغمبروں کو قتل کر رہے ہیں باوجود ایمان لانے کے مانتے بھی تھے پھر قتل کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ آپ قرآن مجید میں دیکھیں وہ اور حضرت خضر علیہ السلام جس بستی میں گئے اور ان سے کہا ہم تمہارے مہمان ہیں تو ان کنبوسوں اور بد بختوں نے کہا کہ ہمارے پاس تمہیں کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے تو حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے تھے ایسا نہیں ہے کہ وہ کافر تھے یا اس وقت تک وہ ایمان نہیں لائے تھے ایمان والے تھے۔

وہ غرناطہ کے یہود تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ کو حضرات صحابہ کرام سے لے کر قیامت تک یہ خصوصیت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ جتنی محبت و عشق، فداکاری و جانثاری اس امت میں پائی جاتی ہے کسی اور امت میں نہیں پائی جاتی۔

امت کا مقام دربار نبوت میں

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئندہ آنے والی امت جس میں میں اور آپ سب داخل ہیں کے بارے میں ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مجمعے میں بیٹھے ہوئے فرمایا ”متى القى احبابى“ میں اپنے پیاروں کو کب ملوں گا تو صحابہ کرام فوراً بولے ”السنانم احبابك يا رسول الله!“ کیا ہم آپ کے پیارے نہیں ہیں، ہم آپ کے احباب نہیں ہیں فرمایا کہ ”انتم اصحابى تم

تو میرے صحابہ ہوتم تو میرے بھائی ہوتم تو میرے معاون ہو۔ فرمایا میرے احباب وہ ہوں گے جو تمہارے بعد آئیں گے جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا اور ان کی تمنا ہوگی کہ اپنی جان اپنا مال اور اپنے بال بچے قربان کر کے میری زیارت کر لیں میری احباب سے ملاقات حوض کوثر پر ان شاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔

اس لیے خود فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بخاری شریف کی حدیث میں جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ اپنے والدین کے لیے فرط ہوں گے فرط اس چیز کو کہا جاتا ہے جو پہلے جا کے انتظام کرے آپ کا کوئی آدمی پہلے چلا گیا اس نے کوئی ہوٹل بک کیا مکان وغیرہ سب سیٹ کر دیا اس کو عربی میں فرط کہتے ہیں اس لیے بچہ فوت ہو جائے تو اس کی دعا میں بھی ہے ”اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا“ یعنی اے اللہ! اس کو میرے لیے آگے انتظام کا ذریعہ بنا دے کہ میں جب تیرے دربار میں پہنچوں تو میری بخشش کا سامان تیار ہو۔

تو فرمایا کہ جس کے تین بچے فوت ہو گئے وہ اس کے لیے فرط ہوں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اماں کو بڑا عجیب مزاج عطا فرمایا تھا اور یہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصیت ہے اسی لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”یا موفقه“ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو لقب عطا فرمایا تھا ”یا موفقه“ (اے توفیق دی ہوئی) یعنی تو فوراً ایسا سوال کر لیتی ہے کہ جس سے امت کا کام بن جاتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر کسی کے دو بچے فوت ہوئے ہوں تو؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو تین کی قید لگا دی ہے فرمایا دو ہوں تو وہ بھی اس کے لیے فرط ہوں گے تو عرض کیا اگر ایک فوت ہوا ہو تو؟ فرمایا ایک بھی فرط ہے تو کہا کہ جس کا کوئی بھی بچہ فوت نہ ہوا تو وہ کیا کرے گا؟ فرمایا ”انما فرط اُمتی علی الحوض“ کہ میں اپنی امت کے لیے پہلے جا رہا ہوں۔ میں حوض کوثر پر اپنی امت کا انتظار کروں گا تو

”منسى القسى آجاسى“ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد میں آنے والوں کیلئے فرمایا کیونکہ یہ امت جس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اول نمبر پر ہیں پھر انہیں کے صدقے قیامت تک کی امت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فدا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر مرتی ہے انہیں کے نام سے جیتی ہے یہ اس امت کی خصوصیت ہے۔

امت محمدیہ کا ایمان عاشقانہ ایمان

تو میرے دوستو! ہمارا ایمان خاص قسم کا ایمان ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کیونکہ اس میں عشق و محبت بھی شامل ہے یہ خشک ایمان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں لیکن محبت نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں نے مانا اور پھر کہا ”فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ“ (سورۃ المائدہ آیت ۲۳) تو اور تیرا رب جا کر لڑیں ہم یہاں بیٹھے ہیں جب تم جیت جاؤ گے تو پھر مال غنیمت کے لیے ہم بھی آجائیں گے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کیا فرمایا ”اذھب انت ورتک فقاتلا انا معکما مقاتلون“ اے اللہ کے نبی! آپ جائیے آپ کا رب بھی ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں بلکہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر آپ سمندر میں چھلائیں لگانے کا حکم دیں تو ہم سمندر میں بھی چھلا ننگ لگا دیں گے تو اس خاص ایمان کی وجہ سے جو اس امت کو نصیب ہوا ہے وہ شان محبت والا ایمان اور شان عشق والا ایمان تو اللہ تعالیٰ نے اسی مقامات پر قرآن مجید میں براہ راست فرمایا ”یا ایہا الذین امنوا“ اے ایمان والو! اے میرے پیارو!

ظرف کی قیمت ظروف سے

دیکھیں کوئی بھی برتن لے لیں خواہ مٹی کا برتن ہو اس برتن کی قیمت اس کے اندر کی چیز کی وجہ سے کم اور زیادہ ہوگی اگر برتن میں عطر ہے تو بہت قیمتی ہے اس برتن میں ہیرا رکھا ہوا ہے تو وہ برتن اور قیمتی ہے اور اگر اس برتن کو رات کو پیشاب کرنے کے

لیے استعمال کرتا ہے کہ مریض ہے اٹھ کر جا نہیں سکتا ہے تو بستر پر بیٹھے بیٹھے پیشاب کرتا ہے تو اس برتن کی قیمت ختم ہوگئی تو معلوم ہوا کہ مٹی کا جو ظرف اور برتن ہے اس کی قیمت اس کے اندر کے مظروف سے ہوگی۔

تو میرے دوستو! میرا اور آپ کا یہ تمام جسم مٹی کا ایک برتن ہے اس کی قیمت اس سے ہوگی کہ آپ کے اس برتن میں ہے کیا اگر اس برتن میں ظلمت، اندھیرا ہے اور گندگی ہے تو یہ حیوانیت سے بھی نیچے اور گھٹیا اور بے قیمت ہے۔ قرآن کریم نے کہا ”أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ“ (سورۃ الاعراف ۱۷۹) یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو نہیں مانتے ان کے جسم کے برتن میں چونکہ کفر کی نجاست بھری ہوئی ہے کیونکہ فرمایا ”إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ“ (سورۃ التوبہ آیت ۲۸) یہ مشرک نجس اور ناپاک ہیں تو فرمایا کہ ”أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ“ کہ یہ جانوروں (Animals) کی طرح ہیں ”بَلْ هُمْ أَضَلُّ“ بلکہ جانوروں سے بھی بدترین ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو جس کام کے لیے پیدا کیا تھا وہ تو کر رہے ہیں گائے کو دودھ کے لیے پیدا کیا وہ دودھ دیتی ہے کسی گائے نے کوئی ہڑتال نہیں کی اور اس کو گوشت کے لیے پیدا کیا بے چاری گوشت دیتی ہے اور ہم اس کو کھاتے ہیں مرغی کو جس کام کے لیے بنایا وہ کرتی ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پیدا کیا تھا ”ان الدنيا خلقت لكم وانکم خلقتم للاخرۃ“ (حدیث) پورا عالم تمہارے لیے پیدا کیا گیا ہے اور تمہیں آخرت لیے پیدا کیا گیا ہے۔

میرے دوستو! جتنی نعمتیں ہیں انسان سب سے زیادہ استعمال کرتا ہے شیر تو کچا گوشت کھاتا ہے لیکن انسان اس کا بھی قورمہ بنا رہے ہیں کبھی بریانی بنا رہے ہیں کبھی باربی کیو کر رہے ہیں ان سب نعمتوں سے انسان فائدہ اٹھا رہا ہے گائے کو چارہ چاہیے اس نے تو کبھی گوشت نہیں کھایا اور شیر نے کبھی سبزی نہیں کھائی تو ”ان الدنيا خلقت لكم“ پوری دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے تم دنیا کی ہر نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہو کوئی

ایسی نعمت نہیں ہے دنیا میں جس سے انسان فائدہ نہ اٹھاتا ہو یہاں تک کہ اگر زہر بھی ہے اس پوزن کو بھی انسان اپنے فائدے کے لیے استعمال (Use) کرتا ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہمارے والد گرامی مولانا مفتی نیاز محمد ترکستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ واقعہ سنایا تھا ہمارے والد صاحب ترکستان کے تھے چائنا میں شنبان کے علاقے سے آئے تھے دارالعلوم دیوبند میں رہے اور پھر مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد صاحب کو وہاں سے بہاولنگر، پنجاب (پاکستان) لے آئے اور ساری زندگی وہیں رہے تو وہ ایک واقعہ سناتے تھے کہ حکیم اجمل خان بہت بڑے حکیم گزرے ہیں حکیم صاحب بہت نبض شناس تھے دیکھتے ہی بتا دیتے تھے۔ جب یہ طبی آلات نہ تھے تو انسان کا دماغ کام کرتا تھا جب سے یہ آلات آئے تو اب انسان کا دماغ کام نہیں کرتا یہ دنیا کا اصول ہے جس چیز کو آپ استعمال کریں گے وہ آپ کو فائدہ دے گی جب استعمال نہیں کریں گے ناقابل استعمال (Useles) ہو جائے گی مثلاً اس ہاتھ کو آپ استعمال نہ کریں تو یہ کام کرنا چھوڑ دے گا اور اس کو استعمال کریں تو پھر یہ کام کرتا رہے گا۔

تو پہلے زمانے میں لوگ عقل استعمال کرتے تھے وہ عقل سے ہی اندازہ کر لیتے تھے کہ اس کو کیا بیماری ہے نبض شناس ہوتے تھے۔ آج ڈاکٹروں کو جب تک اوپر سے لے کر نیچے تک پورے ٹیسٹ نہ کرائیں اور جب تک اس کی رپورٹیں نہیں بنیں گی تو پتہ نہیں چلے گا آپ کو بیماری کیا ہے۔ تو خیر حکیم صاحب بڑے نباض تھے نبض دیکھی تو کہا بھی! آپ کا علاج نہیں ہے پس آپ جاؤ جتنے دن بھی زندگی ہے کھاؤ پیو آپ کو مرنا ہے مہینے کے اندر اندر تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ اب اس مریض کے دل پر بڑا بوجھ ہو گیا تو اس نے کہا کہ اب جب کل مرنا ہے پرسوں مرنا ہے تو میں ایسا کرتا ہوں کہ جنگل میں جا کر پڑ جاتا ہوں تاکہ جلد مر جاؤں تو جنگل چلا گیا وہاں اس نے کیا دیکھا کہ ایک

انسانی کھوپڑی پڑی ہے اس میں بارش کا پانی جمع ہے اور ایک سانپ پانی پی رہا ہے تو اس شخص نے سوچا کہ میرا مرنا آسان ہو گیا اس کھوپڑی میں سانپ کا بچا ہوا زہر پیلا پانی پیوں گا ابھی مر جاؤں گا میں خودکشی کر لیتا ہوں جب سانپ چلا گیا تو جلدی سے پانی پی لیا پھر سوچا اب گھر جاتا ہوں تاکہ گھر والے میرے جنازے وغیرہ کا انتظام کریں گھر پہنچا تو پیٹ میں بہت تکلیف شروع ہو گئی اور اس کو ڈاڑیا ہو گیا اب دست پر دست آرہے ہیں اور اس کے بعد اللہیاں شروع ہو گئیں تو کہا مجھے بھوک لگی ہے پہلے بھوک نہیں لگتی تھی پیاس لگی ہے پانی لاؤ ایک ہفتے میں بالکل لال سرخ اور موٹا تازہ ہو گیا۔

وہ شخص صحت مند ہونے کے بعد حکیم اجمل خان صاحب کے پاس غصے میں پہنچا دیہاتی آدمی تھا آیا کہا کہ مجھے آپ نے کہا تھا کہ میں مر جاؤں گا میں تو بغیر دوائی کے ٹھیک ہو گیا ہوں تو حکیم صاحب نے نبض دیکھی تو کہا واقعی تمہیں تو کوئی بیماری نہیں ہے ماشاء اللہ پہلے سے زیادہ تم صحت مند ہو حکیم صاحب نے کہا سچ بتاؤ تم نے یہاں سے جانے کے بعد کیا کیا؟ دیہاتی نے سارا واقعہ بیان کیا حکیم صاحب نے کہا دراصل تیرا علاج یہی تھا کہ انسانی کھوپڑی میں پانی ہو اور سانپ اس کو پیئے اور پھر تو وہ پانی پیئے لیکن اگر میں تجھے علاج بتاتا تو تو کسی کو قتل کرتا تو میں نے سوچا کہ خود تیرا ہی مرنا بہتر ہے کسی انسان کو قتل کرنے سے لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے خود ہی اسباب مہیا کر دیے۔

تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے اگر زہر بھی پیدا کی ہے اس میں بھی انسان کے لیے کوئی نہ کوئی فائدہ رکھا ہے ”ان الدنيا خلقت لكم وانکم خلقتم للاحرہ“ دنیا کو انسان کے لیے پیدا کیا لیکن تم کس لیے آئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں میں نے اپنے لیے پیدا کیا ہے تم دنیا کے لیے نہیں ہو تم میرے لے ہو دنیا تمہارے لیے ہے اگر تم دنیا کے پیچھے بھاگو گے تو تم نے اپنے آنے کے مقصد کو پورا نہیں کیا۔

اندر کی مشین

تو میرے دوستو! میں اور آپ مٹی سے بنے ہیں اس لیے مٹی میں دفن ہو جاتے

ہیں اس مٹی کا جو برتن ہے اس کی قیمت کس وجہ سے ہے ایمان کی وجہ سے ہے لہذا اب ہم کھائیں گے پیئیں گے دنیا کی چیزوں سے فائدہ اٹھائیں گے تو وہ چیزیں ہمارے ایمان میں اضافے کا ذریعہ ہونا چاہیے اگر اضافہ نہیں ہو رہا ہے تو اس کا مطلب ہے ہمارے اندر کی ایمان کی مشین کمزور (Weak) ہو گئی ہے۔ شہد کی مکھی جس کو Bee کہتے ہیں یہ کیا کرتی ہے؟ پھول سے رس کو لیتی ہے تو اس کے اندر شہد بنتا ہے اس لیے کہ اس کے اندر کی مشین شہد بناتی ہے اور ہتھیہ (بھڑ) کی خوراک بھی وہی پھول ہیں خوراک (Feed) دونوں کی ایک ہی ہے وہ پھولوں کے رس کو چوستا ہے لیکن اس کے اندر جا کر وہ زہر (Poison) بنتا ہے تو اندر کی مشین کا فرق ہے۔

اسی طرح ہرن گھاس کھاتا ہے اور اس کے نائفے میں وہی گھاس مشک بنتا ہے کتنا قیمتی ہے اور وہی گھاس بکری کھاتی ہے تو میٹگنیاں کرتی ہے اس میں سے کبھی آپ کو مشک نہیں ملے گا کیونکہ اس کے اندر کی مشین مشک بنانے والی نہیں ہے۔ مومن کے اندر ایمان کی جو مشین ہے اس کو جب دنیا ملتی ہے تو وہ اندر جا کر نور بناتی ہے اگر دل میں ظلمت اور اندھیرے آجائیں تو سمجھو اندر کی مشین خراب ہے۔

فضل الہی

تو میرے دوستو! میری اور آپ کی قیمت ایمان کی وجہ سے ہے الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بغیر محنت کے اپنے فضل سے ایمان عطا فرمایا۔

میرے شیخ تو فرماتے ہیں کہ صرف ہمیں ایمان کی دولت نہیں ملی بلکہ ہماری آسندہ آنے والی نسلوں کو ایمان عطا کرنے کی ضمانت دیدی کیونکہ ہر پیدا ہونے والا بچہ اپنے بڑوں کے مذہب پر ہوتا ہے دیکھیں بچہ بڑا ہوتا ہے تو کلمہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام سیکھتا ہے آپ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے آپ کو دیکھ کر وہ خود بخود ایمان پر آتا چلا جاتا ہے۔

تقویٰ اور ایمان کی حفاظت

میرے دوستو! ہم اس ایمان کی حفاظت کیسے کریں؟ آدمی جب بھی کوئی قیمتی چیز

حاصل کرتا ہے تو اس کی حفاظت کی فکر کرتا ہے ایک آدمی نے ڈالر کمائے تو وہ فکر کرتا ہے کہ اس کو کہاں رکھا جائے تاکہ چوری نہ ہوں کوئی چور اس کو لے نہ جائے تو آدمی اس کے لیے تجوری بنواتا ہے اس میں رکھتا ہے یا بینک میں جا کر جمع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اے ایمان والو! یہ ایمان بڑا قیمتی ہے میں تمہیں اس کی حفاظت کا طریقہ بتاتا ہوں ”اتقوا اللہ“ تقویٰ اختیار کرو گناہوں سے بچو گناہ چھوڑ دو جب تم گناہ کرنا چھوڑ دو گے تو تمہارا ایمان محفوظ ہو جائے گا آنکھ گناہ کرتی ہے کان اور زبان گناہ کرتے ہیں ہاتھ پاؤں گناہ کرتے ہیں اور ایمان دل میں ہے ایمان کی جگہ یہ ہے ہم نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں یہ اسلام ہے ایمان اندر ہوتا ہے اس لیے جب آدمی مرنے لگتا ہے تو کیا دعا پڑھتے ہیں ”اللہم من احييته منا فاحيه على الاسلام“ اے اللہ! ہم میں سے جس کو زندہ رہنا ہے اس کو اسلام پر زندہ رکھ کیا مطلب پریکٹس کرے نماز پڑھے روزے رکھے حج کرے زکوٰۃ دے غرض ساری طاعات بجالائے ”ومن توفيته منا فتوفه على الايمان“ اور جس کو تو موت دے اس کو ایما ن پر موت دے کیا مطلب؟ کہ اب مر رہا ہے اب اعمال نہیں کر سکتا اب عملی زندگی ختم ہو رہی ہے۔ اب اس کے ایمان کی حفاظت فرمائیے کہ اب یہ ایمان کے ساتھ آپ کے پاس پہنچے تو جنازہ کی اس دعا سے فرق معلوم ہو گیا کہ اسلام الگ چیز ہے ایمان الگ چیز ہے زندہ ہو تو اسلام پر زندہ رکھو اور اگر موت دے تو ایمان پر کیونکہ موت آ رہی ہے اب اپنے ساتھ کیا لے جائے گا اب سینے میں ایمان لے جائے گا اس لیے کہتے ہیں مومن کی دولت یہاں ہے باہر نہیں ہے باہر کی دولت تو ایک شہر سے دوسرے شہر بھی نہیں جاتی۔ زامبیا (Zambia) میں تمہاری فیکٹری ہے تو وہ فیکٹری یہاں سے سعودیہ نہیں جاسکتی زامبیا (Zambia) سے ملاوی (Malawi) نہیں جاسکتی تو قبر میں جائے گی؟ وہ تو دنیا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاتی لیکن ایمان و تقویٰ یہ دولت وہ دولت ہے جو ہر جگہ آپ کے ساتھ ہے قبر کے باہر بھی قبر کے اندر بھی حشر میں بھی۔

تقویٰ کیسے آئے

تو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی حفاظت کا طریقہ بتلایا فرمایا ”اتقوا اللہ“ تقویٰ اختیار کرو گناہ چھوڑ دو کیونکہ تمام اعضاء جسمانیہ بارڈر کی حیثیت رکھتے ہیں آنکھ ایک بارڈر رہے کان بارڈر ہے زبان بارڈر ہے ہاتھ پاؤں بارڈر ہیں اور قلب انسانی Captile ہے جب جنگ ہوتی ہے تو حملہ Capital (دار الحکومت) پر نہیں ہوتا بلکہ بارڈر اور ملک کی سرحدات پر ہوتا ہے اگر دار الحکومت پر حملہ ہو جائے تو پھر تو سمجھو Capital ختم تو ملک ختم۔

تو تقویٰ کا مطلب کیا ہے کہ سرحدات کی حفاظت کرو بارڈر پر لڑائی لڑو گناہ سے بچنے میں ساری جان لڑا دوتا کہ Capital (دل) محفوظ رہے جس میں ایمان کا خزانہ ہے۔ شیطان دشمن کہے آنکھ سے گناہ کرو تو مقابلہ کرو کہ نہیں دیکھوں گا گناہ کی طرف وہ کہے زبان سے گناہ کرتا کہ نہیں کروں گا وہ کہے ہاتھ سے غلط کام کہہ دو کہ نہیں کروں گا پاؤں سے غلط چل کہہ دو نہیں چلوں گا تو تمہارا جھگڑا بارڈر پر رہے گا Capital تمہارا ایمان محفوظ رہے گا اور اگر گناہ کرو گے تو پھر شیطان دل پر حملہ کرے گا۔

آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نماز پڑھنے آ رہا ہو اور شیطان نے اس کی گاڑی پچکچر کر دی ہو گاڑی کے ٹائر میں کیل ماری ہو کہ نماز کے لیے نہ جاسکو وہ ہمیشہ دل پر حملہ کرتا ہے وہ بہت شاطر ہے بہت بد معاش ہے اسے پتہ ہے کہ ایمان اگر ختم ہو گیا تو اس کی نماز رہے گی نہ روزہ رہے گا کچھ بھی نہیں رہے گا اس لیے حدیث شریف میں آتا ہے کہ شیطان انسان کی پشت کی جانب سے اپنی سونڈ داخل کرتا ہے جیسے ہاتھی کا سونڈ ہوتا ہے دیکھتا ہے کہ اس کا دل غافل ہے اور دل میں اندھیرا ہے نور سے خالی ہے تقویٰ کا نور نہیں ہے ذکر اللہ کا نور نہیں ہے تو ایسے دل میں وہ وسوسے ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ڈالتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں شک ڈالتا ہے ایمانیات کے متعلق شک ڈالتا ہے کیونکہ دل میں ظلمت ہے۔ یاد رکھو! وسوسے

آنا شک و شبہ پیدا ہونا دلیل ہے کہ اس کے دل میں اندھیرا ہے اگر روشنی ہوتی تو کوئی وسوسہ نہ کرتا جب انسان کے دل میں اندھیرا ہوتا ہے تو شیطان وسوسے ڈالتا ہے اور جب دل میں ذکر اللہ کی لائٹ روشن ہو جاتی ہے تو شیطان کبھی قریب نہیں آتا۔

ایک شخص کا قصہ

ہندوستان میں ایک شخص تھا وہ قرآن پر اسلام پر اور پینچمبر علیہ السلام پر اشکالات کرتا تھا اگلے سیدھے سوالات کرتا علماء کے پاس جاتا ان کو بھی دق کرتا غلط غلط وسوسے اور اشکالات اس کے دل میں آتے تھے تو اس کو کسی نے کہا کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے بڑے علماء کے بھی استاذ اور پیر و مرشد ہیں وہ تیرے سوالوں کا جواب دے سکتے ہیں وہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گیا حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایک مہینے تک سوال کی اجازت نہیں ہے۔ میرے ساتھ رہو ایک ماہ کے بعد جو چاہے سوال کرنا جواب دوں گا ایک مہینے تک خانقاہ میں دال روٹی کھاؤ۔ ایک ماہ ہو گیا۔ اللہ والے کی صحبت تھی ان کی نظر عنایت تھی دل کے اندھیرے چھٹ گئے ایک ماہ کے بعد اس کی ظلمت قلب نور میں تبدیل ہو گئی۔

ایک ماہ بعد حاجی صاحب نے پوچھا کیا سوالات اور اشکالات ہیں؟ تو سوچ کر کہنے لگا خدا کی قسم میرے دل میں کوئی سوال ہی نہیں ہے اور کہا حضرت! یہ کیسے ہوا ایک مہینہ پہلے تو ایسے ایسے سوالات تھے لیکن اب دل سوالات سے خالی ہے فرمایا تیرے دل میں اندھیرا تھا تو ان فقیر اور درویشوں کے پاس رہا اللہ تعالیٰ نے اندھیرے روشنیوں میں بدل دیے جب روشنی آگئی تو کوئی سوال نہیں کوئی اشکال نہیں ہے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں کھلی نظر آتی ہیں

اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں ۔

چھایا ہے دل پے جب سے تری یاد کا عالم

ہر ذرہ مجھ مظہر جاناں نظر آیا

متقی کی خطا

تو میرے دوستو! تقویٰ کے بغیر ایمان نہیں بچتا جو آدمی گناہ کرتا ہے بعد میں شیطان اس کے ایمان کو نارگٹ کرتا ہے اور اگر تقویٰ ہوگا تو شیطان سے لڑے گا گناہ ہو جائے گا تو توبہ کرے گا "إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ" (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۱) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں متقی اور نیک آدمی سے بھی گناہ ہو سکتا ہے لیکن کیا کرتا ہے "تذکروا" گناہ ہو اس کو اپنا رب یاد آجاتا ہے تو وہ توبہ کرتا ہے اللہ تو مجھے معاف کر دے مجھ سے غلطی ہوئی "فاذا هم مبصرون" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم دوبارہ راستہ دکھا دیتے ہیں اس لیے کہ گناہ سے معصوم ہونا پیغمبروں کا کام ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ امام الحرمین ابن الجومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا کرتے تھے یا اللہ! مجھے معصوم بنا دے کئی سال تک یہ دعا مانگتے رہے کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو ایک رات تہجد میں اٹھ کر دعا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ کیا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے مجھ تک آنے کا؟ کیا توبہ کا راستہ نہیں ہے؟ تو عصمت کے راستے سے ہی آنا چاہتا ہے توبہ کا دروازہ بھی تو ہے تو ادھر سے کیوں نہیں آجاتا "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ" (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۲) میں توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہوں۔

تو میرے دوستو متقی آدمی سے اگر گناہ ہو جاتا ہے تو گویا بارڈر پر حملہ ہوا ہے توبہ کر لی Capital محفوظ رہا مثلاً ہاتھ سے گناہ ہو تو گویا دشمن اس بارڈر سے حملہ آور ہو اس نے فوراً توبہ کر کے اس کو ختم (Finsh) کر دیا آنکھ سے غلطی ہو گئی تو توبہ کر لی زبان سے ہو گئی توبہ کر لی۔

گناہ کے بعد نیکی

حدیث شریف میں آتا ہے و اتبع السنية الحسنة معوها کہ انسان کو چاہیے

کہ جو نبی اس سے غلطی ہو فوراً کوئی نیکی کر لے وہ نیکی اس گناہ کے اثر کو فوراً مٹا دے گی۔
 صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کیا کلمہ طیبہ بھی نیکی ہے؟ فرمایا کہ یہ تو بڑی نیکی ہے
 آنکھ سے غلطی ہوئی 'لا الہ الا اللہ' پڑھ لیا آنکھ کی غلطی فوراً معاف زبان سے
 غلطی ہوئی کلمہ پڑھ لیا دل میں کوئی خیال آیا فرمایا کلمہ پڑھ لیا ظلمت ختم نور آگیا۔

میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ ہماری خواتین (Ladies) بہت ہوشیار ہیں اگر
 چائے کپڑوں وغیرہ پر گر جائے فوراً وہاں نمک ڈالتی ہیں آپ کے ہاں تو پتہ نہیں
 کیا رواج ہے ہمارے ہاں تو نمک ڈال دیتی ہیں کہتی ہیں داغ نہیں جے گا آپ
 دھوئیں گے یا نمک ڈال دیں گے تو پتہ بھی نہیں چلے گا چائے گری تھی۔ میں نے کہا واہ
 اگر ہمیں سمجھ میں آجاتا ہے کہ ہماری روح پر گناہ سے بھی ایک داغ پڑتا ہے فوراً اس پر
 کیوں نہ توبہ و استغفار کا نمک ڈالے تاکہ داغ جمنے نہ پائے لیکن نفس کہتا ہے گناہ تو
 چھوٹے نہیں ہیں تو توبہ کا کیا فائدہ۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے کہا حضرت گناہ تو چھوٹے
 نہیں اب توبہ کب تک تو فرمایا گناہ بری چیز ہے یا اچھی؟ کہا بری چیز ہے تو فرمایا توبہ
 استغفار کرنا اچھا ہے یا برا؟ کہا اچھا ہے۔ فرمایا کہ برا کام تو چھوڑنا نہیں ہے اچھا کیوں
 چھوڑتا ہے جب برا نہیں چھوڑتا تو اچھا بھی نہ چھوڑو جب دونوں کام ساتھ ساتھ چلتے
 رہیں تو اس کی برکت کیا ہوگی اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ پکی توفیق توبہ دے دیں گے
 استقامت علی التوبہ نصیب فرمادیں گے لیکن غفلت کے ساتھ رہنا اسی حال میں موت
 آجائے تو خدا کو کیا منہ دکھائے گا توبہ کر کے مرنا استغفار کر کے مرنا بھی سعادت ہے۔
 حکیم الامت کا ارشاد

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واقعی حکیم الامت تھے فرمایا روزانہ
 رات کو سارے گناہوں کی معافی مانگ لیا کرو اگر کسی دن مر گئے تو ایک ہی دن کا

حساب دینا پڑے گا پچھلا سب دھل گیا کھاتہ ختم ہو گیا تو کیسے پتے کی بات ارشاد فرمائی ورنہ دس سال کا حساب لاؤ پچاس سال کا حساب لاؤ روزانہ کہو یا اللہ! آج دن بھر جتنے گناہ ہوئے تو مجھے معاف کر دے رورو کے اپنے رب کو منالو۔ میرے دوستو! اگر اسی دن فوت ہو گیا تو اسی ایک دن یا آدھے دن کا حساب ہو گا وہ تو ویسے ہی معاف فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو ہم سے معافیاں مانگتے رہتے ہیں ہم وہ بھی معاف کر دیتے ہیں اور ہم بہت سے گناہ بغیر معافی مانگنے کے بھی معاف کر دیتے ہیں۔ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ

تو قرآن کریم نے فرمایا ”اتقوا اللہ“ تقویٰ کے ساتھ بچے گا اگر آدمی گناہ سے نہیں بچتا پھر باری ایمان کی ہے جب بارڈر لائن تمہاری غیر محفوظ (Unsafe) ہوگئی تو اب تمہارا Capital جس میں ایمان کی دولت ہے وہ خطرے میں پڑ جائے گا اور شیطان کا حملہ اس پر آسان ہو جائے گا جب ایمان نہ رہا تو پھر کچھ نہیں ہے کوئی قیمت نہیں ہے یہ مٹی ہے جس میں پیشاب پاخانہ بھرا ہوا ہے۔

صالح اور طالح

میرے دوستو! خواہ دنیا واہ واہ کرے یہ مرجائے گا مٹی میں چلا جائے گا اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ دیکھو قبرستان میں بڑے بڑے بادشاہ پڑے ہوئے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ نیک لوگوں کے لیے پھر بھی لوگ دعائیں کر رہے ہیں یہ عجیب بات ہے۔ میں ایک تجربے کی بات بتاتا ہوں دیکھو کسی بھی نیک آدمی کا ذکر کرو گے تو دعا کرو گے فلاں عالم بڑا نیک تھا اللہ تعالیٰ ان کی قبر نور سے بھر دے حالانکہ وہ خود اتنا کچھ ساتھ لے گیا ہے کہ آپ دعا نہ بھی کریں تو بھی اس کے پاس بہت کچھ ہے اس کی اپنی نیکیاں بہت ہیں لیکن چونکہ خدا پر زندگی خدا کی اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل اس کی محبت میں ایسے گرفتار کیے کہ اس کے جانے کے بعد دعا کر رہے ہیں اور جو بد معاش مرا گناہ کرتے ہوئے مرا تو حالانکہ اس کو دعا کی زیادہ ضرورت ہے اس کو

جو تیاں پڑ رہی ہیں قبر میں لیکن کوئی دعا کرنے کو تیار نہیں ہے کیونکہ جب وہ خدا سے پھرا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دلوں کو پھیر دیا جب کوئی خدا کا بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس کے لیے ایک سلسلہ جاری فرمادیتے ہیں آپ التحیات میں کیا پڑھتے ہیں؟ ”السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين“ پوری دنیا میں کہیں بھی کوئی صالح نیک انسان ہوگا پوری دنیا کے نمازیوں کی دعائیں اس نیک انسان کو ملتی ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا فرامولا بنا دیا اور التحیات میں ایسی دعا سکھادی ”السلام علينا وعلى عبادة الله الصالحين“ میں اور آپ اگر صالح ہو جائیں پورے عالم کی دعائیں مجھے اور آپ کو ملیں گی کوئی دعا نہ کرے خود ملے گی کیونکہ صالحین کی پارٹی میں رجسٹرڈ ہو گئے تو کیوں نہیں دعا ملے گی۔

میرے دوستو! اس لیے گناہ سے بچنے کے لیے پوری کوشش کرتا رہے گناہ ہو جائے تو بہ کر لے استغفار کر لے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔

صحبت صالحین

آخری بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرمائی وكونوامع الصادقين ' کہ سچے اللہ والوں کے ساتھ رہو ان کے ساتھ رہو اپنی صحبتوں کو تبدیل (Change) کرو یاد رکھو خانقاہوں کا مقصد یہی ہے کہ اپنے ماحول کو چیلنج کرو وہاں جاؤ تاکہ تقویٰ کی دولت ملے اور پھر اس دولت کو تم آگے پھیلاؤ کیونکہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

نفس خود را کش جہانے زندہ کن

اگر تو اپنے نفس کو مار لے گا ایک جہاں ایک زمانہ تیرے ذریعے زندہ ہو جائے گا اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی تیرے ذریعے ایمان اور تقویٰ عطا فرمادیں گے۔ ایک انسان سے ہزاروں انسانوں کو ہدایت مل جاتی ہے۔ حضرات صحابہ کرام کوئی زبانیں نہیں جانتے تھے صرف عربی زبان جانتے تھے چین میں موجود ہیں افریقہ میں موجود ہیں دنیا

کے کس براعظم پر صحابہ نہیں ہیں وہ زبانوں سے واقف نہیں تھے لوگ انہیں دیکھتے تھے ایمان لے آتے تھے ان کے دل میں نور تھا اس لیے کہتے ہیں اللہ والے جہاں آتے جاتے ہیں یہ کوئی تقریر بھی نہ کریں ان کے آنے جانے سے اس جگہ کا اندھیرا (Dark ness) ختم ہونا شروع ہو جاتا ہے جب اندھیرا (Dark ness) ختم ہو جاتا ہے تو لوگوں کے دل خود بخود خیر کی طرف مائل ہونا شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ شیطان کا قبضہ ختم ہو جاتا ہے ہر ایک پر تو شیطان کا قبضہ ہے۔

ابن قیم الجوزیؒ کا فرمان

ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے آدمی تھے آٹھویں صدی ہجری کے آدمی ہیں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ان سے ایک سوال کیا گیا وہ سوال عام طور پر ہم لوگ بھی کرتے ہیں کہ یہ جنات وغیرہ مسلمانوں کو ہی چمٹتے ہیں جب دیکھو آسب کی شکایات ہیں یہ کافروں کو نہیں چمٹتے۔ تو اس زمانے میں کسی نے ان سے سوال کیا کہ کافروں کو کوئی شکایت نہیں کسی عیسائی نے نہیں کہا کہ مجھ کو جن چمٹ گیا ہے یہودی نے نہیں کہا مسلمانوں کو بہت شکایت ہے تو عجیب بات فرمائی کہ ان کو تو شیاطین و جنات مستقل طور پر چمٹے ہوئے ہیں اگر وہ شیاطین سے بچے ہوئے ہوتے تو وہ ایمان نہ لے آتے؟ ہمیں تو کبھی چمٹتا ہے اس لیے ہمیں پتہ چل جاتا ہے ان پر تو مستقل چمٹا ہوا ہے ”أَلَمْ تَرَ أَنَا أُرْسَلْنَا الشَّيَاطِينِ عَلَى الْكَافِرِينَ تَوَزُّهُمْ أَزًّا“ (سورہ ہریم آیت ۸۲) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم شیاطین کو کفار پر مسط کر دیتے ہیں ہر وقت گناہ کے اندر اور کفر کے اندر ان کو گراتے رہتے ہیں بیٹھنے نہیں دیتے ہر وقت کفر کے کام ان سے کراتے رہتے ہیں تا کہ جہنم کے نچلے طبقے میں جائیں کیونکہ کافروں کے لیے بھی بہت سے طبقات ہیں جہنم میں تو ان کے لیے بھی شیطان کو شش کرتا ہے کہ ہلکا عذاب نہ ہو ان کو سخت عذاب ملے اور جہنم کے اس طبقے میں ان کو گرا دیا جائے کہ جہاں پر سارے معذبین کا گند، پیپ اور لہو گرتا ہے حالانکہ کفار شیطان کو مانتے ہیں لیکن شیطان ان کو

بھی جہنم کے سخت عذاب تک لے جانا چاہتا ہے اس سے کفر میں بھی گناہ کراتا ہے۔
اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عادل کا فر کو عذاب کم ہوگا ہنسبت
ظالم کا فر کے کیونکہ عدل کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔ جہنم کے
سات طبقات ہیں گنہگار مسلمان کے لیے تو صرف ایک طبقہ ہے اور وہ بھی عذاب کے
لیے نہیں بلکہ صفائی کے لیے ہے۔

تعذیب یا تہذیب

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان کو جہنم میں تعذیب نہیں تہذیب
کے لیے ڈالا جائیگا ڈرائی کلیننگ (dry cleaning) کی جائے گی اس لیے دنیا سے
ہی ڈرائی کلیننگ اور تزکیہ کروا کر جائے تاکہ جاتے ہی حورو و قصور مل جائیں تو اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں اے ایمان والو! دنیا سے تیار ہو کر آؤ تاکہ آتے ہی حوروں سے تمہاری شادی
کرادیں ورنہ تمہیں ڈرائی کلیننگ کے لیے جہنم میں ڈالنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے
اللہ تعالیٰ حفاظت کرے دنیا میں آدمی تو بہ کر لیتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے ایک تو بہ کا لفظ منہ
سے نکلتا ہے اللہ! مجھے معاف کر دے فوراً گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حدیث مبارکہ
میں آتا ہے مکھی کے سر جتنا آنسو آدمی کی آنکھ سے نکلتا ہے پھر وہ اس کو اپنے چہرے پر مل
لیتا ہے جہاں جہاں وہ آنسو لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ کو جہنم پر حرام فرما دیتے ہیں۔
تو ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا پیارا جواب دیا کہ کافروں پر تو مستقل شیطان
مسلط ہے ان کو موت تک ہوش نہیں آنے دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچانے ایمان لاتے۔

صحبت کے اثر پر شیر کا قصہ

تو فرمایا کہ تقویٰ کی دولت کہاں سے ملے گی ”وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ (سورۃ
النبأ آیت ۱۱۹) سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو اپنی صحبت کو چھینج کر و نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھو
اٹھو تاکہ تم میں تقویٰ آجائے ایک مثال بیان کر کے اپنے مضمون کو ختم (Close)
کرتا ہوں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی تھا

بکریاں چرایا کرتا تھا تو اس کو شیر کا بچپل گیا وہ لے آیا اور بکری کے دودھ پر اس کو پالنا شروع کیا وہ بڑا ہو گیا وہ سمجھتا تھا کہ بکری میری ماں ہے اور وہ بکری کی طرح بولتا تھا میں میں کرتا وہ بڑا ہو گیا جوان ہو گیا اور سمجھتا تھا کہ میں بکری ہوں تو ایک دن وہ چرواہا اپنی بکریاں چرانے جنگل لے گیا تو ایک شیر وہاں اپنی خوراک کی تلاش میں نکل آیا وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ بکریوں میں ایک شیر بھی پھر رہا ہے اور بکریاں ڈرتی نہیں ہیں تو سوچا کہ عجیب شیر ہے آج میں اس شیر کو شکار کروں گا اس نے حملہ کیا بکریاں بھاگ گئیں اور اس نے شیر کو پکڑ لیا تو وہ بھی ڈر گیا اور میں میں کرنے لگا تو شیر نے سوچا یہ عجیب ہے ہے بھی شیر اور بکری کی طرح میں میں کرتا ہے تو اس نے دو چار تھپڑ اس کو لگائے اور کان پکڑ کر کہا چل میرے ساتھ اسے صاف پانی کے گھاٹ پر لے گیا جب اس نے پانی کے اندر دیکھا تو خیال آیا کہ میری شکل تو اس کی طرح ہے جیسے یہ ہے ویسے میں ہوں یہ تو میرا ابا ہے تو اس کے اندر کا شیر بیدار ہوا۔ غرغری آواز نکلنے لگی۔

میرے شیخ فرماتے ہیں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کہ ہم لوگ رات دن ان لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں جو رات دن گناہ کرتے ہیں ہم کہتے ہیں یا گناہ سے کون بچ سکتا ہے کرتے رہو فرمایا خدا کے شیروں کے ساتھ جس دن ملاقات ہوگئی تو تمہارے اندر کا مومن بیدار ہو جائے گا چال ڈھال بدل جائے گی وہ نفس و شیطان کو کہے گا خبردار! مجھے تو نے بکری بنایا ہوا تھا بد بخت اب تو میرے قریب آ کر دیکھ میں دیکھتا ہوں تجھے کیسے مجھے بکری بناتا ہے۔

تو میرے دوستو! ”کونو مع الصادقین“ نیک لوگوں کے ساتھ رہو ہر مومن اللہ تعالیٰ کے راستے کا شیر ہے جو نفس و شیطان کو شکست دے سکتا ہے وہ شیر تمہارے وجود میں بیدار ہو جائے گا شیروں کے ساتھ رہ کر۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کا ولی بن کے دنیا سے جانا ہے اللہ تعالیٰ کا دوست بن کر جانا ہے اور دوستی تقویٰ سے ملے گی اور تقویٰ جب آئے گا تو ایمان بچے گا ایمان بچے گا تو سب

کچھ لے کر جائیں گے اگر ایمان نہیں بچا کچھ بھی نہیں ہے۔

والد صاحب کا فرمان

ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرض الوفات میں حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ مولانا! اگر آدمی ایمان بچا کر لے گیا تو پھر پہاڑ جیسے گناہ بھی ہوں پرواہ نہیں کیونکہ بخشش کی امیدیں لگ گئیں اگر ایمان ہی نہ رہا تو پھر کچھ بھی نہیں حضرت والد صاحب ہمیشہ خاتمہ بالا ایمان کی دعا کرتے اور دوسروں کو بھی یہی دعا دیتے تھے۔

عبرت ناک واقعہ

میرے شیخ نے فرمایا کہ ان کے محلے میں ایک آدمی تھارات دن گناہ کرتا شراب پیتا رنڈی بازی کرتا ہر طرح کی بد معاشی کرتا لوگ کہتے تیری عمر پچاس سال ہو گئی چھوڑ دو۔ کہتا او جاؤ مولوی صاحب! ہمیں مزے کرنے دو۔ چند دن بعد انیک ہو گیا ہسپتال میں (admit) داخل ہو گیا تو لوگ پہنچے کہا اب تو بہ کر لے اب تو مر ہی رہا ہے تو کہنے لگا ہر لفظ زبان سے نکل رہا ہے چائے (tea) لاؤ بسکٹ لاؤ سب کچھ بول سکتا ہوں لیکن یہ جو لفظ تم کہہ رہے ہو جب میں بولنے لگتا ہوں تو میرا کوئی گلا پکڑ لیتا ہے مجھے بولنے نہیں دیتا میں لفظ کہنا چاہتا ہوں جو تم کہہ رہے ہو لیکن زبان کوئی پکڑ لیتا ہے خدا نے توفیق تو بہ کا دروازہ بند کر دیا اسی حالت میں دنیا سے چلا گیا۔

میرے دوستو! ایمان بچے گا تقویٰ سے ایمان کی حفاظت تقویٰ سے ہوگی اور تقویٰ آئے گا نیک لوگوں کی صحت سے بس اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین.

دعا

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدًا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ
وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْتَكِ أَنْتَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا
ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ .

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَلُكَ الْهَدَى وَالتَّقَى وَالْعَفَا وَالْغِنَى اللَّهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا
فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ اللَّهُمَّ أَرِنَا
الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ يَا
قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ أَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ وَلَا تَكُنْ لَنَا إِلَى أَنْفُسِنَا
طَرْفَةً عَيْنٍ اللَّهُمَّ وَاقِيَةَ كَوَاقِيَةِ الْوَلِيدِ . اللَّهُمَّ وَاقِيَةَ كَوَاقِيَةِ الْوَلِيدِ .
اللَّهُمَّ وَاقِيَةَ كَوَاقِيَةِ الْوَلِيدِ .

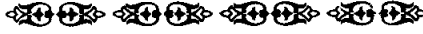
یا اللہ! ہم سب کو تو اللہ والا فرما ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو اللہ والا بنا دے
پورے عالم اسلام کو اللہ والا بنا دے کافروں کو بھی ایمان کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ!
کائنات کے ذرے ذرے پر اپنے رحم کی بارشیں فرما۔ یا اللہ! عافیت و کرم کا معاملہ فرما
امت مسلمہ کے ساتھ کرم کا معاملہ فرما ہر مسلمان کے ایمان کی حفاظت فرما۔ یا اللہ!
ہمیں تقویٰ کی دولت نصیب فرما معیت صادقین ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ! ہمارے
والدین اور عزیز و اقارب جو دنیا سے جا چکے ہیں سب کی مغفرت فرما جو زندہ ہیں ان
کی عمریں دراز فرما۔ یا اللہ! ہمارے گھر والوں بال بچوں کو سب کو عافیت نصیب فرما۔
یا اللہ! تمام بیماروں کو شفا عطا فرما پریشان حال دوستوں کی پریشانیوں کو دور فرما۔ یا اللہ!
ہمارے مسائل کو حل فرما ہمارے مصائب کو دور فرما ہماری حاجات کو پورا فرما۔ یا اللہ!
دین کی نسبت سے جتنا بھی کام ہو رہا ہے اس کو قبول فرما۔ یا اللہ! اس ملک کے رہنے
والوں کو سب کو ایمان کی دولت نصیب فرما اور جو ایمان والے ہیں ان کو ایمان کی
حفاظت کی توفیق عطا فرما اور ان کے ایمان کی حفاظت فرما اعمال کی حفاظت فرما۔ یا اللہ

عافیت و کرم کا معاملہ فرما۔

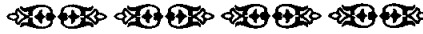
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا رَحِمَ الرَّاحِمِينَ.

دعوت طعام

عشاء کی نماز حضرت شیخ نے مسجد عمر میں ادا کی اس کے بعد محمد بھائی پانڈور کے
گھر کھانے کی دعوت تھی محمد بھائی پانڈور مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم خلیفہ مجاز
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم استاذ الحدیث
دارالعلوم آزادول جنوبی افریقہ کے مرید خاص ہیں بہت محبت والے آدمی ہیں انہوں
نے اپنے گھر پر بہت سے دوستوں کو بھی مدعو کر رکھا تھا وہاں مختصر نشست کے بعد
حضرت شیخ اپنی رہائش گاہ سلیمان بھائی کے گھر تشریف لے آئے سلیمان بھائی کے گھر
پہلے سے لوگوں کی اچھی خاصی تعداد جمع تھی جو حضرت شیخ کی صحبت میں بیٹھنے کے لیے
آئے تھے ان میں علماء بھی تھے حضرت شیخ اس ملک کے حالات واقعات لوگوں کے
رہن سہن اور دیگر باتوں کے بارے میں ان سے معلومات لیتے رہے اور اسی پر کچھ
ارشاد بھی فرماتے رہے سلیمان بھائی نے بتایا کہ ان کے پاس ایک کرسی ہے جو انسان
کو دباتی اور مساج کرتی ہے چنانچہ وہ لائی گئی اور حضرت شیخ اس پر بیٹھے حضرت شیخ کو
بہت آرام ملا اور بہت مزہ آیا پھر تو جب بھی وعظ و بیان سے فارغ ہو کر آتے تو اس
کرسی کی خدمت سے لطف اندوز ہوتے بہر حال رات ساڑھے دس بجے مجلس ختم ہوئی



اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی علامات



(درس قرآن)

شیخ الحدیث مولانا الشاہ حلیل احمد خون دامت برکاتہم

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام عمر مسجد لوسا کا

وقت بعد نماز فجر

تاریخ 16 مارچ 2010ء بروز منگل

ناشر:

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من

الشیطان الرجیم الذین ینفقون فی السراء والضراء

والکظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنے پیاروں کی چار علامات بیان فرمائی

ہیں علامت ہمیشہ کسی چیز پر دلیل ہوا کرتی ہے تو یہ علامات بھی محبت الہی پر دلیل ہیں

پہلی علامت۔ الذین ینفقون فی السراء والضراء

وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اللہ کے راستے میں خوشحالی میں بھی اور تنگ دستی

میں بھی یعنی سخاوت ان کا وصف بن جاتا ہے جو کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہوتا

خواہ مال ہو یا نہ ہو۔

ہر نبی سخی ہوتا ہے اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام تو اچھا انسان تھے اور ہر ولی بھی سخی ہوتا

ہے سخاوت قلب کا وصف ہے سخی وہی ہوتا ہے جو شجاع ہوتا ہے کمزور دل آدمی خرچ نہیں کر

سکتا اس لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے ہر حالت میں خرچ کرتے ہیں خوشحالی کے زمانے میں

خرچ کرنا تو آسان ہے لیکن تنگ دستی کی حالت میں خرچ کرنا بہت بہادری کی بات ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ کی لنگی بہت پرانی ہو گئی تھی ایک خاتون آئیں جو کہ کپڑا

بننے کا کام کرتی تھی انہوں نے جب آپ ﷺ کی پرانی چادر کو دیکھا تو دل میں عزم کیا

کہ آپ ﷺ کے لیے نئی چادر بنا کر لائے گی چنانچہ وہ گھر گئی اور آپ ﷺ کے لیے

بہت خوبصورت چادر بنائی اور لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ

نے بڑی محبت اور چاہت کے ساتھ قبول فرمائی اور فوراً ہی پرانی چادر اتار کر و بطور تہبند

کے باندھ لی اور باہر مجلس میں تشریف لائے اس چادر کا حسن آپ ﷺ کے بدن

مبارک پر آنے کی وجہ سے اور بڑھ گیا صحابہ اکرامؓ آپ ﷺ کو بڑے تعجب اور خوشی

سے دیکھنے لگے ایک صحابیؓ نے عرض کر دیا یا رسول اللہ ﷺ یہ چادر مجھے عنایت

فرمادیجئے آپ ﷺ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے دوسرے صحابہ اکرام نے اس

صحابی کو ملامت کی کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تمہیں معلوم ہے کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے اور آپ ﷺ کو اس چادر کی ضرورت بھی ہے اس صحابی نے عجیب بات کہی اس نے کہا کہ مجھے اپنی موت قریب معلوم ہوتی ہے میں چاہتا ہوں میرا کفن وہ کپڑا بنے جو رسول اکرم ﷺ کے جسم سے لگا ہو۔ مجلس کے بعد پیغمبر علیہ السلام گھر تشریف لے گئے اور وہی پرانی تہبند باندھ لی اور وہ چادر اس صحابی کو بھجوا دی راوی حدیث فرماتے ہیں کہ واقعی کچھ دنوں کے بعد اس صحابی کا انتقال ہو گیا اور ہم نے وہ چادر ان کو بطور کفن کے پہنائی رضی اللہ عنہم وارضہم

دوسری علامت۔ والکا ظمین الغیظ

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے اپنے غصے کو پی جاتے ہیں کظم کہا جاتا ہے جب مشکیزے سے پانی باہر آنا چاہے تو اس کے منہ کو مضبوط رسی سے باندھ دیا جائے تاکہ پانی باہر نہ آئے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو غصہ تو آتا ہے لیکن وہ اس کو برداشت کر جاتے ہیں اور اسکو ظاہر نہیں ہونے دیتے کیونکہ اگر غصہ ہی نہیں آئے گا تو اپنے دین کی حفاظت کیسے کرے گا کمال یہ ہے کہ غصہ تو آئے لیکن پی جائے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب کے بڑے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم غصہ میں پاگل ہو جاتے ہیں یہ غلط کہتے ہیں غصہ عقل مند ہے اپنے سے تکلے پر نہیں آتا اپنے سے کمزور پر آتا ہے سیر کے سامنے سوا سیر ہو تو پھر غصہ نہیں آئے گا۔

تیسری علامت۔ والعافین عن الناس

اور لوگوں کو معاف کرتے رہتے ہیں یہ اللہ والوں کا وصف ہوتا ہے کہ ان کے حق میں جو لوگ کوتاہی کرتے ہیں وہ انہیں فوراً معاف کر دیتے ہیں امام مالکؒ کو جب مدینہ شریف میں کوڑے مارے گئے تو بعد میں بادشاہ نے معافی مانگی تو آپ نے فرمایا میں ہر کوڑا لگتے ہی معاف کر دیتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے خادم کو ڈانٹ رہا تھا اور وہ معافی مانگ رہا تھا میں نے کہہ دیا کہ میں کتنا تجھے معاف کروں تو میرے چچا مولانا الیاسؒ بانی تبلیغی جماعت سن رہے تھے فرمایا

زکریا جتنا تو نے اللہ سے معاف کرانا ہے اتنا معاف کر دے۔

چوتھی علامت۔ واللہ یحب المحسنین

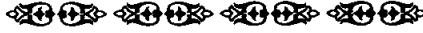
اور اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں احسان کرنے والوں کے ساتھ یہ اللہ کے پیاروں کی چوتھی علامت ہے کہ وہ ہمیشہ مخلوق پر احسان کرتے رہتے ہیں اور غصہ کے وقت اس ارشاد پر عمل کرتے رہتے ہیں واحسن الی من اساء الیک کہ احسان کر اس پر جس نے تجھ سے برائی کی ایک واقعہ پر اس کو ختم کرتا ہوں۔

صاحبزادہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

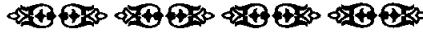
حضرت حسن بن علیؑ نواسہ رسول ﷺ کا ایک واقعہ تاریخ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ اپنی لونڈی سے وضو کے لیے گرم پانی منگوایا وہ گرم پانی لائی لیکن پتہ نہیں وہ کن خیالات میں تھی کہ وہ پانی کا برتن آپ پر گرا دیا جب کہ آپ وضو کے لیے بیٹھے تھے آپ نے غصے سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے فوراً یہ آیت پڑھی والکا ظمین الغیظ (سورۃ آل عمران ۱۳۳) کہ اللہ کے پیارے غصہ پی جاتے ہیں آپ نے فرمایا کظمت غیظی کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا پھر اس نے پڑھا والعافین عن الناس لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا عفوت عنک میں نے تجھے معاف کر دیا پھر اس نے پڑھا واللہ یحب المحسنین اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں آپ نے فرمایا انت حرّ لوجه اللہ تو اللہ کے لیے آزاد ہے تو وہ خوشی سے اچھلتی کودتی چلی گئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

خواتین میں بیان

ظہر کی نماز مسجد عمر میں ادا کی اس کے بعد مولانا امتیاز صاحب کے مکان پر حضرت شیخ تشریف لے گئے جہاں خواتین کے بیان کا نظم تھا پورے شہر کے مسلمانوں کو اس کی اطلاع تھی اس لیے پورے شہر سے خواتین حاضر مجلس ہوئیں تھیں حضرت شیخ نے تقریباً چالیس منٹ تک بیان فرمایا جو پیش خدمت ہے۔



حقیقت شکر



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا الشاہ حلیل احمد خون دینت کا تہم

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مولانا امتیاز صاحب کے مکان پر

وقت بعد نماز ظہر

تاریخ 16 مارچ 2010ء بروز منگل

ناشر:

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر
0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ
 عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرٍ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
 یَّهْدِهٖ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضِلِّ لَهٗ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا
 اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَدَنَّا
 وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ
 تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ
 فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .
 وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرِ وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
 تَشْكُرُوْنَ . (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳) صدق اللہ العظیم .

غزوہ بدر میں احسان الہی

میری محترم ماؤں بہنوں اور بیٹیو! اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بہت بڑی نعمت جو بدر کے میدان میں فرمائی تھی قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا کہ ”ہم نے بدر کے میدان میں تمہاری مدد کی جبکہ تم بالکل کمزور تھے۔ تمہاری سوچ اور وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ہم اتنے قوی دشمن کے مقابلے میں تمہیں فتح دے دیں گے۔ ہم نے تمہاری مدد کی تم پر احسان کیا۔“

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدر کے موقع پر دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”یا اللہ! یہ چھوٹی سی جماعت باقی نہ رہی تو پھر آپ کی عبادت کرنے والے والا کوئی نہ ہوگا۔“ چنانچہ آپ یوں سمجھیں کہ بدر کا جو معرکہ ہے اور بدر کا جو غزوہ ہے یہی غزوہ قیامت تک کے لیے اسلام کے پھلنے پھولنے کا ذریعہ بنا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس احسان کو بطور خاص ذکر فرمایا کہا ”وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرِ وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ“ (سورۃ آل عمران ۱۲۳) کہ ہم نے بدر کے مقام پر اور بدر کے میدان میں تمہاری مدد کی

جبکہ تم کمزور تھے اس احسان کو ذکر کے اللہ تعالیٰ نے اصل بات ذکر فرمائی کہ تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم اس کا شکر ادا کر سکو یعنی اللہ تعالیٰ نے اس عظیم نعمت کے شکرے کو تقویٰ کے ساتھ جوڑا ہے ”لَتَقْوُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“ (سورۃ آل عمران ۱۳۳) کہ تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم شکر گزار بنو۔

حقیقی شکر

قرآن مجید کی یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے کہ جو آدمی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اور گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ناشکر ہے وہ شکر گزار نہیں ہے۔ شکر صرف زبان سے کہہ دینے کا نام نہیں ہے کہ الحمد للہ الحمد للہ کی تسبیح آدمی پڑھتا رہے بلکہ قرآن کریم نے اس کی حقیقت بیان کی کہ حقیقی شکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سو فیصد فرمانبردار بن جائے تقویٰ اس کا نام ہے کہ انسان ایک لمحہ بھی ایک سانس بھی اپنے نفس کے پیچھے نہ چلے نفسانی تقاضوں پر بالکل عمل نہ ہونے دے ہر کام سے پہلے سوچ لے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہے یا نہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے قلب میں اگرچہ اس کے کرنے کے ہزار تقاضے ہوں ان تقاضوں پر عمل نہ کرے بلکہ خدا کے حکم پر عمل کرے دل ٹوٹتا ہے تو اس کو ٹوٹ جانے دے حکم خداوندی نہ توڑے۔

راہ مولیٰ میں دل توڑنے کی قیمت

ہمارے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ہمارے ہزاروں دل اللہ تعالیٰ کے ایک ادنیٰ حکم پر قربان ہو جائیں تو ہمارے لیے سعادت ہے ہمارے دل کی کیا حیثیت ہے ہمارا دل تو رات دن ٹوٹتا ہے کبھی شوہر دل توڑ دیتا ہے کبھی بیٹا دل توڑ دیتا ہے کبھی بیٹی اور کبھی سہیلی دل توڑ دیتی ہے کتنے لوگ کہتے نظر آتے ہیں فلاں نے ہمارا دل توڑ دیا فلاں نے ہمارا دل توڑ دیا مخلوق دل توڑ دے تو گوارا ہے اور خالق کی خاطر اگر دل ٹوٹے تو وہ مشکل لگتا ہے اور مخلوق کی خاطر دل ٹوٹتا ہے تو کچھ بھی نہیں ملتا لیکن خالق کی خاطر جب دل ٹوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”انا عند

المنكسرة قلوبهم“ جب میری خاطر کسی کا دل ٹوٹتا ہے تو میں اس دل کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا انعام اپنی دوستی کا انعام اور اپنی محبت کا انعام اس دل کو عطا فرماتے ہیں جو خدا کی خاطر ٹوٹتا ہے۔ ایک انسان کی تمنا پوری نہ ہو تو دل ٹوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو دل ٹوٹا ہے یہ ہماری خاطر ٹوٹا ہے تو ہم اس کا بدلہ دیں گے۔ کیا بدلہ؟ ”انا عند المنكسرة قلوبهم“ میں خود اس کا بدلہ ہوں۔ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب ایک شعر پڑھا کرتے ہیں کہ۔

درِ دل دے کے مجھے اس نے یہ ارشاد کیا
ہم اسی گھر میں رہیں گے جسے برباد کیا

درِ دل کیا ہے

درِ دل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے دل کا تڑپنا اللہ تعالیٰ کی محبت میں تڑپنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے تقویٰ کو اختیار کرنا یہ درِ دل ہے کہ ہم وقت انسان دل کا دھیان رکھے کہ یہ دل کدھر جا رہا ہے کیونکہ نفس ہر گناہ کرانے سے پہلے دل میں اس کا ارادہ پیدا کرتا ہے پھر آنکھ سے گناہ ہوتا ہے ہاتھ سے گناہ ہوتا ہے زبان سے گناہ ہوتا ہے کان سے گناہ ہوتا ہے پاؤں سے گناہ ہوتا ہے تو سب سے پہلے دل سے ابتداء ہوتی ہے انسان کا کوئی کام بلا ارادہ نہیں ہوتا ایک آدمی کو عرشہ کا مرض ہے اور ہاتھ کانپ رہا ہے تو وہ ہاتھ کا اپنا اور لرزنا خود اس آدمی کا فعل نہیں ہے یہ تو بیماری ہے۔ اس کا اپنا فعل یہ ہوگا کہ وہ اپنی مرضی سے ہاتھ اٹھائے اور مرضی سے نیچے کر لے لہذا تقویٰ اس کا نام ہے کہ انسان گناہ چھوڑ دے اگر خود چھوٹ جائے اس کا نام تقویٰ نہیں ہے چھوڑنا اور ہے چھوٹنا اور ہے گناہ کا ارادہ پہلے انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے پھر جا کر آدمی اس کو عمل میں لاتا ہے اس دھیان رکھنے کا نام ہی درِ دل ہے کہ ہم وقت اپنے دل کا دھیان رہے کہ میرے دل میں نفس دشمن کوئی ایسی بات تو نہیں لا رہا ہے جس سے میرا اللہ ناراض ہو جائے خدا کی ناراضگی سے بچنے کی جو فکر ہے کہ میرا اللہ مجھ سے ناراض نہ

ہو جائے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں اسی کا نام درودِ دل ہے پھر اسی فکر پر اللہ تعالیٰ اپنی محبت عطا فرماتے ہیں اپنا تعلق بھی نصیب فرماتے ہیں کیونکہ جو بیس گھنٹے جب آپ کو اس ذات کا دھیان رہیگا تو پھر وہ ذات بھی آپ کا دھیان کرے گی۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے

نصرت خداوندی حاصل کرنے کا طریقہ

پیغمبر ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نصیحت فرمائی کہ 'راقب اللہ' اے عبداللہ اللہ تعالیٰ کا مراقبہ کر اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھ یعنی ہر وقت دھیان رکھ اس بات کا کہ تجھ سے کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو اللہ تعالیٰ کی چاہت کے خلاف ہو اس کے بدلے میں تجھے کیا ملے گا 'تجدہ تجاہک' کہ تو اپنے رب کو سامنے پائے گا تمہارا رب ہر وقت تمہیں سامنے ملے گا جو مانگو گے پھر ملے گا بلکہ مانگنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی جب ایسا درودِ دل نصیب ہو جاتا ہے اور ایسا دھیان نصیب ہو جاتا ہے تو بقول مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ۔

می دھد یزدان مراد متقیس

اللہ تعالیٰ ایسے متقی بندوں کی دل کی مرادیں خود پوری فرمادیتے ہیں

تجلیات خاصہ کا حصول اور سبب نزول

ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہ تو بڑے مضبوط بنے ہوئے محلات میں رہتے ہیں اور خوبصورت گھروں میں رہتے ہیں خوبصورت پیلس (Palace) میں دنیا کا کنگ (King) رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو تمام سلاطین کو تخت و تاج کی بھیک عطا کرتا ہے وہ عجیب شان کا مالک ہے کہ مومن کے ٹوٹے ہوئے دل میں رہتے ہیں جو دل اللہ تعالیٰ کی خاطر ٹوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دل میں اپنے خاص انوارات و تجلیات کے

ساتھ مکین ہو جاتے ہیں ”انا عند المنكسرة قلوبهم“ دل تو ہمارا روزانہ ٹوٹتا ہے مختلف مواقع پر دنیا کے معاملے میں شوہر سے آپ نے مطالبہ کیا مجھے فلاں چیز لا کر دیدو نہیں لا کر دی دل ٹوٹ گیا ابا بیٹی کے لیے پسند کی چیز نہیں لائے تو بیٹی کا دل ٹوٹ گیا۔ روزمرہ کے یہ واقعات ہمیں اور تمہیں پیش آتے ہیں لیکن اس دل ٹوٹنے کی کوئی قیمت نہیں ہے کیونکہ یہ دنیا کی خاطر ٹوٹا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی خاطر دل ٹوٹتا ہے کہ جب نفس نے گناہ کا تقاضا ڈالا اور ایمان کی بنیاد پر وہ اس گناہ سے بچا رہا تو آدمی کے دل پر چوٹ پڑتی ہے دل ٹوٹ جاتا ہے کہ دیکھو سب کر رہے ہیں میں کیوں نہ کروں لیکن پھر سوچتا ہے کہ میرے اللہ تعالیٰ ناراض ہونگے میں ہرگز نہیں کروں گا تو دل ٹوٹتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ایسے ٹوٹے ہوئے دل کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں ایسے ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ ہم رابطہ کر لیتے ہیں۔

عورت کا خاص باطنی مرض

تو میری ماؤں بہنوں! حقیقی شکر کیا ہے؟ شکر کی حقیقت تقویٰ ہے کہ جب تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہیں شکر کی حقیقت حاصل ہو جائے گی اور یہ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ پیغمبر ﷺ نے خواتین کے بارے میں خاص طور پر اس باطنی بیماری ناشکری کا تذکرہ فرمایا آپ ﷺ نے اس کو جہنم میں جانے کا ذریعہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اربت النار“ مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ بخاری شریف کی روایت ہے ”فاذا اكثر اهلها النساء، تو میں نے دیکھا ان دوزخیوں میں اکثریت عورتوں کی تھی ”یکفرن“ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کفر کرتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ ”یکفرن بالله“ فرمایا نہیں بلکہ ”یکفرن العشير ويكفرن الاحسان“ فرمایا کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہوتی ہیں سرکارِ دوزخ عالم ﷺ نے ان دو امراض کی تشخیص فرمائی ناشکری اور احسانات کا بھول جانا اور آگے آپ ﷺ نے فرمایا ”لوا حسنت الی احداهن

الذہر“ فرمایا اگر طویل مدت تک تو کسی عورت پر احسان کرتا رہے ثم رأت منك شینا پھر اس نے تم میں کوئی بات ایسی دیکھ لی جو اس کو پسند نہیں تھی تو کہے گی ”عارایت منك خیر اقط“ کہ میں نے تو زندگی میں تیرے گھر میں کوئی خیر ہی نہیں دیکھی۔

بڑی آسانی سے یہ بات زبان سے کہہ دیتی ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ناشکری سبب ہے ان کے جہنم میں جانے کا تو معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام نے ہماری ماؤں بہنوں کی جس باطنی بیماری کی طرف اشارہ کیا ہے اس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے گویا کہ ہم سے اس چیز کا ارتکاب ہوتا ہے کہ جو نعمتیں خدا نے ہمیں دی ہوئی ہیں ہم ان نعمتوں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں اور یہ کیوں ہوتا ہے۔

ناشکری کی وجہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی وجہ ارشاد فرمائی کہ اصل میں دوسروں کی چیزیں دیکھ دیکھ کر اپنی نعمتوں کی ناشکری پیدا ہوتی ہے عورتوں کی بہت زیادہ عادت ہوتی ہے کہ کسی نے کوئی اچھا کپڑا لے لیا اس نے دیکھا کہ اوہو یہ تو بہت اچھا ہے میرے پاس نہیں ہے اور جو اپنے پاس کپڑوں کی نعمت موجود ہے اس کی ناشکری شروع ہوگئی۔ دوسرے کا مکان دیکھ لیا یا کوئی بھی ایسی چیز دیکھ لی تو کہنے لگی کہ ہمارے پاس تو یہ نہیں ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے آج جو ہم پریشان ہیں اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جو نعمتیں ہمارے پاس موجود ہیں ان کا شکر نہیں ادا کرتے اور جو نعمتیں معدوم (غیر موجود) ہیں ان کی فکر میں لگے ہوئے ہیں چنانچہ آدمی پریشان نظر آتا ہے حالانکہ مال و اسباب کے اعتبار سے دیکھا جائے آج کے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کو وہ نعمتیں حاصل ہیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دور میں بڑوں بڑوں کو حاصل نہیں تھیں۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ جو چھٹی صدی ہجری کے آدمی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ کسی غریب سے غریب کے گھر کے اثاثوں اور ساز و سامان کی اگر فہرست بنائی

جائے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کے اثاثہ و مال و اسباب سے زیادہ نکلے گا لیکن پھر بھی وہ یہ کہتا نظر آتا ہے کہ میں غریب ہوں اور میرے پاس تو دنیا کے اسباب نہیں ہیں تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عورتوں میں ناشکری کا جو عنصر ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر اپنی حاصل شدہ نعمتوں کو بھول جاتی ہیں اور اسی سے پھر ناشکری پیدا ہوتی ہے اور یہی جڑ ہے تمام پریشانیوں کی۔

شیخ سعدی کا قصہ

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بارج پر تشریف لے جا رہے تھے یہ بہت بڑے اللہ والے اور حکیم و دانا بزرگ گزر رہے ہیں۔ کوئی سواری وغیرہ کا انتظام نہیں تھا یہ پیدل تھے راستے میں دیکھا کہ لوگ گھوڑوں پر سوار جا رہے ہیں اونٹوں پر سوار جا رہے ہیں تو دل میں تھوڑی سی بات آئی کہ دیکھو ان کے پاس ایسے مال و اسباب ہیں اور میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں ہے میں پیدل ہوں۔

آگے چلے تو عجیب منظر دیکھا کہ ایک آدمی ہے اس کے ہاتھ پاؤں دونوں نہیں ہیں اور وہ گائے کے چمڑے میں بندھا ہوا گیند کی طرح لڑھک کر چلا جا رہا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ دیکھ کر حیران ہو گئے اس سے پوچھا بھئی! تو کہاں جا رہا ہے؟ کہنے لگا حج کے لیے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہا بخارا سے آیا ہوں شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے پوچھا کہ کتنا عرصہ ہوا سفر میں؟ کہا یہ دسواں سال ہے گھر سے نکلا ہوں اور اب میں حرم کے قریب پہنچا ہوں شیخ سعدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مٹاف میں دیکھا وہ اسی طرح طواف کر رہا تھا میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کی اور شکر ادا کیا اے اللہ! تو نے مجھے پاؤں کی نعمت تو عطا فرمائی ہے تیرے راستے میں چلنے والے تو اس طرح بھی چل رہے ہیں اور میں گھوڑے والوں کو اور اونٹ والوں کو دیکھتا ہوں۔

ایمان کی نعمت

تو میری ماؤں بہنوں! جب آدمی دوسروں کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو اپنے پاس جو

خدا کی نعمتیں ہیں ان کی ناشکری کرنے لگتا ہے حالانکہ سب سے بڑی نعمت ہمارے پاس ایمان کی نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا مسلمان کے گھر میں پیدا کیا مسلمان بنایا اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہی نہیں ہے کیونکہ آخرت کی ساری نعمتیں اسی پر مرتب ہوتی ہیں ورنہ دنیا میں کوئی کتنا بڑا انسان بلکہ وہ پوری دنیا کا بادشاہ کیوں نہ بن جائے جب مرے گا اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی وہ مٹی بن جائے گا اس کے لیے آخرت میں کچھ نہیں سوائے جہنم کے اور مومن کے لیے حدیث میں آتا ہے کہ ایک ایمان والا مرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی کوئی نیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جانا چاہتا ہے تجھے دنیا کی ساری سلطنت دے دوں۔ تو کہے گا نہیں میں واپس جانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

عملی شکر

تو میری ماؤں بہنوں! حقیقی شکر کیا ہے ”فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“ (سورہ آل عمران ۱۳۳) کہ تقویٰ اختیار کرو گناہوں کو چھوڑو اگر گناہ نہیں چھوئے تو خالی الحمد لله الحمد لله ہم کہتے رہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے تو ہم کہہ رہے ہیں اللہ تیرا شکر ہے لیکن ہمارا عمل ہمارے اس قول کی تکذیب کر رہا ہے جیسے ایک بچہ اپنے باپ سے کہے ابا تو بہت اچھا ہے مجھے کتنی چیزیں دیتا ہے لیکن باپ کی مانتا نہیں ہے زبان سے کہتا ہے میرا ابا بہت اچھا ہے خوب تعریفیں کرتا ہے لیکن ابا کوئی حکم دیدے اور کوئی بات کہہ دے تو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے تو کوئی اس کو فرمانبردار نہیں کہے گا سب کہیں گے یہ پر لے درجے کا نافرمان ہے زبان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے صرف زبانی جمع خرچ ہے اور آپ کو پتہ ہے زبانی جمع خرچ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ایک بادشاہ کو ایک شاعر نے بڑا پیارا شعر سنایا بادشاہ نے ایک پرچی پر اس کا انعام لکھ دیا تو وہ لے کر منسٹر (وزیر خزانہ) کے پاس گیا کہ دیکھو بادشاہ نے میرے لیے

انعام لکھا ہے۔ تو وزیر نے کہا اس پر انعام نہیں ملے گا تو بادشاہ کے پاس واپس آیا تو بادشاہ نے کہا تو نے باتوں سے ہمیں خوش کیا ہم نے بھی باتوں سے تمہیں خوش کر دیا۔ اگر آدمی زبان سے الحمد للہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام خوب لیتا ہے لیکن عمل اس کے خلاف ہے گناہ بھی ساتھ ساتھ کر رہا ہے اگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و محبت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیسے کرتا۔ معلوم ہوا کہ زبانی جمع خرچ ہے اس لیے قرآن کریم نے کہا ”فَاتَّقُوا اللَّهَ“ اے صحابہ کی جماعت تقویٰ اختیار کرو گناہوں سے دور رہو اللہ تعالیٰ کی مان کر چلو ”لعلکم تشکرون“ تاکہ تم حقیقی شکر گزار بندے بن جاؤ تو معلوم ہوا کہ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی گناہ سے بچے جو گناہ سے بچے گا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہے اس کا ہر عمل اور اس کی ہر سانس اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری میں شمار ہوگی خواہ زبان سے وہ لفظ شکر بھی نہ کہے لیکن اس کی فرمانبرداری خود بتا رہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں ان نعمتوں کی وجہ سے فرمانبردار بن گیا اس لیے کہ وہ کمینہ انسان ہوتا ہے جس پر نعمتیں ہوں اور پھر بھی اپنے رب سے دور ہوتا چلا جائے جس طرح باپ اگر کسی بیٹے پر زیادہ احسان کرتا ہے اس کو خوب خرچ دیتا ہے اور بیٹا زیادہ سرکشی اور نافرمانی پر اتر آئے تو سب کہتے ہیں نہایت بد نصیب اور بد بخت بیٹا ہے کہ باپ اتنا احسان کرتا ہے اور یہ اس کے احسان کا بدلہ یہ دیتا ہے کہ یہ اس کے مخالف چل رہا ہے۔

آپ ﷺ کی شانِ تشکر

پیغمبر ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو دیکھیں ہم جن کے امتی ہیں کہ جب راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے پاؤں پرورم آجاتا اور رونے کی وجہ سے دلچسپی ابلنے کی طرح آپ ﷺ کے سینے سے آواز آتی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب خلافِ اولیٰ اور خلافِ افضل کام معاف کر دیے آپ ﷺ اتنا کیوں روتے ہیں؟ اتنی آہ وزاری کیوں کرتے ہیں؟ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”افلا اکون عبدا شکورا“ کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی نعمتیں مجھ پر کھول دیں اور اپنا محبوب بنایا تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کا شکر گزار بندہ بنوں۔

امر الہی نہ توڑنا

تو حقیقی شکر تب ادا ہوگا کہ ہم تمام معاصی سے پرہیز کریں ہر کام سے پہلے سوچیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام سے ناراض تو نہیں اگر ناراض ہیں تو اسے چھوڑ دیں اس سے دور بھاگ جائیں کسی کی بالکل پرواہ نہ کریں فوراً اس کام کو چھوڑ دیں دل ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جائے کسی اور کا دل بھی ٹوٹتا ہے تو اس کا دل بھی توڑ دو اگر سہیلی غیبت کرے تو کہہ دو ہم اس میں شرکت نہیں کریں گے اگر سہیلی کا دل ٹوٹتا ہے اس کی کوئی پرواہ نہ کرو اس کا دل ٹوٹتا ہے ٹوٹے ہزاروں دل ٹوٹ جائیں خدا کا قانون نہ ٹوٹے حکم نہ چھوٹے مومن بندہ وہ ہے جو خدا کے حکم کو ٹوٹنے نہ دے۔

سلطان محمود غزنوی اور ایاز

چنانچہ ہمارے شیخ واقعہ سناتے ہیں سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک غلام ایاز نامی تھا وہ بادشاہ کا بڑا عاشق تھا تو وزیروں نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ اس غلام کا بہت خیال کرتے ہیں ہمارا خیال نہیں کرتے ہم منشر ہیں آپ کی حکومت چلاتے ہیں سلطان نے کہا میں تمہارا امتحان (Exam) لوں گا کیونکہ محبت کے راستے میں تو امتحان ہوا کرتے ہیں محبت بغیر امتحان کے نہیں نکھرتی۔ اگر امتحان نہ ہو تو پتہ نہ چلے کہ راہ محبت

میں سچا کون جھوٹا کون تو ایک دن جب دربار میں تمام ارکان سلطنت بیٹھے تھے تمام منسٹران ملک براجمان تھے بادشاہ نے ایک بڑا قیمتی موتی (Diamond) خزانے سے منگوا یا اور ایک ہتھوڑا (Hammer) منگوا یا ایک وزیر کو بلایا کہ اس کو توڑ دو تو وزیر نے کہا کہ یہ تو بہت قیمتی ہے جتنا بڑا ہے اتنی ہی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور جتنا چھوٹا ہو جائے گا اس کی قیمت کم ہو جائے گی تو وزیر نے کہا میں اس کو توڑوں گا تو اس کی کیا قیمت رہے گی اس نے اپنی عقل سے سوچا اور کہا میری عقل تو یہ کہتی ہے کہ نہ توڑو کیونکہ توڑوں گا تو اس کی ویلیو کم ہو جائے گی وہ بیٹھ گیا موتی نہیں توڑا۔ دوسرے کو بلایا اس نے کہا سونے سے لدے ہوئے دو سو گدھوں کی قیمت سے زیادہ قیمتی یہ ہیرا ہے میں نے بادشاہ کا نمک کھایا ہے میں نہیں اتنا نقصان کر سکتا غرض یہ کہ سب نے اس ڈائمنڈ (ہیرا) کو توڑنے سے انکار کر دیا تو ایاز جو پیچھے کھڑا تھا اس کو بلایا اور کہا اس ڈائمنڈ کو توڑو تو اس نے کچھ نہیں سوچا بس ہتھوڑا (Hammer) ہاتھ میں لیا اور زور سے اس کو مارا کیا تو وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو بادشاہ اٹھ کر اندر چلا گیا۔ تو وزیروں نے ایاز کو پکڑ لیا کہ تو بڑا بے وقوف آدمی ہے۔ تو تو بالکل الو ہے کہ اتنا قیمتی ہیرا توڑ کر تو نے سرکار کا نقصان کیا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام وزیروں نے نعرہ لگایا کہ۔

ایں چہ پیبا کی ست واللہ کافر است

یہ کیسا پیباک اور گستاخ ہے کہ سلطان کا اتنا نقصان کر دیا واللہ یہ تو کافر ہے یعنی بہت ناشکرا ہے سلطان کے خزانے کا اتنا قیمتی ہیرا توڑ کر اس کی ویلیو ختم کر دی تو ایاز نے کہا اے وزیرو! اے منسٹرو!

گفت ایاز اے مہتران نامور

ایاز غلام نے کہا اے بڑے بڑے نامور وزیرو!

امر شہ بہتر بقیمت یا گھر

تمہاری نظر ڈائمنڈ (ہیرے) پر گئی کہ ڈائمنڈ قیمتی ہے میری نظر آقا کے حکم پر گئی کہ اگر ڈائمنڈ نہیں توڑتا تو آقا کا حکم ٹوٹتا تو تم بتاؤ امر شہ یعنی بادشاہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے یا گوہر (ڈائمنڈ) زیادہ قیمتی ہے بادشاہ کا حکم زیادہ ویلیو ایبل ہے یا ڈائمنڈ زیادہ ویلیو ایبل ہے ان وزیروں کو تب جا کے بات سمجھ میں آئی انہوں نے کہا ایاز کے دل میں شاہ کی جو محبت اور اطاعت و فرمانبرداری پائی جاتی ہے وہ ہمارے اندر نہیں ہے۔

تو میری ماؤں! بہنوں! ہمارا دل کیا حیثیت رکھتا ہے ہمارا دل ڈائمنڈ کی طرح ہے اور ایک طرف اللہ کا حکم ہے تو ڈائمنڈ ٹوٹ جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ٹوٹے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہمارے دل سے زیادہ قیمتی ہے ہمارا دل تو مٹی کا بنا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے اور کچھ دنوں کے بعد پھر مٹی میں مل جائے گا تو ٹوٹ ہی جائے گا قبر کو کھودی جائے تو کیا ملتا ہے کچھ بھی نہیں۔

پھول مر جھانے چاندنی ڈھل گئی
اپنا انجام بھی کہہ گئی ہر کلی
قبر میں خاک چھانی مگر کیا ملی
نہ تو مجنوں ملا نہ تو لیلیٰ ملی

تو میری ماؤں! بہنوں! آج شکر کی حقیقت سمجھ لی آپ نے۔ تین مراحل ہیں شکر کے سب سے پہلے انسان کا دل شکر میں ڈوبا رہے اور دوسرا نمبر کہ زبان سے بھی شکر ادا کرتا رہے تسبیحات پڑھتا رہے سبحان اللہ کی تسبیح الحمد للہ کی تسبیح خاص طور پر اللہ والے خواتین کے لیے سبحان اللہ کی تسبیح بتاتے ہیں کہ سبحان اللہ کی تسبیح کثرت سے پڑھیں کیونکہ سبحان اللہ کا معنی اے اللہ تو پاک ہے اللہ تعالیٰ تو پاک ہی ہیں لیکن یہ تسبیح پڑھنے

کی برکت سے آدمی خود پاک ہونے لگتا ہے اس کا جسم اور روح پاک ہو جاتی ہے اس میں پاکیزگی کے خیالات آنے لگتے ہیں اس کی سوچیں پاک ہونے لگتی ہیں۔

اور تیسرا نمبر کہ گناہ سے بچے اعضاء کو گناہ میں مبتلا نہ ہونے دیں یہ جسم کا شکر یہ ہے کہ اپنی آنکھ کو غلط استعمال نہ کرے کان کو غلط استعمال نہ کرے اپنے حسن کو غلط استعمال نہ کرے اپنی زبان کو غلط استعمال نہ کرے ہاتھ پاؤں کو غلط استعمال نہ کرے جب یہ کرے گا تو یہ آدمی قلباً اور قالباً پورا شکر گزار بندہ ہے اور جب شکر گزار بندہ بن جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ“ (سورۃ ابراہیم آیت ۷) کہ جب تم شکر کرو گے ہم تمہاری نعمتوں کو بڑھا دیں گے یعنی صرف زبانی کلامی شکر نہیں جب حقیقی شکر کرے گا دل سے بھی زبان سے بھی اور اعضاء سے بھی شکر ادا کرے گا اور گناہ سے بچے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”لَا زِيدَنَّكُمْ“ ہم نعمتوں کو بڑھا دیں گے تمہاری ساری نعمتوں کو بڑھا دیں گے شوہر اچھے ہو جائیں گے بعض عورتیں شکایت کرتی ہیں ہمارے شوہر اچھے نہیں ہیں بھی ان کی تکلیفوں پر صبر کرو آخرت ملے گی اس صبر پر آخرت اور آخرت کی ساری نعمتیں دنیا اور دنیا کی ساری نعمتیں مل جائیں گی۔

حاجی شریف کا قصہ

مجھے ایک واقعہ یاد آیا اس کو بیان کر کے مضمون ختم کرتا ہوں ہمارے پاکستان میں ملتان ایک شہر ہے وہاں پر ایک بزرگ صاحب نسبت رہتے تھے۔ حضرت حاجی شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے یہ پہلے بہت سخت مزاج تھے اپنی بیوی پر بڑی سختی کرتے تھے بات بات پر ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔ وہ بھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں تو وہ خط لکھ دیتی تھیں کہ میرے شوہر مجھے بلاوجہ ڈانٹتے ہیں کئی دفعہ تھپڑ بھی لگا دیتے ہیں تو

حضرت ہمیشہ یہ لکھتے تھے کہ آپ شوہر کی فرمانبرداری کرو معافی مانگ لیا کرو اگر تم نے غلطی نہیں بھی کی پھر بھی کہو تم مجھے معاف کر دو وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتیں کہ پیر و مرشد کا حکم ہے تو ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ان سے خود کوئی خطا ہوئی یعنی غلطی حاجی صاحب سے خود ہوئی اور بیوی سے کہا تم نے کی ہے اور ان کو ڈانٹا تو انہوں نے کہا مجھے معاف کر دو اور ہاتھ باندھ لیے بعد میں رات کو جب وہ لیٹے تو ان کو خیال آیا کہ غلطی تو میری تھی یہ فالٹ (Fault) تو میرا تھا اور میں نے اس کو ڈانٹا تو جب صبح ہوئی ناشتے کے وقت بیوی سے پوچھا کہ تیرے اندر یہ چیز کہاں سے آئی ہے کہ غلطی میری تھی اور تو اقرار کر کے کہہ رہی ہے کہ مجھے معاف کر دیں۔ انہوں نے کہا جی میرے پیر و مرشد نے مجھے یہ نصیحت کی ہے تو کہا کہ مجھے بھی اس کے پاس لے چلو کہ جس کی یہ تعلیمات ہیں اور جس کی ہدایت پر میری بیوی میری غلطی اپنے ذمہ لے لیتی ہے مجھے وہاں لے چلو۔

تو وہ لے کر تھانہ بھون گئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول کیا اور پھر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بنے اور ایک عالم نے ان سے فیض اٹھایا ہے ملتان کے علاقے میں ایک دنیا ان سے سیراب ہوئی ان کو ہدایت ایک عورت کی وجہ سے ملی۔

جنتی عورت

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو عورت ایمان رکھتی ہو نماز پڑھتی ہو اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہو اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہو اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہو وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے چاہے داخل ہو جائے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت کی بشارت دی۔ تو یہ تنگی تکلیفیں گھروں میں آتی رہتی ہیں لیکن ان کو خوش دلی سے صبر سے گزار لیں دل سے کہو اس میں بھی ہماری اصلاح ہے۔

ایک بات یاد آئی ہے تو مزاح کی بات لیکن اس میں عبرت بھی ہے کہ ایک جوڑا

تھا عورت بہت خوبصورت تھی اور اس کا شوہر ایسا تھا کہ بالکل جن معلوم ہوتا تھا ایسی شکل و صورت تھی اس کی تو کسی نے اس سے پوچھا کہ بھی تمہارا یہ جوڑا عجیب ہے کہ عورت کیسی ہے اور آدمی کیسا ہے۔ تو عورت بہت سمجھدار تھی کہنے لگی دراصل مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا ہوگا جس کی سزا مجھے اس شوہر (Husband) کی شکل میں ملی ہے اور میرے Husband نے کوئی نیکی کی ہے جس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے حوالے کر دیا ہے تو لہذا یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

میاں بیوی اللہ تعالیٰ کا انتخاب

اس لیے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو جو بیوی ملتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے اور بیوی کو جو شوہر ملا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے کیونکہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں زمین پر تو ظاہری اسباب اختیار کیے جاتے ہیں اصل تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر مقرر کرتے ہیں تو فرمایا کہ جو بیوی خدا کے واسطے سے ملی ہے اور عورت کو جو شوہر خدا کے واسطے سے ملا تو اس میں کتنی خیر ہوگی اس خیر کو میں اور آپ نہیں جانتے یہ آخرت میں پتہ چلے گا کہ اس کے لیے کتنی نعمتیں نکل آئیں گی۔

جب آپ اللہ والی بن جائیں گی تو آپ کے ساتھ رہنے والے سب اللہ والے بن جائیں گے۔

کامل کا فیض

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جب اللہ والا بن جاتا ہے تو اس کی برکت سے ہزاروں لوگ اللہ والے بن جاتے ہیں اور آپ نے یہی نصیحت عورتوں کو بھی فرمائی فرمایا اگر عورتیں کامل ہو جائیں گھر کے سارے آدمی بھی کامل ہو جائیں گے بچے بھی کامل اللہ والے بن جائیں گے اور اگر مرد کامل ہو جائیں

عورت اور بچے کا مل ہو جائیں گے کامل کے معنی اللہ والا اس لیے اپنے اندر کمال پیدا کرنے کی کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی ولیہ بننے کی کوشش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ولی مرد بھی بن سکتا ہے عورت بھی بن سکتی ہے ولایت کا دروازہ مردوں کے لیے بھی کھلا ہے اور عورتوں کے لیے بھی کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدًا
كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْكَرْ أَنْتَ
أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِن لَّمْ
تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ.

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقْوَى وَالْعِفَافَ وَالْغِنَى.

یا اللہ! ہم سب کو تو اللہ والا بنا۔ یا اللہ! حقیقی شکر گزار بنا۔ یا اللہ! تقویٰ کی دولت نصیب فرما۔ یا اللہ! اب تک جو خطائیں ہوئیں تو معاف فرما۔ یا اللہ! جو نعمتیں تو نے ہمیں عطا فرمائیں ہم دل و جان سے شکر گزار ہیں ہماری نعمتوں کو بقاء نصیب فرما اور اس میں اضافہ فرما خاص طور پر ایمان کی جو نعمت آپ نے عطا فرمائی اسلام کی نعمت عطا فرمائی یا اللہ! دین کی سمجھ بوجھ کی نعمت عطا فرمائی ان میں اضافہ فرما۔ یا اللہ! گھروں میں جو تنگی تکلیفیں ہیں ان کو دور فرما۔ یا اللہ! جن میاں بیوی میں آپس میں اختلافات ہیں ان کے اختلافات کو دور فرما۔ یا اللہ! جن کے شوہر سخت ہیں ان کے شوہروں کو نرم فرما جن کی بیویاں نافرمان ہیں ان کو شوہروں کا فرمانبردار بنا جن کے والدین سخت ہیں ان والدین کو بچوں پر شفیق اور مہربان فرما۔ اور جن کے بچے نافرمان ہیں بچوں کو فرمانبردار فرما۔ یا اللہ! آپس میں اتفاق و اتحاد نہ بفرما بے اولادوں کو

نیک وصالح اولاد نصیب فرما اولاد والوں کی اولادوں کو نیک وصالح فرما۔ یا اللہ! جن بچے بچیوں کی شادیاں نہیں ہوئیں اچھے اچھے رشتے عطا فرما جن کی شادیاں ہو گئیں یا اللہ! آپس میں ان کو محبتیں فرحتیں اور برکتیں نصیب فرما۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ اٰجْمَعِيْنَ .

جناب ریحان صاحب کے مکان پر

عصر سے قبل حضرت شیخ ریحان صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے ریحان صاحب کے والد مرحوم کو حضرت والا حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی میزبانی کا شرف حاصل تھا حضرت والا جب زامبیا (Zambia) تشریف لائے تھے تو یہ میزبان تھے ان کا ۱۹۹۷ء میں انتقال ہو چکا تھا عصر تک حضرت شیخ وہاں رہے۔

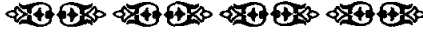
جناب اسماعیل عمر صاحب کے مکان پر

عصر کی نماز قریب کی مسجد میں ادا کرنے کے بعد حضرت شیخ جناب اسماعیل عمر صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے جنہوں نے چائے وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا مغرب تک وہاں رہے مغرب سے قبل لوساکا (Lusaka) کی مرکزی جامع مسجد تشریف لے گئے۔

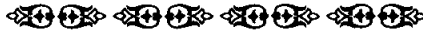
بیان بعد نماز مغرب در جامع مسجد لوساکا (Lusaka)

مغرب کی نماز جامع مسجد میں ادا فرمائی پھر اس کے بعد بیان فرمایا معیت الہی اور تقویٰ پر خصوصی بیان تھا بہت بڑا مجمع تھا انگلش اور افریقن لوگوں کے لیے انگریزی ترجمے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا یہ ترجمہ بھائی سلیمان ٹیل صاحب نے کیا تھا۔

بیان حاضر خدمت ہے



معیت الہی اور تقویٰ



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا الشاہ حبیب اللہ احمد خاں دہلوی

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام جامع مسجد لوساکا (Lusaka)

وقت بعد مغرب

بتاریخ 16 مارچ 2010ء

ناشر:

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر
0300-6939953

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَدَنَانَا وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون.
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ. أَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. صدق الله وصدق رسوله النبي الكريم.

معیت الہی

میرے محترم بزرگوار دوستو! ہمیں اللہ تعالیٰ کا ساتھ کیسے مل سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا نسخہ اور طریقہ بتایا ہے۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ تو سب کے ساتھ ہیں ”وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ“ (سورۃ اللہ بآیت ۴) کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ساتھ دو قسم پر ہے ایک ساتھ ہے بطور نگرانی کے کہ تم کیا کر رہے ہو؟ جس کو قرآن کریم نے کہا ”إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ“ (سورۃ النجم آیت ۱۳) ”مرصاد“ کہتے ہیں نگرانی کرنے والا دیکھنے والا کہ یہ اچھے عمل کر رہا ہے یا برے عمل کر رہا ہے تاکہ کل کو علاوہ اُن فرشتوں کے جو کرنا کاتبین ہیں اور وہ زمین کے حصے جس میں میرے اور آپ کے اعمال محفوظ ہو رہے ہیں اور علاوہ ان اعضاء کے جن اعضاء کو ہمارے اچھے برے اعمال کا گواہ بنانا ہے اور اُن صحیفوں کے علاوہ جن میں ہمارے اعمال محفوظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”ان ربک لبا لمرصاد“ ہم براہ راست بھی تمہارے اچھے برے اعمال کی نگرانی کر رہے ہیں۔

میرے دوستو! اس طرح کی معیت (ساتھ) عام ہے دوست اور دشمن دونوں کو بھلے کو بھی برے کو بھی جیسے کہ ارشاد ہے ”وہو معکم این ما کنتم“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

لیکن ایک دوسرا ”ساتھ“ ہے میرے دوستو! وہ ہے محبت کا ساتھ وہ ہے دوستی کا ساتھ وہ ہے پیار کا ساتھ وہ ہے مدد کا ساتھ یہ خاص ساتھ ہے جس کو معیت خاصہ، نسبت خاصہ کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دوستی کا ساتھ کہتے ہیں آپ کے ساتھ سیکورٹی والا ہو وہ آپ کی حفاظت کر رہا ہے اور خفیہ پولیس والے آپ کے ساتھ ہوں وہ آپ کی نگرانی کریں گے تو خفیہ پولیس اور آپ کا گن مین دونوں آپ کے ساتھ ساتھ ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے ایک آپ کی رپورٹ لکھ رہا ہے اور ایک آپ کی حفاظت کر رہا ہے۔ تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسم کی معیت کو قرآن مجید میں بیان کیا ہے کہ ہمارا ساتھ وہ بھی ہے کہ نگرانی رکھتے ہیں کہ تم کیا کر رہے ہو؟ اور ہمارا ساتھ وہ بھی ہے جو محبت اور پیار کا ساتھ ہے دوستی اور حفاظت کا ساتھ ہے تو یہ دوسری قسم کا ساتھ جو پیار و محبت کا ساتھ ہے یہ ساتھ کیسے ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا طریقہ بیان فرمایا۔

صدیق اکبرؓ کا مقام عشق

دیکھئے اس معیت ثانیہ کی میں ایک مثال دیتا ہوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غار ثور میں ہیں کفار پہنچ گئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھبراہٹ شروع ہو گئی عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دشمن ہمارے اتنے قریب آگئے ہیں کہ ان کے پاؤں نظر آرہے ہیں اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں تو ہمیں دیکھ لیں گے اور پھر عجیب بات فرمائی کہ اے اللہ

کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ”ان قتلت قتلث رجلا واحد“ اگر میں مارا گیا تو ایک انسان مارا جائے گا اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو پوری امت برباد ہو جائے گی۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غم پیغمبر کا تھا اپنی ذات کا غم نہیں تھا اگر اپنی ذات کا غم ہوتا تو اُس سوراخ میں پاؤں کا انگوٹھا نہ رکھتے جس میں انہیں سانپ نے ڈسا کیونکہ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے اور عاشق کو ہمیشہ محبوب کی فکر ہوتی ہے اسے اپنی جان کی فکر نہیں ہوتی اگر اپنی جان کی فکر میں پڑا ہے تو یہ عاشق نہیں ہے بزرگ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم کا ڈنڈا عاشقوں کے لیے نہیں بنایا عاشقوں کے لیے تو اتنا کافی ہے کہ ہم ناراض ہو جائیں گے، وہ اسی پر ہی موت سمجھتے ہیں یہ تو ان کے لیے ہے جو جو توں کے بندے ہیں بغیر جو تے کے سیدھے نہیں ہوتے ان کو کہا کہ نہیں باز آؤ گے تو ڈنڈا لگائیں گے یہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشقوں کے لیے نہیں ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرا سی ناراضگی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم دیکھتے تھے تو ان کے دل کٹ جاتے تھے۔

صحابی کا قصہ

اُن صحابی کا واقعہ مشہور ہے کہ جس نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک پھیر لیا۔ فکر ہوئی میرا محبوب ناراض ہو گیا۔ کسی سے پوچھا کیا مسئلہ ہوا ہے؟ انہوں نے کہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تھے۔ تیرا مکان دیکھا پوچھا یہ کس کا مکان ہے چونکہ اس زمانے کے رواج کے خلاف بہت اونچا مکان بنا لیا تھا اس لیے کہ انسان کوئی ایسا کام کرے جس سے ساتھ والے کی تحقیر ہو اور ساتھ والے کا دل دکھے تو شریعت اس کو پسند نہیں کرتی۔ بس انہوں نے جا کر مکان ہی گرا دیا پھر ایک دفعہ آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے تو مکان نہ دیکھا دریافت کیا تو صحابہ نے بتلایا کہ آپ کی ناراضگی محسوس کر لی تھی اور گرا دیا تھا آپ ﷺ

بہت خوش ہوئے آپ نے اس لیے ناپسند کیا تھا کہ اس سے دنیا میں رغبت اور دوسروں کی دل آزاری کا خدشہ تھا۔

حضرت مولانا میاں اصغر حسینؒ کی احتیاط

ہمارے دیوبند کے بزرگوں میں مولانا میاں اصغر حسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ تھے حضرت مفتی محمد شفیع کے استاذ بھی تھے اور ان کو محبت بھی تھی مفتی صاحب سے تو ان کے بارے میں لکھا ہے کہ جب آم کے موسم میں آم آتے جو شاگرد اور مریدین ان کے لیے لایا کرتے تھے کھانے کے بعد فرمایا کرتے خدام سے کہ ان آموں کی گٹھلیاں بستی سے دور پھینک کے آنا اس لیے کہ ہمارے آس پاس غریبوں کی بستی ہے تو ان کے دل دکھیں گے کہ یہاں اتنے سارے چھلکے اور گٹھلیاں پڑی ہیں اور ہمیں مہینوں آم کھانے کو نہیں ملتے۔

شریعت مطہرہ کا کمال

شریعت نے اتنا خیال کیا ہے کہ اگر کسی آدمی کے دو بیٹے ہیں اور ایک بیٹے کی اولاد ہے دوسرے کی نہیں تو فرمایا کہ جس کی اولاد ہے اس کو چاہیے کہ بے اولاد کے سامنے اپنے بچے کو پیار نہ کرے کہ کہیں اس کا دل نہ دکھ جائے اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت مطہرہ ہمارے لیے بنائی ہے کہ ایسی زندگی نہ گزارو کہ دائیں بائیں کی خبر نہ لو کہ تمہارے عمل سے کسی کو دکھ پہنچ رہا ہے تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔

میرے دوستو! شریعت میں بڑی باریکی ہے یہاں تک کہ آپ کے دو بیٹے ہیں ایک کو خوب پیار کر رہے ہیں دوسرے کو نہیں ایسا بھی نہ کرو کہ تمہارے دوسرے بیٹے کا دل دکھے کہ ابا اس کو زیادہ پیار کرتا ہے مجھے نہیں کرتا اسی لیے بزرگ شاعر سید جگر صاحب مراد آبادی فرماتے ہیں۔

مجھے یہ وہم رہا مدتوں کہ جرات شوق
کہیں نہ خاطر معصوم پہ گراں گزرے
پوری زندگی ایسی گزرے کہ میرے اور آپ کے عمل سے کسی معمولی مخلوق کو بھی تکلیف نہ ہو
ایک اللہ والے کا قصہ

ایک اللہ والے سے کسی نے کہا کہ حضرت! ماشاء اللہ آپ کے حالات پہلے سے
بڑے اچھے ہو گئے پہلے رزق کے معاملے میں بڑی تکلیف تھی اب بڑی آسانی ہو گئی
فرمایا کہ بھئی! میں نے اس کے لیے کوئی لمبا چوڑا چلہ نہیں کاٹا ہے نہ کوئی خاص وظیفہ
کیا جو غیب سے پیسے لا کر دے بس مجھے ایک دن خیال آیا میرے گھر میں چھوٹیوں کا
بل ہے تو میں نے سوچا کہ دیکھو یہ بے چاری جان ہتھلی پر رکھ کے اپنی خوراک کے لیے
نکلتی ہیں کسی کے پاؤں کے نیچے آجائیں دوسرے کیڑے مکوڑے ان کو کھا جائیں۔ تو
میں سمیہ کیا کہ روٹی کے جو ککڑے میرے پاس بچتے ہیں وہ باریک کر کے بل کے پاس
ڈال دیتا ہوں کہ ان کو دور نہ جانا پڑے اور ان کی جان محفوظ رہے اور تکلیف سے بچ
جائیں فرمایا کہ جس دن سے میں نے یہ عمل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے روٹی آسان
کردی ہے کہ میری مخلوق کا تو خیال کرتا ہے تو ہم تیرا خیال کیوں نہ کریں۔

ان اللہ معنا

تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے کہ
انہیں آپ کا غم ستا تا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! تیرا ان دو کے
بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ قرآن کریم کی آیت مبارکہ
اتری ”لا تحزن ان اللہ معنا“ کہ کوئی غم مت کیجیے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یاد رکھیے! حزن اور خوف یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں حزن کہا جاتا ہے جو
دوسرے کا غم ہو کسی کو اولاد کا غم ہے بیوی کا غم ہے امت کا غم ہے وہ حزن کہلاتا ہے اور

خوف وہ غم ہے جو اپنی جان کے بارے میں لاحق ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ڈنڈا جب سانپ بن گیا تو قرآن مجید کہتا ہے کہ ”لَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَى“ (سورۃ اٰیۃ ۲۱) کہ خوف نہ کر کیونکہ اُن کو اپنی جان کا خوف تھا لیکن یہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں ”لا تحزن“ یعنی تجھے جو پیغمبر کا غم کھائے جا رہا ہے تو غم نہ کر ”اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا“ (سورۃ التوبہ آیت ۴۰) اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

میرے دوستو! یہ ہے معیت خاصہ یہ دوستی کا ساتھ تھا یہ محبت کا ساتھ تھا یہ ولایت کا ساتھ تھا۔

معیت الہیہ کے لیے پہلا کام

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو تم میرا یہ ساتھ کیسے لے سکتے ہو؟ فرمایا دو کام کرنے پڑیں گے نمبر ایک ”اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا“ (سورۃ اٰحل آیت ۱۷۸) کہ تقویٰ اختیار کرو ایمان تو ہے الحمد للہ بس تقویٰ اختیار کرو گناہوں کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو چھوڑ دو جب تم گناہ کو چھوڑ دو گے تو خدا کی دوستی اور معیت خاصہ تمہیں ملے گی لوگ کہتے ہیں گناہ چھوٹے نہیں ماحول بہت خراب ہے۔ آج ایک لفظ عام طور سے ہم بولتے ہی انوائرنمنٹ (Environment) بہت خراب ہے بہت گندہ ہے تو مولانا صاحب! گناہ سے ہم کیسے بچے سکتے ہیں۔ تو یہ فقیر اکثر عرض کرتا ہے کہ قرآن کریم میں حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو واقعہ بیان ہوا ہے یہ کوئی لوستوری (Love story) نہیں ہے قرآن مجید نے یہ بتایا ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جس ماحول میں تھے وہ گناہ کا ماحول تھا چنانچہ قرآن مجید نے یہ نہیں کہا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلیخا نے گناہ کی دعوت دی بلکہ فرمایا

”وَرَاوَدَتْهُ الْاِنْسِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ“ (سورۃ یوسف آیت ۲۳) کہ پھسلا یا بہلا یا اور گناہ کی دعوت دی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس عورت نے جس کے گھر میں پل رہے تھے جس کے گھر میں رہ رہے تھے ماحول بتایا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارد گرد گناہ کا ماحول ہے۔ گھر کے اندر بند ہیں غلام ہیں زر خرید ہیں بچپن سے جوانی تک وہاں پلے بڑے ہوئے اور وہ عورت ان پر حملہ آور ہے اور دعوت گناہ دیتی ہے جو گھر کی مالکن ہے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس گناہ کے ماحول کا مقابلہ کیسے کیا؟ خالی دعائیں نہیں کرتے رہے کہ یا اللہ! گناہ سے بچالے گناہ سے بچالے یا تسبیح شروع کر دی ہو کہ بیٹھ کر تسبیح کرو جس سے میں گناہ سے بچ جاؤں ”واستبقا الباب“ کہ ہمارا یوسف گناہ چھوڑ کر ہماری طرف بھاگا وہ پیچھے بھاگی یہ آگے بھاگے دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔

آج کہتے ہیں ماحول بڑا خراب ہے (کیا موجودہ ماحول میں گناہوں کے مواقع پر تالے لگے ہوئے ہیں کہ ہم بھاگ نہیں سکتے؟) لیکن حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمت نہیں ہاری کہ ہمت کر کے بھاگنا میرا کام ہے آگے اللہ تعالیٰ کا کام ہے دروازے تک پہنچنے ساتوں دروازے اللہ تعالیٰ نے کھول دیے یہ طریقہ بتلایا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے گناہ سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ فَفَرُّوا اِلَى اللّٰهِ (سورۃ الذاریات آیت ۵۰) ہمت کر کے خدا کی طرف دوڑو اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہیں اپنی آغوش میں لے لے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر جگہ منتظر ہے۔

شیطان کے حملے

شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اس انسان کو گمراہ کروں گا اور کیسے گمراہ کروں گا؟ ”لَنْ اَتَيْنَهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ“ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷) میں گناہ لے کر آگے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا

دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا چاروں طرف سے گناہ سے گھیروں گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں اوپر کا ذکر نہیں ہے کہ شیطان اوپر سے بھی حملہ کرے گا صرف آگے پیچھے اور دائیں بائیں کا ذکر ہے یہ اوپر کا راستہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے رکھا ہے کہ جب تجھے گناہ ان چہار اطراف سے گھیر لیں تو اوپر کی طرف نظر کرنا ہم تجھے گناہ کے ماحول میں سے نکال لیں گے جیسے حادثوں میں ہیلی کاپٹر اوپر سے رسہ پھینک کر نکال لاتا ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ چاروں اطراف سے حملہ کر سکتا ہے لیکن آسمان کی طرف سے حملہ نہیں کر سکتا یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندے کے درمیان رابطہ رکھا ہے کہ تو ہمت کر کے ہم سے رابطہ کر ہم تجھے گناہ سے بچائیں گے۔

دیکھئے! میرے دوستو! اگر گناہ سے بچنا ہمارے لیے ممکن نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی گناہ سے بچنے کا حکم نازل نہ فرماتے اس لیے کہ ”لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“ (سورۃ البقرہ آیت ۲۸۶) اللہ ہر انسان پر اتنا ہی بوجھ ڈالتے ہیں جس کا انسان مکلف ہوتا ہے اور تحمل کر سکتا ہے۔

گناہ سے بچنے کے طریقے

تو میرے دوستو! معلوم ہوا ہم گناہ سے بچ سکتے ہیں اسی لیے بزرگوں نے لکھا ہے کہ گناہ سے بچنے کے تین طریقے ہیں۔ نمبر (۱) ہمت سے کام لے کسی گناہ کو معمولی نہ سمجھے خواہ چھوٹا گناہ ہو۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے کہا حضرت! صغیرہ کبیرہ (چھوٹا بڑا گناہ) کا فرق سمجھادیں! فرمایا کہ صغیرہ چھوٹا سانپ ہے کبیرہ بڑا سانپ ہے تو کیا کوئی پسند کرے گا کہ مجھے چھوٹا سانپ ڈس لے کیا کوئی پسند کرے گا کہ اُسے چھوٹا بچھوڑ ڈس لے؟ فرمایا سانپ دونوں ہیں صغیرہ و کبیرہ کا مرتکب خطرے میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ حضرت!

صغیرہ کبیرہ کیا ہے؟ تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رو نے لگے فرمایا ظالم گناہ کو دیکھ اور خدا کی عظمتوں کو دیکھ کہ کس کے حق میں گناہ کرنا چاہتے ہو۔

مجھے بتائیے ایک آدمی کسی چھوٹے کو گالی دیتا ہے اور ایک اپنے باپ کو گالی دیتا ہے دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ مؤخر الذکر یعنی باپ کے احسانات اور اس کی عظمتوں کی وجہ سے اس گالی کی شناعیت اور قباحت زیادہ ہے اب یہ انسان راندہ درگاہ ہوگا خدا کے عذاب کا مستحق ہوگا حالانکہ چھوٹے کو وہی گالی دی لیکن باپ کی عظمت کی وجہ سے اور اس کے مرتبے کی وجہ سے یہ گالی اور گالیوں سے بڑھ کر بدبختی کی علامت ہے تو حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا خدا کی عظمتوں کو دیکھ بڑائیوں کو دیکھ اور گناہ کو دیکھ تو صغیرہ کبیرہ مجھ سے پوچھتا ہے تو گناہ سے بچنے کے لیے پہلا کام خود ہمت کرے نمبر (۲) اللہ تعالیٰ سے ہمت کی دعا کرے کہ یا اللہ! مجھے تو ہمت دے کہ میں گناہ سے بچ جاؤں گناہوں کی جو عادات خبیثہ مجھے پڑ گئی ہیں اس سے میں نکل جاؤں اس کے لیے مجھے ہمت عطا کر اور ہمارے اندر ہمت ہے اور استعمال ہمت کی قدرت بھی ہے لیکن اس قدرت کو استعمال نہیں کرتے پاور ہے لیکن استعمال (Use) نہیں کرتے اور جب تک پاور کو استعمال نہیں کرو گے اس وقت تک کام نہیں بنے گا اور نمبر (۳) اہل ہمت کی صحبت اختیار کرو ہمت والوں کے ساتھ رہو نیک لوگوں کی اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو تو گناہ سے بچنے کی ہمت خود بخود تم میں پیدا ہوتی چلی جائے گی بس یہ کام جو آدمی کرے گا ان شاء اللہ گناہ سے بچنا اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ معیت خاصہ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص دوستی حاصل کرنے کا طریقہ قرآن کریم نے بتلایا کہ گناہ چھوڑ دو تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ کی باریکی

اور اتنا باریک تقویٰ ہونا چاہیے کہ معمولی سی بھی اگر نافرمانی ہو جائے تو انسان کا دل پریشان ہو جائے شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ میں چوری نہیں کرتا میں حرام نہیں کماتا بس دو چار بڑی بڑی باتیں یاد کر لیں کہ ہم ایسا کوئی گناہ تو کرتے نہیں لہذا ہمارے اندر تقویٰ تو ہے حالانکہ اس نے تقویٰ کی حقیقت ہی نہیں سمجھی اگر تقویٰ کی حقیقت سمجھی ہوتی تو معمولی نافرمانی پر بھی دل کی دنیا میں ہلچل مچ جاتی۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی راستے سے گزر رہے تھے ہوا چلی اور ایک گھر کا پردہ ہٹا تو ایک عورت جو نہا کر بال کھولے ہوئے تھی اس پر نظر پڑ گئی بس دل پر بوجھ ہو گیا کہ میں نیچے دیکھ کر کیوں نہ چلا میں نے ادھر ادھر نظر کیوں کی۔ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ پر حد جاری کر دیجیے! کوڑے مارنے کا حکم فرمادیں کیسا احساس تھا آپ علیہ السلام نے تفصیل پوچھی فرمایا ٹھہر و میرے ساتھ نماز پڑھو نماز پڑھ لی عصر کی نماز کا وقت تھا پھر کھڑا ہو گیا ”اِقِمْ عَلٰی الْحَدِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ“ اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ پر حد جاری کیجیے! مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے عصر کی نماز پڑھی؟ عرض کیا جی پڑھ لی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ کو معاف فرمادیا۔

میرے دوستو آج ہمارے نزدیک تو اس گناہ کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے ہم اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں لیکن جتنا ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دل صاف تھا اتنا انہوں نے اس سیاہی کو محسوس کیا حد جاری کروانے کے لیے پہنچ گئے اس درجے کا تقویٰ انسان میں ہونا چاہیے کہ کوئی نافرمانی اور کوئی معمولی سی خلاف ورزی ہو جائے تو آدمی کا دل بے چین ہو جائے تو پہلی چیز تقویٰ اختیار کرو گناہ چھوڑ دھیرہ کبیرہ کی تقسیم نہ کرو

کہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے گناہ ہی نہ کرو اور ہو جائے تو رورو کر رہ کر رب کو منالودیر نہ کرو کہ کل کو تو بہ کر لیں گے پرسوں کر لیں گے بلکہ گناہ کے ہوتے ہی فوراً خدا کے دربار میں گر پڑو اور رب کہہ کر پکارو۔

ربنا نازل کرنے کی حکمت

ربنا اے ہمارے رب ”ربنا ظلمنا انفسنا“ یہ ربنا کیوں نازل کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ رب ہیں رب کے معنی پالنے والا۔

میرے شیخ فرماتے ہیں جس طرح بیچے سے ابا کے حق میں کوئی کوتاہی ہو جائے تو وہ یہ نہیں کہے گا اپنے ابا کو ڈاکٹر صاحب مولانا صاحب مفتی صاحب وغیرہ وغیرہ یہ کہنے سے کیا رحم آئے گا بلکہ کہے گا اباجی معاف کر دیں معاف کر دیں میرے ابا معاف کر دیں تو اس کی شفقت پر رکن کو جوش آئے گا اور معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی دعا سکھائی تھی ربنا کہو اے ہمارے پالنے والے جب تم یہ کہو گے تو مجھے رحم آجائے گا میں تمہیں معاف کر دوں گا اس لیے حدیث شریف میں آتا ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی نماز پڑھتا ہے اور پھر تین بار کہتا ہے یارب! یارب! یارب! اے پالنے والے! اے پالنے والے! اے پالنے والے! اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں دعا قبول فرمالتے ہیں۔

دو چیزیں بلا شرط

تو میرے دوستو! پہلی چیز جو خدا کی معیت اور دوستی مجھے اور آپ کو دلا سکتی ہے وہ ہے ترک معصیت یعنی گناہ چھوڑ دے بے قاعدگی ہو جائے تو فوراً تو بہ کر لے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ یاد رکھو! دو چیزوں کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کے لیے تو شرائط ہیں وقت سے پہلے نہیں پڑھ سکتے بلا وضو نہیں پڑھ سکتے بغیر طہارت، بلا قبلہ غرض کتنی شرائط ہیں روزے کی شرائط ہیں حج کی شرائط ہیں

زکوٰۃ کی شرائط ہیں لیکن دو چیزوں کے لیے کوئی شرط نہیں ہے نمبر (۱) توبہ اور جوع الی اللہ کے لیے اور نمبر (۲) ذکر اللہ یعنی خدا کو یاد کرنے کے لیے جب چاہے توبہ کر لو جس حالت میں چاہو توبہ کر لو ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور ذکر کرنا چاہو جس حالت میں چاہو تم ذکر کر لو خدا قبول فرمائیں گے بلکہ ایک حدیث شریف ہے کہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا ایک عمل ہمارے پاس ہے وہ کہے گا کونسا عمل یا اللہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو بیمار تھا اور نیند میں تھا تو نیند میں تونے کہا یا اللہ! تو تواسورہا تھا لیکن تیرا رب جاگ رہا تھا ہم نے اسی وقت نوٹ کر لیا کہ تونے ہمیں پکارا ہے۔ تیرا وہ عمل ہمارے ریکارڈ میں ہے ہم اس کی بنیاد پر تیری بخشش کرتے ہیں۔

معیت الہیہ کے لیے دوسرا کام

تو میرے دوستو! تقویٰ کے ساتھ ساتھ دوسری چیز کیا ہے؟ ”والدین ہم محسنون“ مقام احسان حاصل کریں جس کو عام اصطلاح میں کیفیت احسان کہتے ہیں اور مقام احسان کیا ہے۔

میرے دوستو! ایک خالق کے ساتھ احسان ہے ایک مخلوق کے ساتھ احسان ہے۔ خالق کے ساتھ احسان کیا ہے ”ان تعبد اللہ کانک تراہ“ کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ بتائیے یہ یقینی بات ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں ایک لڑکی کا قصہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گشت کر رہے ہیں مدینہ شریف کی بستی ہے ماں بیٹی آپس میں جھگڑا کر رہی ہیں ماں کہہ رہی ہے بیٹی! میں بیوہ تو یتیم اونٹنی کا دودھ تھوڑا ہوتا ہے اس میں پانی ملا دے تاکہ زیادہ ہو جائے اور ہمیں زیادہ دام ملیں تو بیٹی نے کہا اماں! آپ کو پتہ ہے امیر المؤمنین نے اعلان کیا ہے کہ کوئی دودھ میں پانی نہ

ملائے آپ یہ کیسے کہہ رہی ہیں؟ تو ماں نے کہا امیر المومنین تو گھر میں سو رہے ہیں انہیں کیا خبر ہمارے حالات کیا ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر سن رہے تھے بیٹی کو مقام احسان حاصل تھا کہنے لگی اماں! امیر المومنین تو سو رہے ہیں لیکن امیر المومنین کا رب تو نہیں سو رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً خادم سے کہا کہ اس مکان کو نشان لگاؤ صبح کو پتہ کیا اور اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ تم میں سے کوئی اس امر پر تیار ہے کہ میرے کہنے پر شادی کرے حضرت حاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں کہنے لگے ابا! میں تیار ہوں پیغام نکاح بھیجا گیا وہی بچی جو صبح کو بیوہ کی بیٹی تھی اور یتیم تھی شام کو امیر المومنین کی بہو بن گئی اور یہی وہ لڑکی ہے جس کی اولاد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی شخصیت پیدا ہوئی جن کو خلیفہ خامس (پانچواں خلیفہ) کہا جاتا ہے وہ انہی کی اولاد میں تھے کیونکہ زمین اعلیٰ ہو تو کھیتی بھی اعلیٰ نکلتی ہے اس لیے کہتے ہیں عورتوں کی تربیت کرو تا کہ زمین اعلیٰ ہو اور ان کی گود میں پلنے والے بچے بھی اللہ والے ہوں۔

مقام احسان

تو میرے دوستو! یہ مقام احسان ہے کہ انسان ہر وقت یہ خیال کرے کہ میرا اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو یہ کیفیت جس کو حاصل ہوگئی وہ گناہ نہیں کرے گا اس لیے ہمارے دادا پیر حضرت سلطان العارفين مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراقبہ بتاتے تھے کہ روزانہ پانچ منٹ اس آیت کا مراقبہ کرو ”أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَسْرِ“ (سورۃ اہلق آیت ۱۳) اے انسان تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے عقیدہ تو سب کا ہے ہم سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں لیکن استحضار نہیں ہے بھول جاتے ہیں اگر گناہ کرتے ہوئے یاد آجائے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے تو کیسے گناہ کرے گا گناہ کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کو اس بات کا خیال ہی نہیں ہے کہ میرے ساتھ

خدا ہے۔ اس لیے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اے انسان! تو کیسا بے حیاء ہے کہ اگر تو کمرے میں گناہ کر رہا ہو اور تیرا دروازہ ہو اسے بجنے لگے تو تو گناہ چھوڑ دیتا ہے مخلوق کو دیکھ کر تو گناہ چھوڑتا ہے لیکن تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ خدا کی ذات ہر وقت تمہارے ساتھ ہے تو اس کی موجودگی میں گناہ کرتا ہے۔

تو میرے دوستو! تقویٰ کے ساتھ مقام احسان حاصل کریں ہر وقت اس بات کو یاد رکھیں کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے دوستو! یہ مشق کرنے سے آتا ہے یہ بزرگوں نے مشق ویسے ہی نہیں بتلائی چلتے پھرتے سوچے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں بازار رجا رہا ہوں میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوں میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں فلاں کام کر رہا ہوں میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ میں سورہا ہوں میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے جب انسان اس کی مشق کرتا ہے تو پوئیں گھنٹے یہ سبق یاد رہتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو میرے دوستو! محبت بھی پھر بڑھ جاتی ہے جب آدمی یہ دیکھے کہ میرا ابا مجھے دیکھ رہا ہے تو ابا کا پیار بڑھ جاتا ہے اور جب یہ دیکھے کہ میرا ابا مجھے دیکھ رہا ہے تو پیار بھی بڑھے گا اور گناہ کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

حضرت ابن عمرؓ اور چرواہا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ آپ نے پڑھا ہوگا (تبلیغ نصاب میں یہ واقعہ موجود ہے) کہ حضرت سفر سے آرہے تھے تو ایک چرواہا ملا تو آپ نے اس چرواہے سے پوچھا کہ کوئی بکری ہمیں دیدو تو اس نے کہا جی بکریاں میری نہیں ہیں آپ نے کہا قیمتا دیدو۔ کہا میری نہیں ہیں آپ نے پوچھا تیرا مالک کہاں ہے؟ کہا وہ تو مدینے میں ہے آپ نے کہا تیرے مالک کو کیا پتا اگر ہزار پندرہ سو میں سے ایک بکری کم ہوگئی تو اس نے کہا ”ایمن اللہ“ کہ اللہ کہاں جائے گا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ”ایمن اللہ ایمن اللہ“ کہتے کہتے

مدینہ شریف آئے اور اس چرواہے کے مالک کے پاس گئے۔ کہا کہ تیرا فلاں غلام میں خریدنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا حضرت آپ تو ہمارے بڑوں کی اولاد ہیں میں کیسے انکار کر سکتا ہوں اور وہ غلام بیچ دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بکریاں بھی بیچ دو کہا بکریاں بھی بیچ دیں۔ خرید لیا سودا ہو گیا شام کو جا کر باہر کھڑے ہو گئے وہی چرواہا بکریاں لے کر آ رہا تھا آپ اس سے ملے وہ پہچان گیا آپ نے اس سے فرمایا سن تو میرا غلام ہے میں تجھے خرید چکا ہوں اور بکریاں بھی خرید چکا ہوں کہا آقا اب کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ تجھے بھی آزاد کیا اور بکریاں بھی تیری ملکیت میں دیں جا اللہ کو رضی کر ایسا انسان جس کو اپنا رب ایسے یاد ہو اس کو کسی کی غلامی کا پابند نہیں ہونا چاہیے۔

اخلاق کی حقیقت

تو میرے دوستو! مقام احسان کیا ہے کہ انسان ہر وقت یاد رکھے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور مخلوق کے ساتھ احسان کرے ”احسن الی من اساء الیک“ کہ احسان کر اس کے ساتھ جو تجھ سے برائی کرے احسان کے بدلے میں احسان کرنے کا نام احسان نہیں ہے آج لوگ اخلاق کی تعریف کیا کرتے ہیں آج اخلاق کس کو سمجھا جاتا ہے؟ کسی نے چائے پلائی تو آپ بدلے میں کافی پلا دی اس نے پانی پلا یا تو آپ اس کو روح افزا پلا دیں اس نے روٹ کھلایا تو آپ اس کے بدلے میں مچھلی کھلا دی کہتے ہیں بڑا اخلاق ہے ان کا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عجیب ارشاد فرمایا کہ اخلاق یہ ہے کہ دوسرے کی ایذا پر صبر کرے کوئی تکلیف پہنچا دے تو صبر سے کر لے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق دیکھو۔

اخلاق نبیہ السلام

ایک یہودی مدینہ شریف میں آواز لگاتا پھر رہا تھا کجھوریں لے لو کجھوریں لے

لو ادھار بھی دے دوں گا آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرورت تھی کھجوریں لے لیں اور رقم دینے کا دن طے کر لیا ابھی دن نہیں آیا تھا کہ وہ قرضہ لینے آگیا بھری مجلس میں کھڑا ہو گیا اور بولا اے امیوں کے رسول میرا قرضہ دیجیے! تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو وقت نہیں آیا ابھی تو دن باقی ہیں تو وقت سے پہلے مطالبہ کر رہا ہے اس نے کہا نہیں نہیں آج ہی کا وعدہ تھا اور اس نے بھرے مجمع میں کہا کہ یہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ لوگوں سے قرض پر چیزیں لیتے ہو اور پھر ہڑپ کر جاتے ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے تلوار نکال لی فرمایا کیا بتا ہے تو؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تو نے اچھا نہیں کیا میں اس کا مقروض ہوں اور جس کو قرض لینا ہوتا ہے تو ”ان لصاحب الحق مقللاً“ قرض لینے والا دو چار گرم باتیں بھی کرے تو برداشت کرنی چاہئیں تو نے اچھا نہیں کیا عمر! معافی مانگ اس سے تو نے اس کو تلوار سے ڈرایا تجھے یوں چاہیے تھا کہ مجھے کہتا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! اس کا قرضہ دے دیں اور اس کو کہتا کہ بھائی آپ نرمی سے مانگیں تو نے اس کو تلوار سے ڈرایا چل قرضہ بھی ادا کر اور اس کے ساتھ اس کو ہدیہ بھی دے کیونکہ تو نے اس کا دل دکھایا ہے بس وہ آگے بڑھا چیخ مار کر پیغمبر علیہ السلام کے قدموں میں آگرا اور کہنے لگا میں نے تورات میں پڑھا تھا وہ امیوں کا رسول وہ آخری پیغمبر ایسا حلیم الطبع ہوگا ایسا بردبار ہوگا کہ گستاخوں کو بھی معاف کر دے گا میں نے وہ نشانی دیکھ لی ہاتھ پڑھائیے مجھے کلمہ پڑھا دیجیے! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔

صلہ رحمی

تو میرے دوستو! اخلاق اور احسان یہ نہیں ہے کہ آدمی بدلہ دے آج تو معاملہ اس قدر خراب ہے کہ انسان رشتہ داریوں میں بھی اس بات کو دیکھتا ہے کہ میرے ساتھ فلاں رشتہ دار نے کیا سلوک کیا ہے حالانکہ صلہ رحمی میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بدلہ کے لیے پابند ہی نہیں فرمایا بلکہ فرمایا اصل من قطعک کہ جو قطع رحمی کرے تو اسکے ساتھ صلہ رحمی کر۔

میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے تو بڑی پیاری بات فرمائی کہ رشتہ داریوں میں یہ بھی امید نہ رکھو کہ غلطیاں کرنے والے تم سے معافیاں مانگیں بلکہ خود ہی ان کے معافی کا انتظار کیے بغیر انہیں معاف کر دو اور ان کے حقوق کو پورا کرو۔

پھر بعض ایسے ہیں کہ ان سے آدمی معافی مانگے تو معاف بھی نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے لعنت ہے اس انسان پر جس سے کوئی بھائی معافی مانگے اور وہ اس کو معاف نہ کرے آپ نے واقعہ نہیں سنا مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم نے غلطی کی اور کہا غلطی ہوگئی مجھے معاف کر دیں آپ نے کہا کب تک تجھے بھگتوں حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا اے بھتیجے جتنا تجھے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن بھگتو اتنا ہی ہاں بھگت نے انسان جب مخلوق سے احسان کا سلوک کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس بندے پر رحم فرماتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے شخص کا قصہ

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوا یہ بنی اسرائیل کا واقعہ ہے لوگ اس سے قرض لے جاتے تو محبت سے قرض کا تقاضا کرتا جو واقعی غریب ہوتا اور اس کے پاس دینے کو کچھ نہ ہوتا تو معاف کر دیتا اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو بندہ ہو کر بندوں کو معاف کر سکتا تھا کیا میں اللہ ہو کر تجھے معاف نہیں کر سکتا جا میں نے تیری مغفرت کر دی۔

سبزی فروش بزرگ

ایک اللہ والے تھے سبزی فروش تھے لوگ ان کے پاس کھوٹے پیسے لے آتے تو وہ کھوٹے پیسے رکھ لیتے اور ان کو سبزی دے دیتے لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ یہ بزرگ بہت ہی سادہ ہیں ان کو کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں ہے۔

وہ بزرگ تمام کھوٹے سکے جمع کرتے رہے جب فوت ہونے لگے مرض الوفا میں تھے چونکہ بہت نیک تھے اللہ والے تھے مخلوق کے قلوب میں محبت تھی سب عیادت کے لیے جمع ہو گئے کہ حضرت کا آخری وقت ہے علماء و صلحاء کا مجمع تھا تو اپنے بیٹے سے کہا کہ جاؤ ایک تھیلی فلاں الماری میں رکھی ہے وہ تھیلی لے آؤ وہ تھیلی لے آیا وہ تھیلی انہی کھوٹے پیسوں کی بھری ہوئی تھی تو کھوٹے پیسوں کا اپنے سامنے ڈھیر لگا دیا اور کہنے لگے اللہ! تیری مخلوق کھوٹے پیسے لے کر آتی تھی مجھے شرم آتی تھی کہ میں واپس کروں ان کی شرمندگی کی وجہ سے میں کھوٹے پیسے قبول کرتا رہا میں تو بندہ تھا محتاج تھا اور آپ تو صمد اور غنی ہیں اگر میرے اعمال کھوٹے ہیں تو واپس نہ فرمانا اتنی بات کہی کلمہ پڑھا دنیا سے چلے گئے۔

اس دن پتہ چلا کہ یہ کتنے ہوشیار تھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا سودا کر رہے تھے ہم سمجھ رہے تھے کہ ان کو عقل نہیں ہے کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں ہے۔ یہ بزرگ تو مخلوق کے ساتھ احسان کر کے خدا سے بدلے کے امیدوار تھے۔ ساری رحمتیں ٹوٹ کر چلے گئے ”وہم محسنون“ اللہ نے فرمایا تقویٰ کے ساتھ احسان کی کیفیت پیدا کرو مخلوق کے ساتھ بھی احسان اور خالق کے ساتھ بھی احسان اس سبق کو یاد کرو۔

میرے دوستو! یاد کرنے سے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے فجر کے بعد بیٹھ کر دو تین منٹ سوچو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے فرمایا یہ ایسے ہوگا جیسے گھڑی میں چابی تو دی جاتی ہے دو تین

منٹ میں اور چونیس گھنٹے پھر گھڑی چلتی رہتی ہے۔ فرمایا اس تھوڑے سے مراقبے سے انشاء اللہ ایک وقت آئے گا خدا کی ذات کو تمہارا دل بھلا نہ سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ذرا دیر کے لیے کوئی بھولتا ہے تو ہر مردوں میں شمار ہوتا ہے۔

حقیقی مردہ کون

میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا جب ہم جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھتے تھے طالب علم تھے سنہ ۸۱ء کی بات ہے کہ ایک اللہ والے اپنے ایک دوست اللہ والے سے ملنے جا رہے تھے اس اللہ والے کو یہ کرامت حاصل تھی کہ وہ جانوروں کی زبان سمجھتے تھے۔ چلتے چلتے راستے میں دو پہر ہو گئی سوچا تھوڑا آرام کروں درخت کے نیچے لیٹ گئے تو دو چڑیاں آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ یہ آدمی جس بزرگ سے ملنے جا رہے ہیں وہ تو مر گئے ہیں تو بڑا غم ہوا کہ میرا دوست مر گیا پھر سوچا چلو جا کر ان کے بچوں سے تعزیت کروں گا تو وہاں جا کر کسی سے پوچھا قبرستان کہاں ہے کیونکہ فلاں بزرگ فوت ہو گئے ہیں پہلے میں ان کی قبر پر جاؤنگا اس نے کہ بھئی! بڑی عجیب بات ہے آپ ہمارے بزرگ کو مردہ کہہ رہے ہو الحمد للہ وہ تو خیریت سے ہیں بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں یہ بڑے حیران ہوئے کہ انسان تو جھوٹ بول سکتا ہے اب جانور بھی جھوٹ بول رہے ہیں تو خیر وہاں پہنچے ملاقات ہوئی تو وہ اللہ والے پہچان گئے کہ ان کو کچھ پریشانی ہے تو پوچھا آپ کچھ پریشان ہیں دل میں کوئی بات ہے بتاؤ! تو انہوں نے بتا دیا کہ یہ واقعہ ہوا تو وہ رونے لگ گئے اور پوچھا کونسا وقت تھا انہوں نے بتلایا فلاں وقت تھا تو فرمایا ہاں اس وقت میں خدا کی ذات سے غافل ہو گیا تھا اور خدا کی یاد سے غفلت موت ہے تو ان جانوروں کی نظر میں میں مردہ ہو گیا۔ صحیح کہا ہے کسی نے تری یاد ہے میری زندگی تجھے بھولنا میری موت ہے

انسان کی قیمت

میرے شیخ فرمایا کرتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا عشق اللہ تعالیٰ کا تعلق نصیب نہیں ہے تو اس انسان کی مثال کہنے موتنے والی مشین کی ہے کہ جس میں بہترین چیزیں ڈالتے ہو اور اس میں سے گندگی بن کر نکل آتی ہے دنیا میں کوئی مشین ایسی نہیں ہے ورنہ مشین میں جیسا مال ڈالو گے ویسا ہی بلکہ اس سے اچھا مال بنا کر نکالتی ہے۔

ایک اللہ والے جا رہے تھے راستے میں ایک گٹر کی صفائی ہو رہی تھی تو مریدین نے ناک پر ہاتھ اور کسی نے رومال رکھ لیا تو اللہ والے آگے چلے گئے اور فرمایا یہ گٹر کچھ کہہ رہا ہے پوچھا کہ حضرت کیا کہہ رہا ہے؟ فرمایا یہ کہہ رہا ہے میں تو کل تک بہترین بریانی، پاپڑ، سمو سے، تورمہ، روٹیاں سب کچھ تھا۔ اے انسانو! ایک رات تمہارے ساتھ گزاری تم نے یہ حال کر دیا یہ تمہاری صحبت کا اثر ہے تو مجھے بھاگنا چاہیے نہ یہ کہ تم مجھ سے بھاگو یہ حقیقت فرمائی کہ اگر خدا کا تعلق نہیں ہے تو سوائے ایک کہنے موتنے کی مشین کے یہ انسان کچھ بھی نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو پھر اشرف ترین مخلوق ہے فرشتے بھی کہیں گے سَلَامٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَاذْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ (سورۃ الامر آیت ۷۳) ایسے انسانوں کے وہ بھی خدمت گزار ہوں گے بس میرے دوستو! وقت ختم ہو گیا یہ سب یاد کرو اگر معیت خاصہ چاہیے اللہ تعالیٰ کی دوستی چاہیے تو پھر دو کام کرو تقویٰ اختیار کر لو اور مقام احسان حاصل کر لو ہمیشہ یہ استحضار رکھو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو اور اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدًا
 كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَإِنَّكَ أَنْتَ
 أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ المَغْفِرَةِ. اللَّهُمَّ وَفَقْنَا لِمَا تَحِبُّ
 وَتَرْضَى مِنَ القَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّيَةِ وَالْهَدَى
 وَأَنْكَ عَلَيَّ كُلَّ شَيْءٍ قَدِيرٍ.
 رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا
 إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ
 خَيْرَ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.

محمد ایاز خان صاحب کے گھر دعوت طعام

حضرت شیخ نے عشاء کی نماز مسجد عمر میں ادا کی پھر جناب محمد ایاز خان صاحب
 کے گھر تشریف لے گئے محمد ایاز خان صاحب کا تعلق پشاور کے علاقے سے ہے اور
 ایک عرصہ دراز سے افریقہ میں ہیں اور ایک بڑی تعمیراتی کمپنی کے مالک ہیں ان کا
 روحانی تعلق حضرت حافظ پیر ذوالفقار علی نقشبندی دامت برکاتہم سے ہے ان کا مکان
 بہت بڑا اور بہت خوبصورت تھا اور رنگارنگ اور طرح طرح کے پودوں نے اس کے
 حسن میں اور اضافہ کر دیا تھا حضرت شیخ کے قیام لوساکا (Lusaka) میں وہ ہر مجلس
 میں حاضر ہوتے تھے اور رات گئے تک ساتھ رہتے تھے اور ان کے پاس ایک مشین تھی
 جن کو ہاتھوں پر چڑھا کر حضرت شیخ کے سر کا مساج کرتے تھے حضرت شیخ سے بہت
 محبت کا اظہار کیا۔

دعوت پر اہل علم کو خاص طور پر مدعو کیا تھا بڑی ہی پر تکلف دعوت تھی جس
 میں خاص طور پر تیتز اور بیئر روسٹ کئے گئے تھے کھانے کے بیچ بیچ میں حضرت شیخ
 لطائف اور نصیحت کی باتیں بھی سناتے رہے جس سے دعوت کا مزہ دو بالا ہو گیا۔

مجلس بر سلیمان بھائی

دعوت سے فارغ ہو کر حضرت شیخ سلیمان بھائی کے گھر تشریف لائے تو وہاں خصوصی مجلس کے لیے لوگوں کی بڑی تعداد جمع تھی رات سوادس بجے تک یہ مجلس چلتی رہی اور لوگ علم و عرفان کے گوہر سمیٹتے رہے اور مختلف دینی موضوعات پر سوال جواب ہوتے رہے۔

ے امارتچ بروز بدھ

لیونگ اسٹون (Livingstone) کا سفر

لوساکا (Lusaka) کے احباب نے لیونگ اسٹون (Livingstone) کا سفر ترتیب دیا یہ شہر زامبیا (Zambia) کے جنوب مشرق میں زمبابوے کی سرحد پر ہے اور لوساکا (Lusaka) سے ۵۲۵ کلومیٹر دور ہے اور دنیا کا آٹھواں عجوبہ و کنواریہ فال (آبشار) اسی شہر میں ہے لوساکا (Lusaka) اور لیونگ اسٹون (Livingstone) کے درمیان کئی چھوٹے چھوٹے شہر تھے جہاں مسلمانوں کی آبادی تھی اور ان حضرات کی خواہش تھی کہ حضرت شیخ ان کے ہاں تشریف لائیں چنانچہ بذریعہ روڈ جانے کا فیصلہ کیا اگرچہ لوساکا (Lusaka) سے فلائٹ (flight) کی سہولت بھی تھی حضرت شیخ نے راستے کے مسلمانوں کی خواہش کو ترجیح دیتے ہوئے طویل سفر کی مشقت برداشت کی۔

اس سفر میں ڈرائیونگ کی خدمت نواب محمد نادات بھائی نے انجام دی اور ہمسفری کی خدمت عبدالعزیز چٹانے کی عبدالعزیز چٹانے کا تعلق زامبیا (Zambia) کے دوسرے اہم شہر چیپاتا (Chipata) سے ہے ان کے والد تبلیغی جماعت کے اہم ارکان میں سے ہیں ان کے بعض بھائی اور ہمشیرگان برطانیہ میں مقیم ہیں اور ۹۰ کی دہائی میں حضرت شیخ سے روحانی اور اصلاحی تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان لوگوں نے

پہلے سے زامبیا (Zambia) کے عزیزوں کو حضرت شیخ کے بارے میں متوجہ کر دیا تھا اس لیے چتا قبیلی کا اصرار تھا کہ اس پورے سفر کی خدمت ان کے ذمے لگائی جائے عبدالعزیز چتا کے بڑے بھائی محمود چتا کی اسی وقت زیر و میز لینڈ کروزر آئی تھی جو بہت ہی جدید سہولیات سے لیس تھی انہوں نے سفر کے لیے وہ پیش کر دی۔

فجزاء ہم اللہ احسن الجزا

خشک مزاجی

زامبیا (Zambia) کے حضرات نے گاڑی میں کافی ساری کیمیشین تلاوت و نعت کی رکھیں حضرت شیخ نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا کہ راستہ لمبا ہے اس سے ڈرائیور کو نشاط و تازگی رہے گی حضرت شیخ نے فرمایا شاید اب تک خشک اور زاہدانہ مزاج والوں کے ساتھ سفر کیا ہے انشاء اللہ آج عاشقوں کے ساتھ سفر کرو گے تو اس کی ضرورت محسوس نہ کرو گے اور فرنٹ سیٹ پر تشریف فرما ہوئے اور راستہ بھر وعظ و نصیحت اور پر لطف واقعات اور لطائف بیان کرتے رہے۔ اتنا طویل سفر محسوس نہ ہوا ہنستے ہنساتے سفر طے ہوا زامبیا کے احباب نے اس بات کی خاص طور پر لوسا کا اطلاع دی سب سے بہت حیران ہوئے۔

آغاز سفر

صبح ساڑھے چار بجے ایک کپ چائے پی اور اول وقت میں فجر پڑھ کر سفر شروع کر دیا راستے میں ایک چھوٹے سے شہر مونزے (monze) میں رکے یہ کالوں کی بستی تھی اور وہاں ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس کے ارد گرد تھوڑے جیشی مسلمان آباد تھے مسجد کی زیارت کی اور ان مسلمانوں سے ملاقات کی اور اپنے ہمراہ جو کھانے پینے کا سامان لے گئے تھے اس سے ناشتہ کیا دوبارہ سفر شروع ہو گیا پورا راستہ جنگل ہی جنگل تھا اور اس جنگل پر محیط ایک سناٹا تھا دن کے وقت بھی اسے دیکھ کر خوف آتا تھا

حضرت میر صاحب نے خوب تعبیر کی ہے ۔

شب صحرا مہیب سناٹا موت ہو جیسے زندگی پہ مہیٹ

یا صد درگناہ سے دل کی تنگ ہونے لگے فضاء بسیط

راستے میں کالوں کی مخصوص قسم کی جھونپڑیوں پر نظر پڑتی تھی سڑک کے کنارے بندر اور سور نظر آتے تھے روڈ سنگل ہی تھا جس پر بہت کم ٹریفک تھی زیادہ تر لمبے ٹرالر نظر آتے تھے جن پر کچا تانبہ لدا ہوتا تھا جو کہ اس ملک کی خاص دولت ہے یہ اتنی قیمتی دھات یورپ کے ممالک اونے پونے میں ان غریبوں سے خرید کر اپنے ملکوں میں لے جاتے ہیں یہ ٹرالرز مبابوے کے راستے سے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے بحری جہاز پر کچا تانبہ دوسرے ملکوں کو چلا جاتا ہے تقریباً ۱۲ بجے لیونگ اسٹون (Livingstone) شہر میں پہنچے اور ہوٹل فالس وے لوج (fallsway lodge) میں دو کمرے بک کرائے گئے تھے وہاں ٹھہرے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ آرام کیا اس کے بعد دنیا کا آٹھواں عجوبہ وکٹوریہ فال (آبشار) دیکھنے چلے گئے۔

لیونگ اسٹون (Livingstone)

یہ زامبیا (Zambia) کا سرحدی شہر ہے جس کی سرحد زامبابوے (zimbabwe) کے ساتھ ملتی ہے اور یہ اس انگریز مشنری کے نام پر رکھا گیا ہے جس نے ۱۸۵۵ء میں دنیا کے اس آٹھواں عجوبے کو دریافت کیا تھا اس مشنری (عیسائی مبلغ) کا نام ڈے ویڈ لیونگ اسٹون (david livingstone) تھا وہاں کے دوستوں نے بتایا یہ پہلے ایک تنزانیہ (Tanzania) کے مسلمان گائیڈ کے ذریعے یہاں کے قریب آیا تھا لیکن آبشار کی آواز جو شیروں کی گرج کی طرح تھی اس نے حقیقت میں اس کو شیروں کا

علاقہ خیال کر کے واپسی کی راہ لی اگلے سال پھر اس مسلمان گائیڈ کے ذریعے اس علاقے میں آیا پھر وہی آواز کان پڑی اس کو جستجو ہوئی وہ اس آبشار تک پہنچا اور خدا کی قدرت کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور اس کا نام وکٹوریہ فال رکھا تو یہاں جو شہر آباد ہوا اسے ڈے ویڈ لیونگ اسٹون (david livingstone) کے نام موسوم کر دیا گیا اس فال پر اس کا بہت بڑا مجسمہ بھی نصب ہے جس پر مختصر اس کی تاریخ لکھی ہے۔

وکٹوریہ فال کی سیر

ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد حضرت شیخ دنیا کا آٹھواں عجوبہ وکٹوریہ فال کی سیر کے لیے تشریف لے گئے وکٹوریہ فال کے ایریے میں جانے کے لیے باقاعدہ ٹکٹ خریدنی پڑتی ہے اور جب دروازے سے اندر داخل ہوتے ہیں تو سامنے ڈے ویڈ لیونگ اسٹون (david livingstone) کا مجسمہ نصب ہے جس پر اس کی تاریخ لکھی ہوئی ہے داخلی دروازے سے پہلے بڑی کھلی جگہ ہے جہاں چائے وغیرہ کی بہت سی دوکانیں تھیں۔

میوزیم (Museum)

وہاں ایک میوزیم (museum) بھی تھا جس میں ڈاکٹر ڈارون (Doctor Darwin) کے نظریے کے مطابق بندر سے انسان بننے کے مدارج تصویری شکل میں آویزاں تھے اور دس فٹ گہرائی میں ایک بن مانس کا بڑا سا مجسمہ تھا تو حضرت شیخ نے اس میوزیم کے نگران سے انگریزی میں پوچھا he is human beings father who is this?

کہ یہ انسانوں کا باپ ہے تو حضرت شیخ نے برجستہ فرمایا

your father not our (تمہارا باپ ہے ہمارا نہیں)

پھر ساتھی سے فرمایا اس کو سمجھاؤ تو انہوں نے افریقی زبان میں اس کو سمجھایا۔

آبشار کے پانی گرنے سے جو آبی بخارات اٹھ رہے تھے اور بادلوں تبدیل

ہور ہے تھے وہ تقریباً ۲۵ کلومیٹر سے ہی نظر آنا شروع ہو گئے تھے جس سے اشتیاق اور بھی بڑھ گیا تھا یہ فال لیونگ اسٹون (livingstone) شہر سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہ فال دریائے زامبیزی (zambezi river) پر واقع ہے۔

یہ دریا کئی افریقی ملکوں میں گھومتا ہوا زامبیا (Zambia) آتا ہے اور فال کے بعد زمبابوے (Zimbabwe) میں داخل ہو جاتا ہے دریا میں مگر مجھ بہت ہیں اور بہت سے سیاح اپنی غفلت کی وجہ سے ان کے ہتھے چڑھ چکے ہیں (ان کا شکار ہو چکے ہیں) فال جاتے ہوئے حضرت شیخ نے بھی ایک جگہ دریا کا بہت خوبصورت کنارہ دیکھا تو فرمایا یہاں ڈرا سیر کرتے ہیں جب ساتھی نے گاڑی اس کنارے کی طرف موڑی تو دھڑام دھڑام دو تین آوازیں آئیں تو ڈرائیور نے فوراً بریک لگائی اور کہا حضرت مگر مجھ ہیں یہاں تو حضرت شیخ نے فرمایا بس نگاہوں سے مزہ لے لو جسم کو دور ہی رکھو پھر وہاں نہیں اترے۔

وکتوریہ فال پر

وکتوریہ فال پر گاڑی پارکنگ میں کھڑی کی اور پیدل فال پر گئے زامبیا (Zambia) کے احباب اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے گئے تھے اور حضرت شیخ نے فرمایا تھا کہ ریفریشمنٹ وہیں کریں گے جس جگہ سے پانی نیچے گرتا ہے وہاں بہت محفوظ سیرگاہ ہے اور وہاں سے دریا کا منظر خوب نظر آتا ہے اور پانی گرنے کی وجہ سے مگر مجھ بھی وہاں نہیں ہوتے اور خدا کی قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے خدا کے رزق سے استفادہ کیا یہ فال تقریباً پونے دو کلومیٹر چوڑائی میں ہے جس کا زیادہ تر حصہ زامبیا (Zambia) میں اور کچھ حصہ زمبابوے (Zimbabwe) میں ہے بلکہ زمبابوے (Zimbabwe) والا حصہ بہت جدید انداز میں سیر و تفریح کے لیے بنایا گیا ہے کیونکہ زمبابوے (Zimbabwe) میں انگریزوں کی بڑی مضبوط حکومت رہی ہے اس لیے اس طرف کے ہوٹل اور سیرگاہیں بڑی خوبصورت بنی ہوئی

ہیں جس طرح سیاح زامبیا (Zambia) کی طرف سے آتے ہیں اس طرح زیمبابوے (Zimbabwe) کی طرف سے بھی بہت آتے ہیں۔

آبشار کا نظارہ

اس کے بعد آبشار کے بالکل سامنے والے حصے میں گئے جہاں آبشار کا پورا منظر نظر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمتوں اور رفعتوں میں اور اضافہ ہوتا ہے جب اس علاقے میں داخل ہونے لگے تو وہاں پر حبشی لوگ پلاسٹک کے کوٹ پاجامے اور بوٹ کرائے پر دے رہے تھے حضرت شیخ نے ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ بخارات وغیرہ سے شاید کپڑے کیلے ہو جاتے ہیں اس لیے احتیاطی تدابیر ہے چنانچہ اس کو اہمیت نہیں دی اور ایسے ہی چلے گئے راستہ پتھر یلا اور بیچ دار قسم کا تھا پورا علاقہ گھنے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا جگہ جگہ گہری کھائیاں تھیں جن پر لوہے کے پل رکھے تھے جن کی چوڑائی بمشکل چار فٹ تھی جب فال کے علاقے میں داخل ہوئے تو وہاں عجیب منظر تھا تیز بارش ہو رہی تھی اور اتنا شور تھا کہ کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی جہاں پانی گر رہا تھا وہاں دھواں ہی دھواں تھا آبی بخارات کے بادل بن رہے تھے جو فوراً ہی برس جاتے تھے پانی اتنی زور سے بہ رہا تھا ایسے لگتا تھا کہ بہا کر لے جائے گا سارے کپڑے پانی میں شرابور ہو گئے کرائے کے کوٹ پتلون کی اہمیت محسوس ہو رہی تھی مزے کے ساتھ ساتھ خوف بھی آ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو دیکھ کر قلب و جاں حیران تھے اور فال کے اوپر قوس و قزح کا منظر اس عجائبات قدرت کو حسین بنا رہا تھا اس وقت سمجھ میں آتا تھا کہ یہ واقعی ہی دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے جب وہاں سے گھوم پھر کر باہر آئے تو بارش کا نام و نشان نہ تھا۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین

ہوٹل پرواپسی

عصر کے وقت ہوٹل پرواپسی ہوئی ہوٹل پر ہی عصر کی نماز باجماعت ادا کی مغرب تک کچھ آرام کیا اور مغرب کی نماز ہوٹل میں مخصوص کی گئی جگہ ادا کی جو کہ مصلے کی شکل میں تھی اس کے بعد لوگسٹن شہر کی قدیم مسجد کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔

لیونگ اسٹون (Livingstone) شہر کی قدیم مسجد کی زیارت

مغرب کے بعد لیونگ اسٹون (Livingstone) شہر کی کی تفریح کے لیے تشریف لے گئے سڑک پر اور ہوٹلوں پر سیاحوں کی کثرت تھی عشاء کے قریب اس شہر کی اکلوتی مسجد جو کہ بہت قدیم زمانہ سے تھی اس میں حاضری دی عشاء میں تمام نمازی سوائے ہم لوگوں کے سب کے سب افریقی تھے اور اکثریت نوجوانوں کی تھی اور یہ نوجوان وہ تھے جو عیسائیت سے اسلام میں آئے تھے بلکہ مسجد کے امام صاحب ایک نوجوان عالم تھے وہ بھی نو مسلم (New Muslim) تھے نماز میں بہت خوبصورت تلاوت کی نماز کے بعد تمام لوگوں نے حضرت شیخ سے ملاقات اور مصافحہ کیا اس کے بعد وہاں کے ایک مشہور ریسٹورنٹ (Restaurant) جو مچھلی (Fish) بنانے میں بہت خصوصیت رکھتا تھا وہاں تشریف لے گئے اور مچھلی (Fish) کی دعوت کھائی اس ریسٹورنٹ (restaurant) پر سیاحوں کا بہت رش تھا حضرت شیخ نے میوزک (music) کی آواز دھیمی کرا دی انگریز اور غیر ملکی بڑے تجسس اور حیرت سے حضرت شیخ اور ساتھیوں کو دیکھ رہے تھے کھانے کے بعد وہاں کچھ چہل قدمی کی اور رات دس بجے واپس ہوٹل پر تشریف لائے رات کو دو قفے دو قفے سے بارش ہوتی رہی۔

18 مارچ بروز جمعرات

فجر کی نماز ہوٹل کے مصلیٰ پر ادا کی اور فجر کے بعد حضرت شیخ نے چہل قدمی فرمائی

اور اس دوران درج ذیل ارشادات فرمائے۔

۱۔ ہلکا حسن اور تیز حسن

ارشاد فرمایا ہلکا حسن ہلکے بخار کی طرح ہے اور تیز حسن تیز بخار کی طرح ہے آدمی تیز بخار میں دوا اور علاج کی فکر کرتا ہے اور ہلکے بخار میں بے فکری برتا ہے جس کے نتیجے میں بخار ہڈیوں میں اتر کر تپ دق بن جاتا ہے اور لا علاج مرض کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس لیے کبھی ہلکا حسن تیز حسن سے زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے شیطان آہستہ آہستہ ہلکے حسن کا قلب و جان پر قبضہ کر دیتا ہے ہماری نانی اماں فرمایا کرتی تھیں۔

دل لگے گدھی سے گھر میں پری ہی کیوں نہ ہو

۲۔ نفس پر بھروسہ

ارشاد فرمایا کہ اپنے نفس پر کبھی بھروسہ نہ کرے اور اس معاملے میں بزدل رہنا چاہیے باقی تمام معاملات میں آدمی کو بہادری دکھانی چاہیے لیکن تقویٰ کے معاملے میں بزدل ہونا چاہیے اسی راہ فرار کو قرآن مجید نے فِصْرُ وَالْحٰی اللّٰہ فرمایا ہے چہل قدمی کے بعد Falls way ہوٹل میں چائے پی۔

Game Reserve Park میں

تقریباً نو بجے اس پارک میں تشریف لے گئے یہ میلوں پر پھیلا ہوا ایک جنگل تھا جس کو تین اطراف سے بند کر دیا تھا اور دریا کی طرف کا حصہ کھلا تھا اور اس میں جنگلی جانور کھلے عام پھر رہے تھے درمیان میں کچی پکی سڑکیں تھیں جن پر سیاح اپنی گاڑیوں میں سیر کرتے تھے اس میں ہرن اور زرافے کثرت سے تھے اس پارک کی حفاظت پر مامور جو افراد تھے ان میں سے ایک فرد چپاٹا (Chipata) کا نکلا جس کی عزیز چٹا بھائی سے جان پہچان نکل آئی ان کی وجہ سے پارک میں گھومنے پھرنے میں بہت مزہ آیا۔

گینڈے کے پاس

اس ساتھی نے بتایا کہ پارک کے ایک دشوار گزار حصے میں گینڈا پایا جاتا ہے اور اگر آپ حضرات دیکھنے کے خواہش مند ہیں تو آپ کو وہاں لے جاتا ہوں حضرت شیخ نے فرمایا ضرور جائیں گے چنانچہ اس ساتھی کی رہنمائی میں لینڈ کروزر پر یہ قافلہ گینڈا دیکھنے کے لیے جنگلی راستے پر داخل ہو گیا جا بجا پانی کی ندیوں کی وجہ سے سواریوں کو اترا نپڑتا تھا خالی گاڑی کو پار کر کے پھر سوار ہوتے اس مشقت کے بعد اس مکان پر پہنچے جہاں گینڈا تھا چلنے سے پہلے اس گائیڈ نے وائرلیس کے ذریعے گینڈے کی موجودگی معلوم کی ہمیں اس بات پر تعجب تو تھا لیکن جب گینڈے کے قریب پہنچے تو دو مسلحہ گارڈ اس کی حفاظت کر رہے تھے اور اس کے کان پر وائرلیس کا انٹینا لگا ہوا تھا گینڈا گھاس چرنے میں مشغول تھا حضرت بہت زیادہ قریب تشریف لے گئے صرف 20-25 فٹ کے فاصلے پر تھا۔ زامبیا (Zambia) کے ساتھیوں نے بتایا ہم نے خود اتنے قریب سے گینڈا نہیں دیکھا۔

گینڈے کی حفاظت کی وجہ

حضرت شیخ نے استفسار کیا کہ اس قدر گینڈے کا تحفظ کیوں کیا جاتا ہے تو اس کا گائیڈ نے بتایا کہ تمام جانوروں میں جنسی قوت میں سب سے زیادہ گینڈا ہے اس کا اپنی مادہ کے ساتھ محبت کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹے تک ہے اور اس کی ساری طاقت اس کے سینگ میں ہوتی ہے سمگلر لوگ اس کا شکار کر کے اس کا سینگ لاکھوں روپے میں فروخت کرتے ہیں جس سے جنسی ادویات بنتی ہیں اور اس غرض کے لیے اس ملک کے ساتھ ہزار گینڈے بھینٹ چڑھ گئے ہیں اس پر حضرت شیخ نے ہنستے ہوئے راقم سید اختر غازی سے کہا آپ تصور کے ذریعے اس کے سینگ سے طاقت کھینچ لیں۔

غیر فطری خواہش

وہاں حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ حکماء نے لکھا ہے کہ انسان میں جب تک طلب صادق پیدا نہ ہو تو اپنی بیوی کے پاس نہ جائے اور حضرت والا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ حلال کو بھی زیادہ حلال نہ کرو ورنہ ٹھنڈے پڑ جاؤ گے اور ذکر و عبادت میں دل نہ لگے گا۔

لوگ نظر بازی تنگی تصاویر فلمیں اور غیر فطری طور پر اپنی خواہشات کو ابھارتے ہیں جس سے مردانہ کمزوری پیدا ہو جاتی ہے پھر حقوق زوجیت کے لیے اس قسم کی جنسی ادویات استعمال کرتے ہیں۔

چیف کے ڈیرے پر

افریقہ میں ہر قبیلے کے سردار کو چیف کہا جاتا ہے اور وہ اپنے قبیلے کا مطلق العنان حکمران ہوتا ہے ملک میں حکومت خواہ کسی کی ہو لیکن قبیلے پر حکمرانی انہیں کی ہوتی ہے۔ اس گائیڈ نے بتایا تھا یہاں دوسری طرف ایک چیف کا مکان ہے جہاں شیر اور چیتے بھی ہیں تو حضرت شیخ نے فرمایا ضرور دیکھتے جائیں گے اور فرمایا کہ ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ میں چڑیا گھر میں شیر دیکھتا ہوں تاکہ شیروں والی ہمت پیدا ہو جائے اور ہم بھی نفس کے ہرن پر شیرانہ حملہ کر سکیں چنانچہ وہاں گئے وہاں شیر اور چیتوں کی دیکھ بھال کے لیے ایک آدمی مقرر تھا وہ زمبابوے کا تھا اور اس فن میں بہت ماہر تھا اس نے بتایا کہ سولہ ماہ تک شیر کا بچہ کسی کو کچھ نہیں کہتا سولہ ماہ کے بعد اس میں ایسی تبدیلی آتی ہے وہ اپنے پالنے والے پر بھی حملہ کر دیتا ہے۔

وہ سیاحوں کو اپنے ساتھ شیروں اور چیتوں کے پنجروں میں لے جاتا تھا اور اپنے ساتھ گھوماتا تھا لیکن حضرت شیخ اندر تشریف نہیں لے گئے حضرت شیخ نے مزاحاً فرمایا کہ شیر کو دیکھ کر شیر غصے میں نہ آجائے تقریباً 12 بجے وہاں سے فارغ ہو کر

زمبابوے کی سرحد پر تشریف لے گئے۔

Bungee Jump کا نظارہ

دنیا میں یہ Jump صرف اسی مقام پر لگایا جاتا ہے یہ لوہے کا پل ہے جو زامبیا (Zambia) اور زمبابوے کو آپس میں ملاتا ہے تقریباً دو سو میٹر لمبا پل ہے اور اس کے نیچے سے فال سے گرنے والا دریا گزرتا ہے اور اسی پل سے نیچے دریا کی گہرائی تقریباً دو سو فٹ ہے اور وہاں پانی میں طغیانی بھی خوب ہوتی ہے کیونکہ وہی فال سے گر کر آ رہا ہوتا ہے اور بہت شور ہوتا ہے پل کے وسط میں جمپ لگانے کی جگہ بنائی ہوئی ہے جمپ لگانے والے کو پہلے ڈاکٹر طبی طور پر چیک کرتا ہے پھر اگر وہ اجازت دے تو جمپ لگا سکتا ہے ورنہ نہیں اور جمپ لگانے کی فیس دو سو ڈالر جمع کروانے پڑتے ہیں جمپ لگانے والے کو پل کے اوپر دریا کی طرف بڑھی ہوئی جگہ کے پاس لایا جاتا ہے اور اس کے جسم کو ہیلٹ سے کس دیا جاتا ہے اور پھر پلاسٹک کی موٹی رسی جس میں کافی لچک ہوتی ہے وہ باندھ دی جاتی ہے جو اتنی دراز ہے کہ آدمی دریا کی سطح سے دس پندرہ فٹ اوپر رہتا ہے جمپ سے پہلے اس کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ ہاتھ کس طرح کھولنے ہیں اور ٹانگوں کو کس طرح سمیٹنا ہے پھر وہ سر کے بل چھلانگ لگاتا ہے جب وہ لٹک جاتا ہے تو لفٹ کے ذریعے فوراً ایک آدمی نیچے اترتا ہے اور اس کے سینے کی مالش کرتا ہے اور اس سے گپ شپ کرتا ہے تاکہ اسے جو گھبراہٹ ہے وہ دور ہو جائے پھر آہستہ آہستہ اوپر کھینچ لیا جاتا ہے حضرت شیخ جب یہ نظارہ دیکھنے وہاں پہنچے تو دونو جوان انگریز جمپ لگانے کی تیاری کر رہے تھے انہوں نے باری باری جمپ لگایا جسے دیکھ کر رونکھٹے کھڑے ہو گئے اور وہاں پتہ چلا کہ یورپین کے علاوہ کوئی اس جمپ کی جرات نہیں کرتا سنا ہے کہ ایک کالے نے جمپ لگایا تھا اس کا بول براز نکل گیا تھا ایک طرف بڑے بڑے کیمروں کے ذریعے ان کی بے بسی فلم بنائی جاتی ہے جس

میں وہ زندگی بھر فخر کرتے ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس قوم میں سرفروشی تو ہے لیکن دنیا کے لیے کاش! یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی بازی لگائیں تو کہاں سے کہاں پہنچ جائیں حضرت شیخ نے راقم سید اختر غازی کو فرمایا جب لگاؤ گے تو میں نے جلدی سے عرض کیا حضرت میرے دو بچے ہیں حضرت نے فرمایا معاف کیا اس کے بعد حضرت شیخ نے اسی پل پر چلتے ہوئے زمبابوے کی سرحد کے اندر تک گئے فرمایا کہ یہاں آنے کی بھی ہماری حاضری لگ جائے یہی پل تجارتی اغراض کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے یہاں بڑے ٹرالوں کو بڑا رش رہتا ہے اور بہت کثرت سے یہاں بندر پائے جائے ہیں جو لوگوں کے سامان کی چھینا چھٹی کر رہے ہوتے ہیں۔

ہیلی کاپٹر سے سیر

تین بچے ہیلی کاپٹر کے ذریعے وکٹوریہ فال کا نظارہ کرنے کی بکنگ کرائی گئی تھی کیونکہ صبح سے بارش اتنی ہو رہی تھی کہ ہیلی کاپٹر کی پروازیں منسوخ ہو رہی تھیں لیکن حضرت شیخ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر ہیلی پیڈ پر چلتے ہیں آگے اللہ مالک ہے ہیلی پیڈ پر پہنچے تو تین بچے اچانک بارش بند ہو گئی اور اعلان ہوا کہ تین بچے والی سواریاں ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جائیں یہ چھ سیٹوں والا ہیلی کاپٹر تھا اور اس میں سوار ہونے کا پہلا تجربہ تھا بہر حال ہیلی کاپٹر اڑا اور پندرہ منٹ تک اس نے پرواز کی اور بہت قریب سے اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا نظارہ کیا وہاں سے بہت سے جنگلی جانور ہاتھی وغیرہ جنگل میں نظر آئے تھے اور اوپر سے جا کر یہ نظر آیا کہ فال کے بعد دریا تقریباً سات جگہ پر موڑ کاٹتا ہے اور عجیب انداز میں پہاڑ کٹے ہوئے ہیں جس کو انگریزی میں Goch کہتے ہیں پھر جب ہیلی پیڈ پرواپس آیا تو پھر بارش شروع ہو گئی پھر اس دن کوئی اور پرواز نہیں اڑ سکی احباب نے کہا یہ حضرت شیخ کی کرامت ہے۔

مگر مچھ فارم پر

ہیلی پیڈ سے مگر مچھ فارم پر تشریف لے گئے جہاں زمین سے چھ فٹ اوپر راستے بنائے ہوئے تھے اور نیچے مختلف عمروں کے مگر مچھ مختلف حصوں میں تقسیم کیے ہوئے تھے اس طرح فارم کی سیر بھی خوب ہو جاتی تھی اور مگر مچھ کے حملے سے بھی حفاظت ہو جاتی تھی پتہ چلا کہ دنیا میں اس کے چمڑے کی بڑی مہنگی تجارت ہے اور اس کے چمڑے کی بنی ہوئی چیز سو سال تک بھی چل سکتی ہے اس کی ہڈیاں اور گوشت بھی بعض تو میں استعمال کرتی ہیں اور ساتھ ہی فارم کے ایک طرف شیشے کے پنجروں میں سانپ بھی تھے بہر حال ان تمام جگہوں کا نظارہ کرتے ہوئے ہوٹل واپس آئے عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد چائے نوش کی اور مغرب پڑھ کر آرام کیا۔

رات کا کھانا اور مجلس

عشاء کے بعد اسی ہوٹل کے ریستورنٹ میں کھانے کے لیے حضرت شیخ تشریف لے گئے کھانا کھانے کے بعد مجلس جم گئی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں حضرت شیخ سناتے رہے حضرت شیخ کو پتہ چلا کہ اس ریستورنٹ کا باورچی مسلمان ہے اور ہندوستان سے آیا ہے تو اس کو بلوایا اس کا حال احوال پوچھا اس نے بتایا کہ وہ حیدرآباد دکن کا ہے اور ایک ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ لیتا ہے حضرت شیخ نے اس کو دیا ر غیر میں بحیثیت مسلمان رہنے کی قیمتی باتیں بتلائیں اور اس کو اپنی کتاب اور بیان کی سی ڈی بھی عنایت فرمائی وہ بہت خوش ہوا اور اس نے وعدہ کیا کہ ان نصاب پر عمل کرے گا۔

کمرے میں

حضرت شیخ ریستورنٹ سے کمرے میں واپس آئے تو رفیق سفر محمد بھائی نادات جن کو نواب بھائی کہہ کر پکارا جاتا تھا انہوں نے حضرت شیخ سے اولاد کی تربیت کے بارے میں بہت سے سوال کیے اس طرح رات ایک بجے تک مجلس جمی رہی آخر میں

حضرت والا نے فرمایا اللہ والی محبت بھی عجیب ہے کہ زامبیا (Zambia) کے یہ احباب کتنی محبت سے ہمیں یہاں گھما پھرا رہے ہیں اور خوب دعوتیں کھلا رہے ہیں یہ مزا دنیا داروں کو اور گھومنے پھرنے والوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں اس کے بعد حضرت شیخ نے نواب بھائی اور چتا بھائی کے لیے خوب دعائیں فرمائیں۔ اس کے بعد آرام فرمایا۔

19 مارچ بروز جمعہ

لیونگ اسٹون (Livingstone) سے واپسی

آج اس تاریخی شہر سے واپسی تھی اور واپسی پر جمعہ کی نماز مازا بوکا (Mazabuka) شہر میں پڑھانی تھی جو تقریباً وہاں سے اڑھائی سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اس لیے فجر پڑھتے ہی سفر کی تیاری شروع کر دی اور ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے آٹھ بجے واپسی کا سفر شروع کر دیا۔

راستے میں حضرت شیخ وعظ و نصیحت کی باتیں بھی فرماتے رہے اور ہنسی مذاق بھی چلتا رہا اس سے سفر بہت پر لطف اور پرسوز ہو گیا۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کا فرمان

راستے میں ارشاد فرمایا کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اور ہمارے دادا پیر مدارس تبلیغی جماعت اور خانقاہوں کے باہمی ربط اور دائرہ کار کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ مدارس سے اعمال کا وجود ہوتا ہے اور تبلیغ سے اعمال نشر ہوتے ہیں اور خانقاہوں میں اخلاص پیدا کر کے اعمال میں قبولیت پیدا کی جاتی ہے اس لیے ہر ایک کا کام الگ الگ ہے جس طرح آنکھ کان کا کام نہیں کر سکتی اور کان زبان کا کام نہیں کر سکتا ہے اور زبان ہاتھ کا کام نہیں کر سکتی اسی طرح مدارس تبلیغ اور خانقاہ سب کے الگ الگ کام ہیں ان کا آپس میں تضاد اور تقابل نہیں یہ سب ایک دوسرے کے

رفیق ہیں فریق نہیں۔

حضرت والا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا فرمان
حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں
لوگوں کو ڈپریشن بہت ہوتا ہے اس لیے ہنستے ہنساتے دین پیش کر دیتا کہ ان پر بوجھ نہ ہو
ہنستے ہنستے اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرو لیکن دل اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو خواجہ مجدد
صاحب کا شعر ہے ۔

لبوں پہ ہے گوہنی بھی ہردم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے
تقریباً بارہ بجے مازابوکا پہنچے۔

مازابوکا (Mazabuka) میں قیام

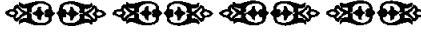
مازابوکا (Mazabuka) ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں مختصر سی مسلمانوں کی
آبادی ہے مسلمان اگرچہ تھوڑے ہیں لیکن کاروبار اور معیشت کے اعتبار سے
ماشاء اللہ مضبوط ہیں یہاں گنا بہت ہوتا ہے اور وہاں شوگر مل بھی ایک مسلمان کی ہے
یہاں پر میزبان جناب حاجی سلیمان صاحب تھے جو کہ وہاں کی بڑی کاروباری
شخصیت ہیں اور مسجد کے بھی متولی اور ذمہ دار ہیں ان کے والد صاحب ہندوستان
سے ہجرت کر کے زامبیا (Zambia) آئے تھے حضرت شیخ سیدھے مسجد پہنچے
اور مسجد کے متصل مکان میں حضرت شیخ نے استیلاء اور وضو وغیرہ فرمایا اور ایک کپ
چائے پی کر جمعہ کے لیے مسجد تشریف لے گئے۔

جامع مسجد مازابوکا (Mazabuka)

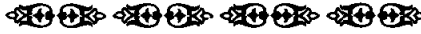
یہ مازابوکا (Mazabuka) کی جامع مسجد تھی جہاں جمعہ کی نماز ہوتی تھی
خطبہ جمعہ سے پہلے آدھا گھنٹہ بیان کا معمول تھا مسجد کے دروازے پر حضرت شیخ کے

بیان کا اعلان آویزاں تھا لوگ پہلے سے مسجد میں آئے ہوئے تھے یہاں لوگوں کی اکثریت انگریزی سمجھتی تھی اس لیے حضرت شیخ نے پہلے جو اردو میں بیان کیا اس میں انگریزی الفاظ زیادہ استعمال کیے اور آخر میں انگریزی ہی میں پورے بیان کا خلاصہ بیان کیا جو لوگوں نے بہت پسند کیا اور انہیں بہت فائدہ ہوا۔

اس طرح درد دل بھی تھا میرے بیاں کے ساتھ
 جیسے کہ میرا دل بھی تھا میری زباں کے ساتھ
 یاد خدا سے دل کو ملا چین دوستو
 پاتا ہے چین کب کوئی عشق بتاں کے ساتھ



حقیقی عقلمند



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حبیب اللہ احمد خان دہلوی

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام جامع مسجد مازابوکا (Mazabuka)

وقت خطبہ جمعہ

بتاریخ 19 مارچ 2010ء

ناشر:

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختریه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ
عَلَيْهٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرٍ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
يَهْدِهٖ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضِلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَيِّدَنَا
وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ
فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تَقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ . وَقَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰی فِی مَقَامٍ اٰخَرَ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ
مَّا قَدَّمَتْ لِغَدُوْا تَقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ .

وقال النبى صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه
وعمل لما بعد الموت . او كما قال عليه الصلوة والسلام
صدق الله وصدق رسوله النبى الكريم .

عقل معاش

میرے محترم بزرگوار دوستو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عقل مند
انسان کون ہے؟ آج ہر آدمی کہتا ہے کہ میں عقلمند ہوں میں دکان اچھی چلا رہا ہوں دنیا
اچھی کمار رہا ہوں دنیا کا نظام اچھا چلا رہا ہوں میں عقلمند ہوں لیکن ایک عقلمند وہ ہے جو پیغمبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں ہے اور ایک عقلمند وہ ہے جو میری اور آپ کی نظر میں ہے۔
علامہ فرمایا عقلیں دو قسم کی ہیں انسان کو جو اللہ نے مائنڈ (Mind) دیا ہے یہ دو
قسم پر ہیں ایک وہ عقل ہے جو دنیا کے بارے میں سوچتی ہے کہ کھائیں گے کیا؟ پیسے گے
کیا؟ کیسے کھائیں گے؟ کیسے پیسے گے؟ کیسے کمائیں گے؟ اس قسم کی عقل میں انسان اور
جانور مشترک ہیں یہ عقل جانوروں کو بھی عطا کی گئی ہے جانور بھی اپنے گھر کا نظام چلانا

جانتے ہیں وہ بھی اپنے بچوں کے لیے خوراک جمع کرتے ہیں چڑیا اپنے بچوں کے لیے خوراک جمع کرنا اور کھلانا جانتی ہے اگر آدمی یہ سمجھے کہ عقل کی اس قسم میں دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس قسم کی عقل میں انسان اور جانوروں میں اشتراک ہے امتیاز نہیں ہے یہ چیز جانوروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی ہے۔

عقل معاد

اور دوسری قسم کی عقل وہ ہے جو اس زندگی کے ساتھ ساتھ بعد میں جو زندگی آنے والی ہے اس کے بارے میں سوچتی ہے اس لیے ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اصل میں عقل ہے ہی وہ جو انجام پر نظر رکھے اور جو آپ کو آخرت کے بارے میں فکر مند رکھے دنیا کے فیوچر کے بارے میں نہیں دنیا میں تو کوئی چیز فیوچر (Future) ہے ہی نہیں دنیا کا فیوچر تو قبرستان میں جا کر دفن ہو جانا ہے اس کا End قبر ہے کیونکہ ہر چیز فیوچر ہے آپ بچے تھے آپ کا فیوچر بالغ ہونا ہے آپ اسکول میں داخل ہو گئے تو آپ کا فیوچر ڈگری لینا ہے وہاں سے فارغ ہو گئے تو نوکری لینا فیوچر ہے چلتے چلتے اس زندگی کا اینڈ قبرستان میں جا کر ہوتا ہے اس لیے ایک اللہ والے سے کسی نے فیوچر کی بات کی تو وہ اس کو قبرستان لے گئے کہا کہ یہ ہے فیوچر یہ مستقبل ہے کیونکہ ہمارا تو مستقبل رکتا نہیں ہے ایک خواہش (Desire) کے بعد دوسری خواہش (Desire) جنم لیتی ہے ایک خواہش کے بعد دوسری خواہش دل میں آتی ہے کہتے ہیں انسان کی ہزاروں خواہش اللہ تعالیٰ پوری کرتے ہیں لیکن آدمی پھر بھی کہتا ہے کہ میری بہت سی خواہشات اور بہت سی ڈیزائرز وہ ہیں جو ابھی تک Fulfill (پوری) نہیں ہوئی ہیں۔

میرے دوستو! اصل عقل وہ ہے جو انسان کے فیوچر (Future) کے بارے میں سوچ پیدا کرے کہ اس زندگی کے بعد جو زندگی آنے والی ہے اس میں کامیاب ہوں یا نہیں سید سلمان ندوی کا شعر ہے ۔

ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
حیات دو روزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عقلمند انسان وہ ہے جو کل کے بارے میں سوچتا ہے کہ مجھے کل کو کیا پیش آنے والا ہے عقل مند انسان کی دو علامتیں ہیں پہلی علامت ”مَنْ ذَاكَ نَفْسَهُ“ جو اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھے اور اللہ ورسول کی مان کر چلے یہ پہلی علامت ہے اس بات کی کہ یہ آدمی عقلمند انسان ہے وہ عقلمند نہیں ہے جو اپنے نفس کا مقابلہ نہیں کرتا جبکہ یہ نفس اس کا بڑا دشمن ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عقل دی ہی اس لیے ہے کہ نفس کو قابو رکھے۔

عقل کا معنی

عقل کا معنی کیا ہے؟ آپ نے دیکھا ہوگا کہ عرب لوگ سر پر رد مال رکھتے ہیں اور اس پر ایک گول رسی لگا دیتے ہیں اس کو عربی زبان میں ”عقال“ کہتے ہیں یہ اونٹ کو باندھنے کی رسی ہوتی ہے وہ عرب لوگ رسی کو سر پر باندھ رکھتے تھے جہاں اونٹ کو کھڑا کیا اس رسی سے باندھ دیا اب وہ قابو میں ہے بھاگ نہیں سکتا تو رسی کو عربی زبان میں عقال کہا جاتا ہے تو عقل کو عقل اس لیے کہتے ہیں کہ ہمارے اندر نفس جو آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس نفس کو قابو کرے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں لے کر آئے اگر یہ نفس آزاد ہے اپنی مرضی کر رہا ہے جو دل چاہتا ہے کر لیتا ہے تو پھر برباد ہے۔

غلام کی چاہت

میرے دوستو! غلام کی چاہت نہیں ہوتی غلام مالک کی چاہت پر چلتا ہے آپ کا ایک نوکر ہے آپ نے دکان پر رکھا ہوا ہے وہ تنخواہ (Salary) لیتا ہے اگر آپ اس کو کہیں کہ یہ چیز اٹھا کر اوپر والے ریک پر رکھ دو اور وہ کہے کہ نہیں جی میرا دل نہیں

چاہتا میرا دل چاہتا ہے اس کو اس والے ریک پر رکھ دوں تو آپ کیا کہیں گے کہ بے وقوف سیلری میں دیتا ہوں تو اپنی مرضی کرتا ہے اس کو ڈانٹیں گے بُرا بھلا کہیں گے نوکری سے اس کو کک آؤٹ (Kickout) کر دیں گے۔

لیکن ہم نے کبھی نہ سوچا کہ اللہ ورسول ہم سے مطالبہ کرتے ہیں تم نے یہ کرنا ہے ہم وہاں کہتے ہیں کہ ہمارا دل نہیں چاہتا اللہ ورسول کا مطالبہ ہے کہ یہ کام نہ کرو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا دل تو اسی کام کو چاہتا ہے۔

تو ایک لمحے کے لیے سوچیں میرے دوستو! آپ اپنے نوکر کو جس کے آپ مالک نہیں ہیں خالق نہیں ہیں رازق نہیں ہیں جس کی صحت اور بیماری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے جس کو موت و حیات دینے والے آپ نہیں ہیں اس کو صرف تنخواہ دیتے ہیں جب وہ ڈیوٹی پر ہوتا ہے تو اس کو آپ مرضی نہیں کرنے دیتے ہم تو اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں ہمارا بال بال اللہ تعالیٰ کا غلام اور محتاج ہے ہم اپنی مرضی کریں تو بتائیے یہ مالک سے وفاداری ہے اور تابعداری ہے ہم اس قابل ہیں کہ اس دنیا میں آکر اپنی مرضی کریں؟

مرضی کرنے کی جگہ جنت

اس لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی مرضیاں پوری کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت پیدا کی ہے جنت اس لیے ہے وہاں آپ کا جو دل چاہے کرو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں مؤمن کو اپنے خاص اختیارات میں سے اختیار دیں گے وہ کیا ہے کلمہ کن جو حکم اللہ تعالیٰ دیتے ہیں وہ چیز ہو جاتی ہے كُنْ فَيَكُونُ یہ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے وہاں پر مؤمن جو چاہے گا اس طرح فوراً ہو جائے گا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! جنت کیا چیز ہے؟ تو حضرت نے بڑے آسان اور سادہ لفظوں میں جنت کی تعریف کی فرمایا وہاں ہر انسان کو بس چھوٹی سی خدائی مل جائے گی کہ جو چاہے گا وہ ہوگا۔

جیسا لباس چاہو گے جیسی غذا چاہو گے جیسا محل چاہو گے کن کہو فیکون اسی طرح

ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات دے دیں گے کیوں؟ جب دنیا میں اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ پر فدا کیا تو آخرت میں اللہ تعالیٰ اُس بندے کی ساری خواہشات کو پورا کر دیں گے کہ جو تیرا دل چاہتا ہے کر لے نَتَّبُوا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ مَوْمِنٌ کہیں گے ہم جنت میں جہاں چاہیں جگہ پکڑیں اللہ تعالیٰ نے آزادی دے دی

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

دنیا خدا کی مرضی سے

لیکن دنیا میں اپنی مرضی نہیں چلے گی جو آدمی کہتا ہے کہ میں اپنی مرضی کرتا ہوں اُس کی بھی نہیں چلتی کوئی چاہتا ہے کہ مرے لیکن مر جاتا ہے کوئی چاہتا ہے کہ بیمار ہو لیکن تب بھی بیمار ہوتا ہے دنیا میں کسی کی مرضی کب چلتی ہے یہ وہم ہے کہ جی ہماری مرضی ہے یاد رکھو! یہ لفظ کبھی نہ کہو ہم اللہ تعالیٰ کے سلیو (Slave) ہیں سرورنٹ (Servant) نہیں ہیں سلیو (Slave) اور سرورنٹ (Servant) میں فرق ہے۔ Servant تو آٹھ گھنٹے ڈیوٹی کے بعد آزاد ہے باس (Boss) کام کرائے گا وہ کہے گا اور چار جزلاؤ اور غلام وہ ہوتا ہے جو بیس گھنٹے (24 hours) اپنے باس کی اور Lord کی مان کر چلتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں۔

ہمیں یہ نہیں کہا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے نوکر ہو ہم تمہیں تنخواہ دیں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں انسان بنا دیا اور مومن بنا دیا اب ہماری عبادت کرنا تم پر فرض ہے۔

امام رازیؒ کا فرمان

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ ہم جو عبادت کرتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ اس کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے دے دیا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ البقرہ آیت ۲۱) ہم نے تمہیں انسان بنا دیا اور تمہیں مسلمان بنا دیا اس کے بدلے میں تم ہماری عبادت کرو اب

اگر وہ ہمیں جنت بھی دے دیتے ہیں تو یہ ان کا فضل ہے ان کی مہربانی ہے ورنہ انسان بننے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہم پر فرض ہے۔

قرآن مجید نے فرمادیا کہ تم ہماری عبادت کرو اس لیے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا تمہارے ماں باپ کو پیدا کیا اور اسلام جیسی نعمت بغیر کسی محنت کے ہم نے تمہیں دے دی اور میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اسلام کی نعمت نہ صرف ہمیں دی بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کے لیے بھی گارنٹی مل گئی کہ ان شاء اللہ وہ مسلمان ہوں گے اس لیے کہ ہر آنے والا اپنے بڑوں کے مذہب پر ہوا کرتا ہے۔

تو گویا ہمیں بھی ایمان دیا اور آنے والی اولاد کے لیے بھی ایمان کی ضمانت ہے

بسم اللہ کی برکت

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک Graveyard (قبرستان) سے گزرے وہاں آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی کو عذاب ہو رہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے لیے دعا کی کہ یا اللہ! اس کے عذاب میں تخفیف فرما دیجیے تو کچھ عذاب کم ہو گیا کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ قبرستان سے گزرے تو دیکھا کہ وہ جنت میں ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی اللہ تعالیٰ یہ شخص کچھ عرصہ پہلے عذاب میں تھا اور اب جنت میں بیٹھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ جب مرا تھا تو اس کے بیوی کے پیٹ میں بچہ تھا جب یہ فوت ہو گیا تو بچہ پیدا ہوا اور جب وہ کچھ بڑا ہوا تو وہ مدرسے میں لے گئی اور اس کو قاری صاحب نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھایا جب اس بچے کی زبان پر میرا نام آیا تو اس کے باپ پر مجھے رحم آ گیا میں نے اس کے باپ کی بخشش کر دی۔

نفس کو قابو رکھنا

میرے دوستو! یہ عقل اسی لیے دی ہے کہ اس نفس کو قابو کرو اس کو آزاد نہ چھوڑو آپ گھوڑا پالتے ہیں تو گھوڑے کو کیسے قابو کرتے ہیں آپ لگام ڈالتے ہیں اس کے

اوپر بیٹھتے ہیں اس کو آزاد نہیں چھوڑ دیتے آپ گاڑی چلاتے ہیں حالانکہ وہ تو بے جان ہے اس کو بھی آزاد نہیں چھوڑتے اس کے بھی کان پکڑ کر رکھتے ہیں اگر آپ اسٹیرنگ چھوڑ دیں اور اسپید دے دیں تو پھر آپ خود سمجھتے ہیں کہ یہاں سے آپ کا ڈیپارچر ہو جائے گا وہ ایسی فلائٹ (Flight) بن جائے گی جو تمہیں بہت جلدی اوپر پہنچا دے گی تو یہ نفس جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ یہ تمہارا دشمن ہے شیطان تمہارا دشمن ہے میرا بھی دشمن ہے تو عقل دے دی کہ دیکھو اس کو قابو رکھنا اس کو اپنی مرضی پر نہ چھوڑنا یہ بے وقوف ہے تمہیں مرادے گا۔

عقل کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو قابو کرے اس کو اپنی مرضی نہ کرنے دے۔

تقویٰ

وہ تمنائیں اور خواہشات جو اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف ہیں جب بندہ ان پر عمل نہیں کرتا اسی کا نام تقویٰ ہے اپنے نفس کی وہ خواہشات جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں حرام ہیں اس سے بچنے کا نام تقویٰ ہے حلال کو نہیں منع کرتے روٹ کھانا چاہتے ہو کھالو روح افزاء پی لو کون منع کرتا ہے لیکن جب حرام آجائے تو اس سے بچو خواہ وہ چھوٹی سی چیز کیوں نہ ہو۔

صغیرہ کبیرہ کی مثال

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضرت! یہ صغیرہ کبیرہ کا کیا فرق ہے؟ حضرت نے فرمایا صغیرہ چھوٹا Snake (سانپ) ہے اور کبیرہ بڑا Snake ہے چھوٹا سانپ اور بڑا سانپ بس اتنا فرق ہے باقی ڈنگ مارے گا تو آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ چھوٹے بڑے میں کیا فرق ہے؟ فرمایا انسان قبر میں جائے گا چھوٹا گناہ چھوٹا اسٹیک بنے گا اور بڑا گناہ بڑا اسٹیک بنے گا اس نے آپ کو ڈسنا ہی ڈسنا ہے ایسا نہیں ہے کہ چھوٹا ہوگا تو آپ کو کچھ نہیں ہوگا چھوٹا گناہ چھوٹا

سانپ اور بڑا گناہ بڑا سانپ ہے دونوں ہی Snake ہیں قبر میں اس کا پتہ چلے گا۔
 دیکھئے! آپ ماچس استعمال کرتے ہیں اب ماچس کی ڈبیہ پر آگ لگی ہوئی ہے
 لیکن وہ آگ چھپی ہوئی ہے وہ کب ظاہر ہوگی جب رگڑو گے تو اس میں سے آگ نکلتی
 ہے اب جس چیز کو چاہیں اس کے ذریعے جلا لیں تو میرے دوستو! جب آدمی گناہ کرتا
 ہے ہاتھ سے گناہ کرتا ہے اس میں جہنم کا مصالحہ آگیا آنکھ سے گناہ کیا آنکھ میں جہنم کا
 مصالحہ لگ گیا کان سے گناہ کیا مصالحہ لگ گیا وہ مصالحہ چھپا ہوا ہے نظر نہیں آتا اب
 جو نبی قبر کا رگڑا لگتا ہے پورا جسم آگ بن جاتا ہے وہ آگ پہلے سے دنیا ہی میں آجاتی
 ہے ظاہر نہیں ہوتی ایسا نہیں ہے کہ وہاں نئی آگ آئے گی بلکہ اندر ہی آگ موجود ہے
 جس طرح ڈبیہ کی اسٹک کے اوپر آگ ہے لیکن رگڑو گے تو ظاہر ہوگی اسی طرح جب
 آدمی گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ جہنم کے اثر کو فوراً اپنے اندر لے لیتا ہے اس لیے آدمی بے
 چین ہو جاتا ہے گناہ کرنے والے کو کبھی چین نہیں ملتا اس لیے کہ آگ ہے اندر۔

عبرت انگیز واقعہ

ایک تابعی قبرستان سے گزر رہے تھے دیکھا ایک آدمی قبر سے نکلا آگ لگی ہوئی
 ہے اس کو اس نے کہا مجھے پانی دو تو پیچھے سے ایک کالا آدمی نکلا اور اس کو گھسیٹ کر کہا
 خبردار! اس کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبھی اللہ تعالیٰ غیب کی بات کو ظاہر کر دیتے
 ہیں تاکہ لوگ انکار نہ کر دیں کبھی کبھی اس کا ظہور ہو جاتا ہے حالانکہ عذاب قبر غیب کی
 چیز ہے لیکن کبھی کبھی ظاہر فرما دیتے ہیں تاکہ لوگ کٹی طور پر اس کا انکار نہ کر دیں یہ اللہ
 تعالیٰ کی حکمت ہے۔

تو اس تابعی پر اتنا خوف طاری ہو گیا کہ بے ہوش ہو کر گھوڑے کی پیٹھ پر گر گئے گھوڑا
 قبرستان سے دور بھاگتا رہا کافی دیر کے بعد ہوش آیا کہتے ہیں اتنی دہشت اور خوف طاری
 تھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال جو سیاہ تھے اس خوف کی وجہ سے سفید ہو گئے۔

عقل مند کی پہلی علامت

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کون آدمی Wise (عقل مند) ہے فرمایا کہ من دان نفسه اپنے نفس کو قابو میں رکھے نفس کیا ہے؟ انسان کی ناجائز خواہشات ناجائز مرغوبات کا نام نفس ہے حکیم الامت کی یہ تعریف ہے کہ نفس نام ہے ”مرغوبات طبعیہ غیر شرعیہ“ کا کہ طبیعت کی وہ پسندیدہ چیزیں جو شریعت میں پسندیدہ نہیں دل میں حرام خواہش پیدا ہوئی دل چاہتا ہے آنکھ سے حرام دیکھوں دل چاہتا ہے کان سے حرام سنوں دل چاہتا ہے زبان سے حرام بات کہوں دل چاہتا ہے کہ ہاتھ پاؤں سے حرام کام کروں دل چاہتا ہے کہ دل میں حرام خیالات لا کر لذت حاصل کروں تو میرے دوستو! یہ نفس ہے اور اسی کو قابو کرنے کا نام تقویٰ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت ملتی ہے اور عقلمند کی دوسری علامت ”و عمل لما بعد الموت“ کہ آخرت میں جو چیزیں کام آنے والی ہیں اس کے حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے۔

دو صحابی ہیں دونوں دکاندار ہیں ایک آدمی چیز خریدنے کے لیے آتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے تو وہ صحابی کہتا ہے کہ جناب! آپ اس دکان سے لے لیں تو وہ کہتا ہے آپ کی دکان میں موجود ہے کیوں نہیں دیتے کہا جی نہیں! آپ اس دکان سے لے لیں دیکھئے! صحابہ دنیا کے عاشق ہوتے تو وہی پیسہ فوراً چھاپتا کہ میرا کسٹمر کہیں اور نہ جائے اس نے پوچھا کیا وجہ ہے تو صحابی نے فرمایا میرے اس پڑوسی نے صبح سے کچھ نہیں کمایا جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آج کی روٹی دے دی ہے تو میں چاہتا ہوں میرا پڑوسی بھی اپنے بچوں کے لیے رزق روٹی لے جائے یہ ایسا رکھا تو مرنے کے بعد کی زندگی کما رہے ہیں دنیا سے آخرت کما رہے ہیں تو عقل مند انسان کی یہ دوسری علامت ہے عمل لما بعد الموت مرنے کے بعد کی زندگی کے لیے کام کرتا ہے ہر وقت یہ سوچتا ہے کہ میں کس کام سے آخرت کے منافع حاصل کروں اور آخرت میری بن جائے ہمہ وقت اس کی سوچ یہ ہے گھر سے باہر ہے گھر کے اندر ہے سوچتا ہے کہ میں کون سا ایسا کام کروں کہ میری آخرت بن جائے دنیا کی فکر نہیں ہے کیونکہ دنیا تو کچی ٹھکی ہے وہ تو ملنی ہی ملنی ہے آپ

چاہیں نہ چاہیں آپ کو دنیا ملنی ہے یہ دکان رزق نہیں دیتی یہ فیکٹری رزق نہیں دیتی۔

اسباب رزق کی مثال

اسباب رزق کی مثال پلیٹ کی طرح ہے جس طرح بچہ پلیٹ لے کر ماں کے پاس آتا ہے ماں میرے لیے بریانی ڈالو دال ڈالو گوشت ڈالو ماں اس پلیٹ میں ڈالتی ہے یہ پلیٹ کا کمال نہیں ہے اس میں ڈالنے والے ہاتھ کا کمال ہے تو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمہاری دکانیں تمہاری نوکریاں تمہارے کھیت اور تمام اسباب یہ پلیٹ ہیں جو تم خدا کے دربار میں لے کر آتے ہو ڈالنے والا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہے دکان رزق نہیں دیتی دکان کی مثال تو پلیٹ کی ہے رزق خدا دیتا ہے لیکن تمہیں حکم دیا ہے کہ تم پلیٹ لے کر آؤ یعنی کچھ اسباب اختیار کر لو تاکہ ہم ڈال دیں لیکن اتنا ڈالیں گے جتنا وہ چاہیں گے بڑی دکان پر کم نفع کر دے اور چھوٹی دکان سے زیادہ نفع دے دے یہ ان کے کمالات ہیں جو دن رات ہمارے مشاہدے میں آتے ہیں چھوٹے کھیت والے کی کھیتی زیادہ ہو جائے اور زیادہ والے کی کھیتی پر ایسی ہی کوئی آفت نازل ہوئی اور اس کی کھیتی ہی ختم ہو گئی دو ایکڑ والا زیادہ لے گیا اور دس ایکڑ والا کم لے گیا کیوں؟ پلیٹ میں ڈالنے والے کی مرضی چلتی ہے وہ جتنا چاہتا ہے ڈالتا ہے پلیٹ کا کمال نہیں ہے ڈالنے والا کا کمال ہے۔

بے عقل انسان

اور فرمایا بے عقل انسان کون ہے؟ وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دیتا ہے جیسے نفس کہتا ہے کرتا ہے آزاد ہے آزادی کے نعرے لگاتا ہے یاد رکھو دنیا میں کوئی آزاد نہیں ہے ایک بزرگ نے کہا کوئی آزاد نہیں ہے کوئی رحمن کی قید میں ہے اور کوئی شیطان کی قید میں ہے کچھ وہ ہیں جو شیطان کے قیدی ہیں کچھ رحمن کے قیدی ہیں یہاں کوئی آزاد نہیں ہے دنیا میں آزادی ہے ہی نہیں اصل آزاد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی قید میں ہے یعنی احکام خداوندی کا پابند ہے وہ اصل میں

آزاد ہے اور جو آزاد گھوم رہا ہے کہ میرا تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے یہ قیدی ہیں جگر مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے

تو رازِ محبت کو سمجھا ہی نہیں ورنہ

پابندیِ انساں ہی آزادیِ انساں ہے

تو جو اللہ تعالیٰ کے خلاف چل رہا ہے وہ شیطان کی قید میں ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی مان کر چل رہا ہے وہ رحمن کی قید میں ہے قیدی سب ہیں یہ فریڈم کانفرہ بے وقوفی ہے کوئی آزاد نہیں ہے ایک آدمی رائٹ ہینڈ (سیدھے ہاتھ) سے کھاپی رہا ہے تو اس کو کیا کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے اور ایک لیفٹ ہینڈ سے کھا رہا ہے تو یہ شیطان کا قیدی ہے تو آزاد کون ہے؟ کوئی آزاد نہیں ہے لیکن فرق کب ظاہر ہوگا کہ جب یہ مرے گا تو کیا ہوگا؟ رحمن کا قیدی آزاد ہو جائے گا اور شیطان کا قیدی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تو فرمایا من اتبع نفسہ ہواھا کہ بے وقوف انسان وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں لگا ہوا ہے و تمنیٰ علی اللہ اور اللہ تعالیٰ پر تمنا نہیں کرتا ہے اور جنت کی خواہش بھی رکھتا ہے کہ جنت الفردوس میری ہے کلمہ پڑھ لیا اب کیا ہے درمیان میں کچھ بھی ضرورت نہیں ہے بس آخری بات کہہ کے ختم کرتا ہوں۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ہردوئی شریف والے) حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! جنت کا ٹکٹ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے ٹکٹ تو ہمارے پاس ہے اب اتنی محنت کہ نمازیں پڑھو تقویٰ سے رہو گناہ سے بچو اور یہ کرو وہ کرو اس کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت نے بڑی پیاری بات کہی فرمایا کہ بھئی! ایک آدمی ٹرین میں سفر کرے اور فرسٹ کلاس کی ٹکٹ خرید لے لیکن کوئی خاص تیاری سفر کی نہیں ہے بس ایک دیہاتی کی طرح کپڑا باندھا اوپر بھی کپڑا نہیں نیچے بھی کپڑا نہیں ویسے ہی چلا گیا جوتی بھی نہیں ہے اور ٹکٹ تو ہے فرسٹ کلاس کا چنانچہ ڈبے میں بیٹھ گیا تو کیا ہوگا پولیس مین آئے گا اور آتے ہی اس کو کھڑا کرے گا اوے! کھڑے ہو جاؤ! تم یہاں کدھر گھس گئے چلو وہاں

پچھے چلو دھکے دے گا اس کو یہ کہے گا نہیں میرے پاس ٹکٹ ہے ٹکٹ دکھائے گا تو کہے گا چلو اچھا! بیٹھ جاؤ اور تھوڑی دیر کے بعد ٹکٹ کلکٹر آئے گا وہ آتے ہی پہلے گالی دے گا اس کو او بے وقوف! تجھے کس نے کہا تھا اس ڈبے میں آ جا اس کپاٹمنٹ میں کیا کر رہا ہے تو اپنا حلیہ تو دیکھ چل تھرڈ کلاس میں تو پھر کوئی مسافر آئے گا جس کو سیٹ (Seat) نہیں مل رہی ہوگی وہ کہے گا یہی میری سیٹ (Seat) پر بیٹھا ہے خوب اس کا کان کھینچے گا اور کھڑا کرے گا کہ میری سیٹ (Seat) ہے اس کو ٹکٹ دکھا کر مطمئن کرے گا فرسٹ کلاس میں سفر تو کیا لیکن دھکے کھا کر اور ذلت کے ساتھ اسی طرح کلمہ ضرور جنت کی کنجی ہے اور جنت کا ٹکٹ ہے لیکن اگر اس کے ساتھ نماز نہیں ہے روزہ نہیں حج نہیں زکوٰۃ نہیں تقویٰ نہیں گناہوں سے پرہیز نہیں تو جنت میں تو چلا جائے گا لیکن ذلت کے ساتھ یہ نماز روزہ وغیرہ کی زینت کے ساتھ جاتا تو اس کو پروٹوکول ملتا کہ یہ فرسٹ کلاس کی سواری ہے فرسٹ کلاس میں بیٹھاؤ۔ مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

جوں سُدی زیبا بدان زیبا رسی

جب تو نے زیبائش و آرائش کر لی ہے تیاری کر لی ہے تو اب اس جمال والے مولیٰ کے پاس جا وہاں تجھے پروٹوکول ملے گا ویکم ہوگا اور اگر یہ نہیں ہے تو جائے گا تو ضرور جنت میں اس لیے کہ ٹکٹ موجود ہے لیکن جہنم کے دھکے کھا کر جائے گا جس طرح وہ ٹرین میں فرسٹ کلاس کا ٹکٹ والا بغیر تیاری کے ایسے ہی جنگل سے اٹھ کر آ کر بیٹھ گیا اگرچہ ٹکٹ فرسٹ کلاس کی ہے لیکن تمام راستے میں دھکے کھاتا ہوا پہنچے گا اسی طرح یہ بھی جنت میں تو پہنچ جائے گا لیکن ہر مقام پر بے عزت ہوگا دھکے کھا کر پہنچے گا۔

تو میرے دوستو! موت کے بعد کے لیے اعمال کا ذخیرہ جمع کرو موومن کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے کو ذلیل کرے موومن کو چاہیے کہ یہیں سے تیار ہو کر جائے جو نبی مرے فرشتے کہیں ”سَلَامٌ عَلَیْكُمْ طَبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ“ (سورۃ الزمر آیت ۷۳) بس اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حاجی سلیمان صاحب کے مکان پر

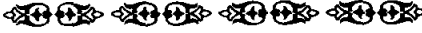
جمعہ کے بعد حاجی سلیمان صاحب کے گھر پر دعوت تھی ماشاء اللہ ان کا گھر بہت بڑا تھا اور اس میں بھی رنگ برنگ پرندے رکھے ہوئے تھے دو پہر کے کھانے پر کئی علماء اور معززین کو بھی بلایا ہوا تھا بہت پر تکلف دعوت تھی جو انڈیا اور افریقہ کی ڈشوں سے سجائی گئی تھی۔

حاجی سلیمان صاحب کے فارم پر

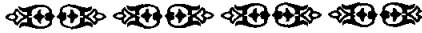
کھانے کے بعد حاجی سلیمان صاحب اپنی گاڑی میں حضرت شیخ اور رفقاء کو اپنے فارم کی سیر کرانے کے لیے گئے جو کئی کلومیٹر میں پھیلا ہوا تھا اور اس میں ہرن نیل گائے زیرے کھلے عام پھر رہے تھے ہرن کی ایک خاص نسل ان کے پاس تھی جن کے قد گائے جتنے تھے بہر حال وہاں سے گھومتے پھرتے عصر کی نماز میں مسجد آئے اور عصر کی نماز ادا کی۔

کفوئے (Kafue) شہر میں

مغرب سے پہلے Kafue شہر پہنچے جہاں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے ایک متوسل اور تمیزد جناب مولانا حضرت حافظ ابراہیم جادا صاحب رہتے تھے یہ پہلے عالم تھے جو اس ملک میں آئے تھے اور دینی خدمات کی بنیاد رکھی تھی اب بہت ضعیف ہو چکے تھے جنہیں سہارے سے مسجد میں لایا جاتا تھا اور کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے ان کے فرزند ان بھی علماء اور صلحاء تھے یہاں کی مسجد میں مغرب کے بعد حضرت شیخ کے بیان کی ترتیب تھی چنانچہ حضرت شیخ سیدھے مسجد ہی پہنچے وہیں مولانا کی زیارت اور ملاقات ہوئی ان کے حکم پر نماز بھی حضرت شیخ نے پڑھائی اور اس کے بعد حضرت شیخ کا بیان ہوا بیان میں کافی مجمع تھا بلکہ بہت سے احباب لوساکا (Lusaka) سے بھی آئے ہوئے تھے کیونکہ یہ لوساکا (Lusaka) سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا مولانا بھی بڑی توجہ سے بیان سنتے رہے۔



اچھے اخلاق کی تعریف اور سرکارِ دو عالم
کے اخلاقِ مبارکہ کی ایک جھلک



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حلیل احمد خاں اہل سنت کاظم

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام Kafue مسجد

وقت بعد مغرب

بتاریخ 19 مارچ 2010ء

ناشر:

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر
0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَدَنَنَا وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ.

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتق اللہ حیث ما کنت واتبع السیئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن او کمال قال علیہ الصلوۃ والسلام. صدق اللہ وصدق رسوله النبی الکریم.

میرے محترم بزرگوار دوستو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو تین نصیحتیں فرمائیں تین ایسی نصیحتیں کیں کہ اگر آج انسان اس پر عمل کر لے تو انسان Perfect انسان اور Perfect مسلم اور کامل مسلمان اور مؤمن بن سکتا ہے۔

پہلی نصیحت

نمبر ایک نصیحت فرمائی اتق اللہ حیث ما کنت تقویٰ اختیار کر گناہ چھوڑ دے ایمان کو خراب کرنے والی چیز گناہ ہے گناہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے شیطان ہمارے ایمان تک پہنچتا ہے اور ایمان کو خراب کرتا ہے اس لیے ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدمی ایک گناہ کرتا ہے تو دل میں ایک سیاہ نشان لگتا ہے ایمان کی جگہ دل ہے ایمان ہاتھ میں نہیں ہوتا سر میں نہیں ہوتا پیٹ میں نہیں ہوتا ایمان یہاں ہوتا ہے یہ جگہ ہے ایمان کی (سینے پہ ہاتھ مار کر فرمایا) یہ دل ہے روایت میں ہے کہ ابھی آدم علیہ

السلام کا پتلا بنا تھا اور ابھی اس میں روح نہیں ڈالی گئی تھی تو شیطان اندر داخل ہوا۔

انسان کے بارے میں شیطان کی رائے

شیطان جس کا پہلے نام عزرا زیل تھا یہ فرشتوں کا استاد تھا فرشتوں نے پوچھا استاد جی! یہ کیسی مخلوق ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے ”إِنِّى جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِیْفَةً“ (سورۃ البقرہ آیت ۳۰)

کسی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اعلان نہیں کیا جنت دوزخ عرش کرسی آسمان زمین پیدا کرنے سے پہلے کوئی اعلان نہیں ہوا لیکن جب میری اور آپ کی باری آئی پہلے اعلان کیا ”إِنِّى جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِیْفَةً“ اس سے ہمیں سبق ملنا چاہیے کہ ہم کتنے اہمورنٹ (Important) ہیں ہمارے اندر کوئی اہم صلاحیت ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمارا اعلان کیا۔

تو شیطان آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کے اندر گھوما اور کہا اس کے اندر تو کمزوری ہی کمزوری ہے ایک پیٹ ہے روٹی نہیں ملے گی تو کسی کام کا نہیں ہے دوسری چیز شہوت ہے جو ہر وقت اس کو گناہ میں لگائے گی اور تیسری چیز غصہ ہے اس میں مارے گا لڑے گا بھڑے گا اُس نے ریسرچ کر کے تین رزلٹ نکالے اگر بھوکا ہوگا اس کا دماغ کام نہیں کرے گا یہ بے کار ہے اور اس میں شہوت ہے بُرائی ہے گندگی زنا بد معاشیاں کرے گا اور اس کے اندر غصہ ہے جس کی وجہ سے مارے گا قتل کرے گا۔

فرشتوں نے کہا یہ فرشتے بھی سوال جواب کرتے ہیں کیونکہ عقل رکھتے ہیں جو چیز عقل رکھتی ہے وہ سوال جواب بھی کرتی ہے ابلیس شقی سے بھی سوال کر دیا کہ استاد جی! آپ نے جو رزلٹ نکالا ہے اس میں تو آپ نے ایسا کر دیا جیسے انسان مجموعہ برائی ہے آخر اللہ تعالیٰ نے جو اعلان کیا ہے تو کوئی خوبی تو ہوگی یہ کیا بات ہے؟ تو پھر شیطان نے کہا کہ اس کے بائیں طرف ایک بکس (Box) تھا اس پر تالا تھا میں نے بہت کوشش کی انٹر (Enter) ہو کر دیکھوں کہ اندر کیا ہے میں Enter نہیں ہو سکا اگر کچھ ہے تو یہاں پر ہے۔

انسان کی قیمت دل کی وجہ سے

یاد رکھو! میری اور آپ کی قیمت اس دل کی وجہ سے ہے اگر یہاں کفر اور گناہ کی ظلمت ہے کوئی قیمت نہیں ہے اُولَئِكَ كَمَا لَأَنْعَامٍ بَلْ هُمْ أَصْلٰ (سورۃ الاعراف ۱۷۹) فرمایا جانوروں سے بھی بدتر ہے اگر اس کے یہاں پر (دل میں) ظلمت پائی جاتی ہے اس کا یہ برتن خراب ہے خواہ کتنا ہینڈسم (Handsome) ہو کتنا خوبصورت ہو کتنا امیر و کبیر ہو کتنی اچھی فیملی کا ہو یہاں اس برتن میں گند ہے اس میں گناہ ہے کفر و شرک ہے غیر اللہ ہے کوئی قیمت نہیں ہے اس کی بتاؤ بوتل ہو اور بوتل اوپر سے بڑی خوبصورت ہو اور اندر اس کے پیشاب ہو تو آپ اس کی قیمت لگائیں گے؟

میرے دوستو! میں اور آپ چاہے کسی کو کتنا قیمتی کہیں اس کی قیمت لگائیں اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ ہم سب غلام ہیں قیمت تو مالک لگاتا ہے ہمارا مالک اللہ تعالیٰ ہے "إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" (سورۃ التوبہ آیت ۱۱) کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خرید لیا ہے جنت کے بدلے میں تو ہمارا خریدار اللہ تعالیٰ ہے قیمت اللہ تعالیٰ لگائیں گے اس لیے میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں

اگر مالک ہے ہم سے خوش تو قیمت ہماری ہے

غلاموں کی بذات خود کوئی قیمت نہیں ہوتی

غلام غلام ہے اس کی کوئی ویلیو نہیں ہے اس کی ویلیو خریدنے والا لگائے گا کہ اس کی کتنی قیمت ہے۔

مقام حضرت بلال رضی اللہ عنہ

دیکھو! حضرت بلال حبشیؓ کی امیہ بن خلف کی نظر میں کوئی ویلیو (Value) نہیں تھی وہ آتا تھا پینٹا تھا کہتا تھا مر جائے گا ناں کوئی ویلیو (Value) نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں قیمتی تھا اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیقؓ کو خریداری کے لیے بھیجا ابو بکر

صدیق کے ابا ابو قافہ نے کہا یہ کس کو لے آیا تو! کوئی خوبصورت لاتا موٹا تازہ لاتا سمجھدار لاتا تیرے کام آتا یہ کیا کالے کو اٹھا کے لے آیا ہے۔“

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا فرمایا ابا! آپ اس کے ظاہر کو دیکھ رہے ہیں میں اس کے باطن کو دیکھ رہا ہوں آپ کو ظاہر کا لانا نظر آتا ہے مجھے اندر گورا نظر آتا ہے میں نے بلال کے اندر کی قیمت لگائی ہے باہر کی قیمت نہیں لگائی۔

چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی عظمت کو دیکھتے فجر کے وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں ”الصلوٰۃ قائم“ نماز کھڑی ہونے والی ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہیں اماں عائشہ کہتی ہیں ”و الرّسولُ قائمٌ“ ماں اور بیٹے میں سوال جواب ہو رہا ہے بیٹا کہہ رہا ہے الصلوٰۃ قائمٌ ماں اندر سے کہہ رہی ہیں و الرّسولُ قائمٌ رسول اللہ ﷺ سو رہے ہیں حضرت بلال کے منہ سے کلا الصلوٰۃ خیرٌ من النّوم نماز نیند سے بہتر ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سن رہے ہیں وہیں سے آپ نے فرمایا ”اجعلہا فی اذانک یا بلال“ اے بلال! اس کو تو اپنی اذان کا حصہ بنا لے (ترمذی شریف کی حدیث ہے)

آج جو ہم فجر میں کہتے ہیں الصلوٰۃ خیرٌ من النّوم یہ حضرت بلال کا جملہ ہے جس پر پیغمبر نے مہر تصدیق اور Stamp لگائی ہے قیامت تک کے لیے تیری میری فجر کی اذان مکمل نہ ہو جب تک اس امتی کا جملہ نہ بولیں جس کے بارے میں صدیق نے کہا ابا! تو اس کا جسم دیکھتا ہے اور میں اس کا دل دیکھتا ہوں اس کا دل کتنا قیمتی ہے۔

اللہ تعالیٰ دل دیکھتے ہیں

یاد رکھو! میری اور آپ کی قیمت اس دل کی وجہ سے ہے حدیث میں آتا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو اور ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتے ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم تمہارا دل دیکھتے ہیں اور تمہاری نیتیں دیکھتے ہیں دل دیکھتے ہیں کہ اس دل میں ہمارا تعلق کتنا ہے۔

حکیم الامت کا ارشاد

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور یہ بات جس نے حکیم الامت سے سنی تھی اس فقیر نے براہ راست اُن سے سنی درمیان میں صرف ایک واسطہ ہے سند مضبوط ہے انہوں نے کہا میں اس مجلس میں بیٹھا تھا حضرت نے فرمایا ایک مولانا صاحب کو مولانا صاحب قبر میں جاتے ہی دل دیکھا جائے گا کہ اس دل میں ہماری کتنی محبت لے کر آئے ہو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ ہے فرمایا ”مولانا صاحب! مرتے ہی اللہ تعالیٰ دل دیکھیں گے دل میں ہماری کتنی محبت ہے“ تو خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ بھی بیٹھے تھے رونے لگے عرض کیا کہ حضرت! یہ محبت ملے گی کہاں سے تو ارشاد فرمایا اہل محبت کے قدموں میں رہ پڑو اور ان سے خدا کی محبت کو سیکھو۔

میرے دوستو! خدا کی محبت بھی محبت کرنے والوں سے سیکھی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کیسے پیار کرنا ہے کیسے محبت کرنی ہے ان کی عظمت و محبت کا کیا حق ہے یہ افضل محبت بتلائیں گے از خود نہیں آئے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور چرواہا

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک دیہاتی تھا اور وہ بکریاں چراتا تھا اللہ تعالیٰ کی محبت تو تھی لیکن محبت کے آداب سے واقف نہیں تھا کہ محبت کیسے کی جاتی ہے مجذوب تو تھا لیکن سالک نہیں تھا ایک دن کیا کہنے لگا کہ اے اللہ! آپ کہاں ہیں؟ آپ میرے پاس ہوتے تو میں آپ کو روغنی (دیسی گھی کی) روٹی کھلاتا آپ کے سر پہ ماش کرتا آپ کے پاؤں دباتا آپ کے لیے بستر لگاتا اور آپ کو سلاتا پنکھا بھی چلاتا مکھی بھی اڑاتا اللہ تعالیٰ آپ کہاں ہے؟ محبت ہے لیکن آداب محبت نہیں ہیں موسیٰ علیہ السلام گزرے تو یہ ساری گفتگو سنی موسیٰ علیہ السلام تو جلالی پیغمبر تھے خوب زور سے ڈانٹا کہ ہٹ! کیا کرتا ہے تو خدا کے دربار میں گستاخی کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے پاک ہیں وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں سوتے ہیں نہ تھکتے ہیں وہ مخلوق کی طرح تھوڑی ہے اور خوب ڈانٹا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلالی پیغمبر تھے نبوت سے پہلے ایک کافر کو تھپڑا مارا تو اس کا کام تمام ہو گیا اور نبوت کے بعد جب عزرائیل علیہ السلام آئے کہ جان نکالنی ہے تو ان کے تھپڑا مارا اور آنکھ نکال دی بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبل از نبوت بھی جلالی تھے اور بعد از نبوت بھی جلال نہ گیا۔

خیر! آپ کی ڈانٹ سن کر وہ چرواہا ڈر گیا اور جنگل کی طرف بھاگا روتا ہوا گریباں چاک کرتا ہوا اور کہا اللہ! مجھے معاف کر دے میں تو تیرے دربار میں گستاخی کرتا رہا میں سمجھتا رہا کہ میں تیری ہمدردی اور غم خواری کر رہا ہوں مجھے علم نہیں تھا کہ تیری ذات کیسی ہے بہت رویا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی موسیٰ علیہ السلام حکیم اللہ تھے حکیم کا مطلب ہے جب چاہے اللہ تعالیٰ سے گفتگو فرمائیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ موسیٰ ہمارے سیدھے سادھے بندے کو اتنا ڈانٹنا مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بڑے پیارے انداز میں فرماتے ہیں اللہ اکبر

موسیٰ آدابِ دانا دیگر اند

اے موسیٰ عقلمندوں کے لیے الگ آداب ہیں

سوختہ جاناں روانا دیگر اند

جو میری محبت میں جل گئے اور ان کی عقلیں بھی میری محبت میں ختم ہو گئیں ان کے لیے الگ آداب ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام اس کی تلاش میں نکلے دیکھا تو ایک جگہ دعا کر رہا ہے اور بالکل صحیح انداز میں کیونکہ پیغمبر کی ایک نظر اور ایک ڈانٹ وہاں پہنچا دیتی ہے جہاں آدمی لاکھوں سال میں نہیں پہنچتا یہ پیغمبر کی نظر کی تاثیر ایسی ہے یہ صحابیت کا مقام کیا ہے کہ پیغمبر کی نظر پڑی اور اسی ایک نظر میں ایمان کی وہ کیفیت مل جاتی ہے کہ دوسرا کروڑ

سال میں بھی عبادت و ریاضات کے ذریعے وہ کیفیت حاصل نہیں کر سکتا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا بھی! میں معذرت کرنے آیا ہوں میں نے بہت ڈانٹا تجھے تو وہ رونے لگا کہا آپ کی ڈانٹ نے تو مجھے خدا تک پہنچا دیا مجھے خدا کی معرفت حاصل ہوگئی میں پہنچانے لگا میرا اللہ کیا ہے مجھے نہیں معلوم تھا اب میں پہچان گیا ہوں۔

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یارب

تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگ در پہ مرنا

(مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم)

گناہ اور نیکی کا اثر دل پر

میرے دوستو! حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت فرمائی تقویٰ اختیار کر گناہ چھوڑ دے اس لیے کہ گناہ کا اثر دل پر پڑتا ہے۔

ہاتھ سے گناہ کرو گے اثر دل پر ہوگا زبان سے گناہ کرو گے اثر دل پر ہوگا آنکھ سے کرو گے زبان سے کرو گے کان سے گناہ کرو گے اثر دل پر ہوگا ہر گناہ کا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے تو دل کا جو پاٹ (برتن) ہے وہ خراب ہوگا اور اسی میں ایمان رکھا ہوا ہے تو ایمان پر اثر ہوگا یا نہیں دوستو؟ آپ نے کسی پاٹ (pot) میں کوئی قیمتی چیز رکھی ہوئی ہے کوئی آکل رکھا ہوا ہے یا بڑا قیمتی عطر رکھا ہوا ہے اور اسی پوٹ میں آپ گندگی ڈال دیں تو بتائیے اس پر اثر ہوگا یا نہیں ہوگا پوٹ تو ایک ہی ہے ناں! الگ الگ تھوڑی ہے کہ گناہ کے لیے الگ کوئی جگہ ہو کر دے گے ہاتھ سے لیکن اثر دل پر آتا ہے اُس کا اسی طرح ہم نے نماز پڑھی نماز میں اعضاء بدن استعمال ہوئے لیکن نور دل میں آیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان کے سات اعضاء نماز پڑھتے ہیں دونوں ہاتھ نماز پڑھتے ہیں دونوں پاؤں نماز پڑھتے ہیں پیشانی نماز پڑھتی ہے دونوں گھٹنے نماز پڑھتے ہیں تو فرمایا کہ سات اعضاء سے آدمی سجدہ کرتا ہے اور نماز کا سب سے اونچا رکن سجدہ ہے تو استعمال تو اعضاء ہوئے لیکن اس کا اثر دل پر پڑا کہ نور یہاں آ رہا

ہے تو اسی طرح معصیت تو ظاہری اعضاء سے ہوئی اور اثر دل پر پڑتا ہے۔

حیث ماکنت کی قید

تو پہلی نصیحت فرمائی اتق اللہ حیث ماکنت کہ گناہ سے بچ جہاں بھی ہو خلوت میں ہو جلوت میں ہو مارکیٹ میں ہو مسجد میں ہو بچوں کے ساتھ ہو بڑوں کے ساتھ ہو اپنوں کے ساتھ ہو غیروں کے ساتھ ہو یہ حیث ماکنت کی قید لگادی ایسا نہیں مسجد میں ہیں تو تقویٰ سے ہیں حیث ماکنت کہ اگر مارکیٹ میں ہے تو وہاں پر بھی گناہ سے بچ میرے شیخ مزاح میں فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ مارکیٹ میں جا کر مارپیٹ شروع کر دے خوشی میں ہے تو وہاں گناہ سے بچنے کی میں ہے تو وہاں بھی گناہ سے بچے اس لیے نکاح کے موقع پر نکاح سے پہلے جو خطبہ پڑھا جاتا ہے اس میں تین آیتیں تقویٰ کے متعلق پڑھی جاتی ہیں علماء فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ نکاح میں اس لیے یہ تین آیتیں پڑھیں کہ یہاں اس موقع پر بھی تقویٰ اختیار کرو ایسا نہیں ہے کہ برادری کے چکر میں خدا کو ناراض کر دو ایک اللہ والے نے بڑی عجیب بات کی کہ شادی کے موقع پر سب کو منایا جاتا ہے اگر حاجی ناراض ہو تو سب منانے جارہے ہیں سر ناراض ہیں تو اس کو منانے جارہے ہیں انکل ناراض ہیں منانے جارہے ہیں آنٹی ناراض ہے منانے جارہے ہیں تو اس اللہ والے نے فرمایا کہ اگر فکر نہیں تو اللہ تعالیٰ کی فکر نہیں ہے۔

تقویٰ اختیار کر گناہ سے بچ اور گناہ سے اللہ تعالیٰ کے لیے بچ لوگوں کے لیے نہیں کہ لوگ کیا کہیں گے اس لیے چھوڑ دو گناہ یہ تقویٰ نہیں ہے یہ لوگوں کا خوف ہے لوگوں میں میری بدنامی ہوگی کہ لوگ کیا کہیں گے مولانا صاحب ہیں حاجی صاحب ہیں مفتی صاحب ہیں فلاں صاحب ہیں اور یہ گناہ کر رہا ہے تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے گناہ نہ کرے اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے تو پھر نہ خلوت میں گناہ کرے گا نہ جلوت میں کرے گا کیونکہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ ہے اگر مخلوق کی وجہ سے گناہ نہیں کرتا تو جب مخلوق نہیں ہوگی تو فوراً گناہ کرے گا۔

دوسری نصیحت

لیکن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ امت بہت کمزور ہے کچھ کوتاہیاں ہو جائیں گی تو اگلا قدم (Step) بتایا ”اتبع السینۃ الحسنۃ تمحہا“

کہ اگر تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً اُس کے پیچھے نیکی کرتا کہ گناہ کا اثر مٹا دے وہ دل پر جو نشان لگا تھا فوراً نیکی کرو تا کہ اس کا اثر زائل ہو جائے سیاہی دور ہو جائے وہ بلیک چیز وائٹ ہو جائے وہ کالا دل سفید دل ہو جائے جیسے آدمی کے کہیں سیاہی گر جاتی ہے تو فوراً وہ ریووور (Remover) پھیرتا ہے تا کہ اس کا نشان ختم ہو جائے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں بتایا کہ اول تو ایسی ہمت کرو کہ گناہ نہ ہونے پائے لیکن اگر خدا نخواستہ کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً اس بُرائی کے پیچھے نیکی لگا دو یعنی کوئی نیکی کرو صحابہ نے پوچھا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کلمہ طیبہ بھی نیکی ہے فرمایا کلمہ طیبہ تو بڑی نیکی ہے وضو کرو اور صدقہ خیرات کرو دو رکعت نفل پڑھ لو تلاوت کرو ذکر کرو تو اُس کے دو فائدے ہوں گے ایک تو گناہ کا نشان مٹ جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ کہ پھر دوبارہ گناہ کرنا مشکل ہو جائے گا نفس کو نیکی کی وجہ سے تکلیف ہوگی اور اس کو ریووور (Remove) کرنے کے لیے بڑی محنت کرنی پڑی ہے تو اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ امت کے مزاج کو کون سمجھ سکتا ہے کہ جب تم اس فکر میں پڑو گے کہ گناہ ہو گیا میں کوئی نیکی کر لوں تا کہ گناہ کا اثر ختم ہو جائے تو آئندہ گناہ کے لیے ہمت نہیں کرے گا اور جب فکر ہی نہیں ہے تو کئے چلے جا رہے ہیں اس لیے فرمایا کہ اول تو گناہ ہی نہ کر اگر ہو جائے فوراً نیکی کر لے استغفار کر لے تو بہ کر لے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔

عجیب مثال

میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے اس کی عجیب مثال دی فرمایا کہ آپ جب دریا سے مچھلی کو باہر نکالتے ہیں تو وہ واپس

جانے کے لیے کیسے جمپ (Jump) لگاتی ہے تاکہ واپس پانی میں پہنچ جائے اگر وہ جمپ لگاتی رہے تو وہ پانی تک پہنچ جائے گی جتنی دیر ہوتی جائے گی اس میں جمپ کرنے کی طاقت ختم ہوتی جائے گی۔

میرے شیخ نے فرمایا گناہ کے بعد اگر فوراً توبہ پر آ گیا تو یہ اس مچھلی کی طرح ہوگا جس نے پھسنے کے بعد تڑپ کر دریا میں چھلانگ مار دی ہو تو نفس و شیطان کے جال میں پھسنے کے بعد تڑپ جاؤ اور فوراً توبہ استغفار کر کے اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب میں آ جاؤ ہمت کرو دیر کرو گے کہ کل توبہ کریں گے پرسوں کر لیں گے ایک گناہ اور بھی کر لیں دیر کرنے سے توبہ کی طاقت تڑپنے کی طاقت و صلاحیت ختم ہو جائے گی اور کمزور ہو جاؤ گے توبہ کرنا بھی چاہے گا تو نہیں کر سکے گا دل چاہے گا کہ میں توبہ کروں لیکن ہمت ہی نہ ہوگی مسلسل معصیت پر اصرار اور اس کی نحوست سے یہ حالت ہو جاتی ہے کہ لفظ توبہ ہی زبان سے نہ نکلے گا اگر پہلے ہی ہمت کر لیتا تو دریا قریب تھا شیطان گھسیٹ کے دور لے گیا دوسرا گناہ کرایا تو اور دور ہو گئے! تیسرا کرایا تو اور دور ہو گئے چوتھا کرایا تو اور دور ہو گئے تو خدا سے فاصلہ بڑھتا چلا گیا جب فاصلہ بڑھ گیا تو اب واپس آنا آسان تھوڑی ہے یاد رکھو! فوراً توبہ کریں تو فیتق کا دروازہ کھلا ہوتا ہے گناہ کے فوراً بعد بھی تو فیتق کا دروازہ کھلا ہے فوراً توبہ کر لے فوراً معافی ہو جائے گی اور اگر دیر کی راستہ بنا اب اگلا کیا اور اگلا کیا یہاں تک کہ اسٹمپ (stamp) مہر لگادی جاتی ہے تو دوسری نصیحت کیا ہے ”اتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّهَا“ کہ گناہ کے پیچھے فوراً نیکی لگا دے وہ اس کو مٹا دے گی۔

تیسری نصیحت

اور تیسری نصیحت کیا فرمائی ”وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقِ حَسَنٍ“ کہ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھو اچھے اخلاق سے پیش آؤ مخلوق کے ساتھ بھلائی اور صبر اختیار کرو کسی کو حقیر نہ سمجھو معمولی نہ سمجھو پتہ نہیں اللہ تعالیٰ نے کس کے اندر کیا چیز رکھی ہے جو

میرے اور آپ کی نظر میں نہ ہو لیکن خدا کی نظر میں ہو۔

عابدہ بڑھیا کا قصہ

آپ دیکھئے! بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر نیچے دو حدیثیں نقل کی ہیں پہلے ایک بڑھیا کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بلی نے اس بڑھیا کا دودھ پی لیا وہ بہت غصے میں آگئی وہ بہت نیک تھی اس کے دماغ میں یہ چیز تھی کہ میں بہت نیک ہوں وی آئی پی شخصیت ہوں اس بلی کو جرات کیسے ہوئی کہ میرا دودھ پئے۔

تو اس بڑھیا کو غصہ آیا اور اس بلی کو پکڑ لیا تو کوری میں بند کر دیا بلی رو رہی ہے میاؤں میاؤں کر رہی ہے کھانا مانگ رہی ہے پانی مانگ رہی ہے تین دن تک تڑپتے تڑپتے مر گئی جب آپ ﷺ کے زمانے میں سورج گرھن ہوا تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے قبلے کی دیوار میں جہنم دیکھی اور اس جہنم میں میں نے اس بلی اور بڑھیا کو دیکھا کہ بلی اس بڑھیا کو نوچ رہی تھی یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

ساری نیکیاں ختم کہ میری مخلوق کو یہ ایذا؟ نیکی کی توفیق تو میں نے دی تھی تو نے کیا کیا میری دی ہوئی توفیق پر گھمنڈ کر کے میری مخلوق کو ایذا پہنچائی۔

طوائفہ کا قصہ

اور دوسری روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک طوائفہ جا رہی ہے بُرائی کرنے کے لیے بد معاشی کرنے کے لیے (اس کی معاشرتی زندگی خراب تھی) تو راستے میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک کنویں کے ارد گرد کتا بھاگ رہا ہے پیاس کی وجہ سے اور پانی کے لیے ترس رہا ہے پانی کنویں کی گہرائی میں تھا وہ عورت کھڑی ہو گئی اس نے اپنی خوبصورت چادر اتاری چادر پھاڑ کر اس نے رسی بنائی اور اپنی جوتی کو اس میں باندھا اور پانی میں ڈال دیا اور اُس سے پانی نکال کر ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر اس میں پانی جمع کرتی رہی جب اس کتے نے پانی پی لیا تو اس کی طرف ایسے کر کے دیکھا جیسے اس عورت کا شکریہ ادا کر رہا ہو اس کو ٹھیکس (Thanks) کہہ رہا ہو اللہ تعالیٰ

آسمانوں سے دیکھ رہے تھے بس فوراً توفیق تو بہ دے کر اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اخلاق کی حقیقت

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ کا قول امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا کہ اخلاق تین چیزوں کا نام ہے بطالوجہ کشادہ روی چہرے پر مسکراہٹ۔ 'بذل المعروف' دوسروں کے ساتھ بھلائی اور اچھائی کرنا 'کف الاذی' کسی کو تکلیف نہ دینا اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مخلوق کی ایذاؤں پر صبر کرنے کا نام اخلاق ہے کہ کوئی تکلیف پہنچ جائے تو صبر سے کام لو دیکھئے! مکہ فتح ہو گیا صحابہ کی جماعت کی طرف سے آواز لگ رہی ہے "اليوم يوم الملحمة اليوم" آج جنگ کا دن ہے آج بد لے کا دن ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں آپ نے سنا میرے صحابہ کیا کہہ رہے ہیں کہ آج جنگ کا دن ہے آج بد لے کا دن ہے آپ نے فرمایا سنو! تو خاموشی طاری ہو گئی اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز وادی مکہ میں گونجی! سنو میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اعلان کرتا ہوں اليوم يوم المرحمة اليوم المرحمة آج رحمت کا دن ہے آج معافی کا دن ہے آج بد لے کا دن نہیں ہے آج رحمت کا دن ہے میں نے معاف کر دیا سب کو کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

جھگڑنا دلیلِ غفلت

میرے دوستو! یہ اخلاق پیغمبر ہیں اور یہ گفتار پیغمبر ہے کہ آپ نے فرمایا خالص الناس بخلق حسن کہ لوگوں سے اچھے اخلاق برتو ہر وقت جھگڑنا چھوٹی چھوٹی بات پر اُجھنا یہ دلیل ہے کہ اس کو خدا یاد نہیں ہے۔

میرے دوستو! رب یاد ہو اللہ تعالیٰ یاد ہو تو آدمی مخلوق کے حسدوں میں نہیں پڑتا کیونکہ آدمی سوچتا ہے میری منزل جارہی ہے میرا مولیٰ جارہا ہے اس لیے کہتے ہیں اس دل کو نہ کسی کی محبت میں الجھاؤ اور نہ کسی کی نفرت میں ساؤ کیونکہ محبت میں الجھے

گاتب بھی مولیٰ نہیں ملے گا نفرت میں اُلجھے گاتب بھی مولیٰ نہیں ملے گا۔ میرے شیخ
 دامت برکاتہم کا یہ شعر پڑھتے جاؤ اور آگے بڑھتے جاؤ۔
 ہٹو مری نظروں سے امواج رنگیں
 یہ کشتی پیا کے مگر جارہی ہے
 والد مرحوم کا تذکرہ

ہمارے والد مفتی نیاز محمد صاحب ترکستانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے پہلے ان
 کا کچھ ذکر خیر کرتا چلوں ہمارے والد صاحب چین سے تعلق رکھتے تھے چین کے صوبہ
 شجا نگ کے رہنے والے تھے وہاں سے دس اسٹوڈنٹ دیوبند میں آئے تھے حصول
 تعلیم کے سلسلے میں جن میں ہمارے والد صاحب بھی تھے ہمارے والد صاحب رحمۃ
 اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور حضرت مدنی نے حضرت مولانا
 سید محمد بدر عالم میرٹھی کی درخواست پر بہاولنگر پاکستان بھیجا تھا فرمایا تھا کہ آپ چین
 واپس نہیں جاسکتے وہاں کمیونسٹ آگئے ہیں آپ بہاولنگر چلے جاؤ اور بہاولنگر بھیجنے کی
 حکمت بھی عجیب تھی فرمایا دیکھو! آپ کو اردو صحیح نہیں آتی کیونکہ پہاڑی علاقے کے ہوتو
 ایسے علاقے میں نہ جانا جہاں لوگ اچھی اردو بولتے ہوں بلکہ ایسی جگہ جانا جہاں کی
 زبان اردو نہ ہو تو پنجاب کے علاقے میں آئے جہاں لوگوں کی اردو بھی دیکھی تھی تو کام
 اچھا چل گیا اللہ والوں کی بزرگوں کی استادوں کی نصیحت بھی عجیب ہے اس لیے حضرت
 مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد صاحب کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ
 علیہ کے مشورے سے بہاولنگر لے آئے بعد میں حضرت میرٹھی چلے گئے تو مدرسہ والد
 صاحب کے حوالے کر گئے پچاس سال الحمد للہ! والد صاحب نے خدمت کی جب ۴۴ء
 میں حضرت والد صاحب بہاولنگر آئے تو بالکل کفر کا ماحول تھا ہندو اور سکھ زیادہ تھے
 ۴۷ء کے بعد وہ لوگ انڈیا چلے گئے اور مسلمان بکثرت وہاں آ کر آباد ہوئے۔

الحمد للہ! تبلیغی جماعت کے بھی اس علاقے میں سب سے پہلے امیر ہمارے والد

صاحب تھے ۱۹۵۰ء کا جو پہلا اجتماع رائے وٹڈ میں ہوا اس میں بہاولنگر سے حضرت والد صاحب جماعت لے کر گئے تھے اس میں حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر سال جایا کرتے تھے جب تک اُن میں ہمت تھی بعد میں بہت ضعیف ہو گئے تھے تو جانا چھوڑ دیا۔

والد صاحب کا ارشاد

تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے پوری زندگی شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کو سامنے رکھتے ہوئے بسر کی ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ آسائش دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف ست

بادوستاں مروّت با دشمنان مدارا

کہ دنیا و آخرت کی ساری آسائش (راحتیں) دو حرفوں میں بند ہیں کہ دوستوں کے ساتھ مخلصانہ تعلق رکھو اور دشمنوں کے ساتھ بھی ظاہری رابطہ رکھو تا کہ تمہاری منزل کھوئی نہ ہو۔

ہر ایک سے اُلجھتے پھرو گے منزل ماری جائے گی جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی جہاں سے فقیر کی فراغت ہے کے بانی حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے رفقاء اور علمائے کرام کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ چاند سے سبق لیا کرو کہ جب چاند چودھویں رات کا ہوتا ہے تو اس رات کتے بہت بھونکتے ہیں بھوں بھوں کرتے ہیں لیکن چاند نے کبھی رُک کر نہیں کہا کہ اوکتو کیوں بھونکتے ہو وہ چلتا رہتا ہے (ہمہ اوقات مجو گردش) کیونکہ اس کی منزل رہ جائے گی تو حضرت بنوری فرماتے تھے کہ جس طرح چاند راستوں میں بھونکنے والے کتوں کی وجہ سے رُکتا نہیں ہے تو تمہیں کوئی کچھ بھی کہتا رہے اپنی منزل پر نظر رکھو اور راستوں میں الجھومت چاند کی طرح تم منزل پر پہنچ جاؤ گے اور کتے بھونکتے ہی رہ جائیں گے۔

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
شش اپنا کام کرتا ہی رہا

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جو تین نصیحتیں فرمائی کہ اس کو مضبوطی سے پکڑ لو میرے دوستو! میرے نوجوان ساتھیو! ان شاء اللہ اپنے ایمان کا حال خود دیکھ لو گے کیا بنتا ہے پھر تمہارے اس نور سے کفر کی ظلمتیں ختم ہو جائیں گی کہتے ہیں مؤمن کے دل میں جو نور ہوتا ہے وہ لائٹ کی طرح ہے جب کہیں سے گزرے گا ہر جگہ روشن ہو جائے گی لوگوں کے دل میں خود بخود اچھائیاں آنا شروع ہو جائیں گی اس لیے کہتے ہیں ایک اللہ والا کہیں بیٹھ جائے تو پوری مخلوق کے دل سیدھے ہونا شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ اس اللہ والے کا نور اثر کرتا ہے بس اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کرامت ہے تری تیرے رندوں میں اے ساقی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں سے خانہ بن جائے
وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مولانا جادا صاحب کے مکان پر

عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر مولانا حافظ ابراہیم جادا صاحب کے مکان پر عشاء کی انتظام تھا کافی وسیع انتظام تھا کھانا کھانے کے بعد مولانا جادا صاحب نے مدنی صاحب کی ملاقات اور ان کے کچھ واقعات سنائے مولانا اس ملک میں آنے والے ابتدائی لوگوں میں سے ہیں۔

تھوکنے والا ناگ (Spitting Cobra)

اور ایک تھوکنے والے سانپ کا قصہ سنایا یہ سانپ اس ملک میں بہت پایا جاتا ہے اور یہ اپنی دم پر آدمی کے قد کے برابر کھڑا ہو جاتا ہے اور دور سے زہر پانی کی دھارتک پھینکتا ہے جو تقریباً 20 فٹ تک جاتا ہے اور اس کا نشانہ آدمی کی آنکھ ہوتی

ہے جس سے انسان کی آنکھیں ضائع ہو جاتی ہیں تو مولانا نے بتایا جب میں یہاں پر آیا تو ایک دن گھر کی لکڑیوں میں ایک ڈیڑھ میٹر لمبا سانپ مجھے نظر آیا جس کی دم باہر کی طرف تھی میں نے دم پر لکڑی ماری تو وہ بھاگا میں سمجھا شاید باہر چلا گیا ہے میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ دس فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا جو نبی میں نے دیکھا تو اس نے زہر پھینکا جو میری آنکھوں میں گرا مجھے ایسا لگا جیسے میری آنکھیں ختم ہو گئیں سخت تکلیف ہوئی اور میں نے شور مچایا تو قرب و جوار کے افریقی لوگ دوڑے ہوئے آئے انہوں نے سب سے پہلے سانپ کی خبر لی اور پھر جلدی سے دودھ لاکر میری آنکھوں میں ڈالا جس سے ضائع ہونے سے تونج گئیں لیکن کمزور ہو گئیں اگرچہ اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا لیکن اس کی تکلیف اب بھی ہوتی ہے۔

راقم اختر غازی عرض کرتا ہے کہ میں اس کے بعد بہت ہی ڈرنے لگ گیا رات کو خوف سے رسی بھی سانپ معلوم ہوتی تھی۔

وہاں سے کھانا کھا کر رات ہی کو لوساکا (Lusaka) کے لیے روانہ ہو گئے اور ایک گھنٹے میں بھائی سلیمان صاحب کے گھر پہنچ گئے۔

20 مارچ 2010ء بروز ہفتہ

حضرت شیخ نے معمول کے مطابق فجر کی نماز مسجد عمر میں ادا کی اور درس قرآن دیا

ناشتہ پر

سلیمان بھائی کے گھر ناشتہ پر ایک دوست نے کہا کہ فلاں صاحب ہیں بڑے صوفی اور صافی ہیں وہ دسترخواں پر خواہ کتنی ہی چیزیں ہوں وہ صرف ایک چیز کھاتے ہیں اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ تک صبر کے راستے پہنچنا چاہتے ہیں اور ہم شکر کے راستے پہنچنا چاہتے ہیں فرمایا کہ ایک صوفی تھا جو کھانے میں پانی ملا کر کھاتا تھا تاکہ کھانے کا مزے دار ہونے کا مزہ نفس نہ لے تو اس پر ایک اللہ والے نے ڈانٹا کہ جب گرم اور مزیدار کھانا کھا کر شکر کا راستہ موجود ہے تو پھر صبر کرنے کی

کیا ضرورت ہے تو حضرت شیخ نے ایک نقطہ بیان کیا کہ صبر اضطراری ہوتا ہے جبکہ شکر اختیاری ہوتا ہے اور اختیاری عبادت کا اجر غیر اختیاری سے زیادہ ہوتا ہے۔

عزیز بھائی اور نواب بھائی کے کارخانوں پر

ظہر سے پہلے عزیز بھائی کے کارخانے پر حضرت شیخ تشریف لے گئے جو موم بتیاں بنانے کی زامبیا (Zambia) میں سب سے بڑی فیکٹری ہے یہاں انہوں نے چائے سے اکرام کیا انہوں نے سارے کارخانے کی سیر کرائی حضرت شیخ نے بہت دعائیں دیں اور اس کے بعد نواب بھائی کی فیکٹری پر گئے جو کیمیکل بنانے کی تھی نواب بھائی نے بتایا کہ ایک دفعہ کیمیکل کو آگ لگ گئی تھی اور پوری فیکٹری جل گئی تھی لیکن سورۃ واقعہ اور دیگر معمولات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے اچھی بنوادی حضرت شیخ نے وہاں بھی دعا فرمائی اور دوپہر کا کھانا نواب بھائی کے گھر کھایا کچھ دیر آرام کر کے عصر کی نماز دارالعلوم کی مسجد میں پڑھی جہاں عصر سے مغرب تک حضرت کا علماء اور طلباء میں بیان تھا۔

عشاء کے بعد خصوصی مجلس اور دارالعلوم میں قیام

آج رات کا قیام دارالعلوم میں تھا جو مولانا محمد یوسف صاحب مہتمم دارالعلوم اور مولانا محمد ادریس صاحب ناظم دارالعلوم کی درخواست پر حضرت شیخ نے کیا تھا عشاء کے بعد حضرت شیخ کی قیام گاہ پر علماء طلباء اور عوام کا ایک بڑا مجمع ہو گیا اور عاشقوں کی مجلس جم گئی اس میں حضرت شیخ نے اپنے طالب علمی کے واقعات شیخ کی ضرورت اور اہمیت اور اصلاح و تزکیہ پر خوب ارشادات فرمائے جواب کتابی شکل میں "جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں بیتے ہوئے دن" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں مجلس کے بعد میزبانوں نے سب کے لیے مٹھائی اور آئس کریم کا انتظام کیا تھا جس پر حضرت شیخ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں جس پیر کے ہاں لنگرنہ ہوگا وہاں مرید لنگر انداز نہیں ہوں گے اس پر حاضرین خوب ہنسے۔

21 مارچ 2010 بروز اتوار

دارالعلوم میں درس حدیث

حضرت شیخ نے فجر کے بعد مسجد میں مختصر سادس قرآن دیا اور پھر دس بجے دارالحدیث میں تشریف لائے اور دورہ حدیث کے طلباء کو ترمذی شریف کی حدیث پڑھائی جو کہ منکرین زکوٰۃ کے قتال کے متعلق تھی جنہوں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کے زمانہ میں انکار زکوٰۃ کیا تھا اور سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان سے قتال کیا تھا اس پر بڑی سیر حاصل بحث فرمائی۔

لوسا کا (Lusaka) شہر کی سیر

اس کے بعد حضرت شیخ مولانا ادریس صاحب، بھائی نواب صاحب اور بھائی سلیمان ٹیل صاحب کے ساتھ لوسا کا (Lusaka) شہر کے مختلف جگہوں پر تشریف لے گئے سبزے کی وجہ سے شہر بڑا خوبصورت معلوم ہوتا تھا انگریز حکومت کے آثار و باقیات بھی مختلف جگہ پر موجود تھے۔

حضرت شیخ مسلمانوں کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں ایصال ثواب کیا۔

اہل یورپ کی گھناؤنی سازش

مسلمانوں کے قبرستان سے متصل عیسائیوں کا بہت بڑا قبرستان تھا جہاں مردوں کو دفنانے کے لیے ایک جم غفیر جمع تھا حضرت شیخ نے پوچھا کیا یہاں کوئی تدفین ہو رہی ہے کہ اس قدر لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ روزانہ تدفین کے لیے جمع ہوتے ہیں اس لیے کہ سو کے قریب افریقی روزانہ لوسا کا (Lusaka) میں مرتے ہیں حضرت شیخ نے بڑی حیرت سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عجیب داستان بتلائی کہ جب سے انگریزوں کو افریقہ کے ان ملکوں سے حریت پسندوں نے بے دخل کیا ہے اور ان ممالک کی قیمتی دولت یہیں کے باسیوں کے ہاتھ لگی ہے تو اہل

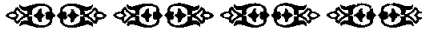
یورپ نے بڑی گھناؤنی سازش تیار کی ان کے سائنس دانوں نے ایڈز کی بیماری کے جراثیم پہلے بندروں میں چھوڑے اور ان کے ذریعے انسانوں میں منتقل کیے پورے خطے پر یہ بیماری مسلط ہے جو بہت تیزی سے افریقی نسل کو ختم کر رہی ہے اس لیے یہاں انسان کی اوسط عمر 35 سال ہے اور واقعی وہاں بوڑھے بہت کم نظر آتے تھے۔

انہوں نے بتایا کہ افریقہ کے نوجوان محنت کر کے مختلف علوم اور فنون میں ڈگریاں حاصل کرتے ہیں پھر فارغ ہو کر ملک کی مشینری کا حصہ بنتے ہیں اور خاص طور پر قدرتی وسائل کو اپنے مسلک کے لیے مفید بنانے کے لیے جب کردار ادا کرنے لگتے ہیں تو ایڈز کی بیماری انہیں موت کے حوالے کر دیتی ہے جس کی وجہ سے اب بھی یہ ممالک ان وسائل کے نکالنے اور کارآمد بنانے میں اہل یورپ کے محتاج ہیں اور اس فیلڈ میں اہم آدمی انہی کے ہیں اس لیے زیادہ تر خام مال نکال کر یورپ وغیرہ لے جایا جاتا ہے جو اونے پونے دام میں یورپ والے خرید لیتے ہیں۔

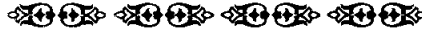
جامعہ واپسی

ظہر کے وقت تک لوساکا (Lusaka) کا دورہ کر کے جامعہ دارالعلوم لوساکا (Lusaka) واپس تشریف لے آئے ظہر کی نماز کے بعد ایک صاحب کے ہاں ظہرانہ تھا وہاں تشریف لے گئے پھر کچھ آرام فرمایا پھر مغرب کی نماز مسجد عمر میں ادا کی جہاں بیان فرمایا۔

یارب ترے سوا تو کہیں بھی اماں نہیں
تو جس کا نہیں اس کا یہ سارا جہاں نہیں
مدت کے بعد کھل گئی اختر یہ حقیقت
رب مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں



حب الہی



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حبیب اللہ احمد خان دہلوی

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مسجد عمر

وقت بعد مغرب

بتاریخ 21 مارچ 2010ء

ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختریه
جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر
0300-6939953
www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ
 عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ
 يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَدَنَانَا
 وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا بَعْدُ
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.
 وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم أحب من شئت فانك
 مفارقة. او كما قال عليه الصلوة والسلام صدق اللہ
 وصدق رسوله النبی الکریم.

ایمان والوں کی علامت

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کی
 ایک علامت بیان فرمائی ہے کہ جو ایمان والے ہیں اشد حب اللہ وہ سب سے زیادہ
 اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں ایمان والے وہ ہیں جو سب محبتوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو
 غالب رکھتے ہیں اور محبتیں بھی ہیں بیوی بچے کی محبت ہے اپنی جان کی محبت ہے مال کی
 محبت ہے کاروبار کی محبت ہے لیکن ان تمام محبتوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے
 اور اس کا پتہ کب چلتا ہے کہ جب یہ ساری محبتیں خدا کی محبت کے راستے میں رکاوٹ
 بنتی ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو غالب رکھتا ہے اور ان محبتوں کو
 مغلوب کر دیتا ہے۔

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جب گھر گیا تو ماں کو پتہ چلا کہ

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن گیا تو ماں نے قسم کھائی کہ دیکھ اگر تو رسول اللہ ﷺ کا دامن نہیں چھوڑے گا تو میں نہ کھاؤں گی نہ پیوؤں گی نہ چھت کے نیچے بیٹھو گی بلکہ دھوپ میں بیٹھ کر بھوک پیاس سے مر جاؤں گی اور پھر ہمیشہ لوگ تجھے طعنہ دیں گے کہ تیری وجہ سے ماں مری ہے۔

تو دیکھو یہاں مقابلہ ہو گیا ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور دوسری طرف ماں کی محبت تو کیا جواب دیا کہ اے ماں! اگر آپ سو بار بھی زندہ ہو ہو کر مریں میں پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (سورۃ البقرہ آیت ۱۶۵)

ایمان والے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے (جملہ خبریہ ہے) یہ نہیں کہا کہ مجھ سے محبت کرو بلکہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور انہیں سب کچھ مان لیا اور ان سے سب کچھ مانگ لیا تو پھر ان سے سب سے زیادہ محبت ہونی چاہیے۔

عہد اَلْسُنُ

عالم ارواح میں جب ہماری رو میں تمہیں جسم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے تعلق کا اظہار کیا اَلْسُنُ بِرَبِّكُمْ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ یہ بھی کہہ سکتے تھے میں تمہارا خالق نہیں ہوں؟ تمہارا مالک نہیں ہوں؟ تمہارا رازق نہیں ہوں؟ یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ رب کس کو کہتے ہیں؟ پالنے والا جو پالتا ہے اس کو رب کہتے ہیں جیسے آپ جانور پالتے ہیں مرغی پالتے ہیں گائے پالتے ہیں بھینس پالتے ہیں گدھا پالتے ہیں گھوڑا پالتے ہیں تو بتائیے وہ جانور آپ سے محبت کرتا ہے یا نہیں؟ اور آپ اس سے محبت کرتے ہو۔

آپ کو شاید تجربہ ہو یا نہ ہو ہم پنجاب کے لوگوں کو بڑا تجربہ ہے کہ جو گائے کو چارہ ڈالتا ہے وہ جب آتا ہے تو گائے دور سے دیکھ کر آواز لگانا شروع کر دیتی ہے اور اس کو اطلاع کرتی ہے کہ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا اَلْسُنْتُ بِرَبِّكُمْ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) یہ سوچنے کی بات ہے اپنی شانِ خالقیت اور دوسری شے کو ظاہر نہیں کیا کہ میں تمہارا خالق و مالک اور رازق ہوں یہ کیوں فرمایا کہ میں تمہارا پالنے والا ہوں یہ بتانے کے لیے کہ مجھے تم سے پیار ہے کیونکہ جو آدمی جس کو پالتا ہے اس کو اس سے پیار ہوتا ہے۔

فلسفہ قربانی

اس لیے قربانی کی اصل سنت یہی ہے کہ اس کو پالو سَمِّنُوا ضَحَايَاكُمْ ان کو پالو، موٹا کرو پھر جب تم ذبح کرو گے تو دو قربانیاں کرو گے ایک اپنی محبت کو قربان کرو گے ایک مال کو قربان کرو گے آج تو مارکیٹ جاتے ہیں جانور خریدتے ہیں اور لا کر ذبح کر دیتے ہیں چلو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے ورنہ قربانی کی سنت کا اصل فلسفہ یہ ہے کہ آپ اس جانور کو کچھ عرصہ پالیں گے تو اس سے آپ کو پیار ہو جائے گا تو اب جب اس کو قربان کرو گے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت حقیقی طور پر زندہ ہو جائے گی کہ اپنے بچے سے پیار تھا اس کو خدا پر قربان کر رہے تھے تو اپنے جذبات کی قربانی بھی دے رہے تھے اور اپنے بچے کی قربانی بھی دے رہے تھے۔

حب الہی

جو اللہ تعالیٰ نے اپنا تعلق ظاہر فرمایا کہ میں تمہارا پالنے والا ہوں یہ بتانے کے لیے ہے کہ مجھے تم سے پیار ہے تو جب ان کو ہم سے پیار ہے تو ہمیں بھی ان سے پیار ہونا چاہیے ہم اپنے ابا اماں سے کیوں پیار کرتے ہیں کہ انہوں نے پالا ہے ہم کو اگر بچپن میں بچے کو دوسرا گود لے تو بعد میں جب بڑا ہو جائے تو ہزار کہو یہ تمہارا ابا ہیں پالنے والے چاہے وہ نقلی ماں باپ ہوں ان سے اس کو زیادہ پیار ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کو پالا ہے اگر چہ وہ اصلی ماں باپ کے حقوق بھی ادا کرے گا لیکن اس کا طبعی رجحان اور دل کی محبت (Love) ان کی طرف ہوگی جو پالنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ہمیں کہا اَلْسُنْتُ بِرَبِّكُمْ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) میں تمہارا پالنے والا نہیں؟ عالم ارواح میں بتا دیا کہ دیکھو مجھے تم سے پیار ہے میں تمہیں دنیا میں بھیج رہا ہوں تاکہ

وہاں میرے پیار کو بھول نہ جانا۔

ماں باپ کو بچے سے پیار ہوتا ہے آپ کے ماں باپ انڈیا میں ہوں اور آپ کو یہاں بھیج دیں تو کیا مطلب ہے آپ یہاں آ کر ماں باپ کو بھول جائیں کہ دوسرے دنس میں آگئے آپ ہر وقت موقع تلاش کرتے ہیں کہ کب موقع ملے اور میں ہندوستان چلا جاؤں اور اپنے ماں باپ کی زیارت کروں مولانا جلال الدین رومیؒ بڑے پیارے آدمی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے بڑے عاشق تھے فرماتے ہیں ۔

مادراں را مہر من آموختم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے دنیا والو! اے ماؤں کی محبت پر ناز کرنے والو! اور ماؤں کی محبت پر مرنے والو! ان ماؤں کو محبت تو میں نے سکھائی ہے تم میری محبت پر کیوں نہیں مرتے؟ کیا مجھے تم سے محبت نہیں ہے میں تو اس وقت سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا ہوں جب تم بھی نہیں تھے تمہارے ماں باپ بھی نہیں تھے صرف تمہاری روحیں تھیں یہ تو دنیا میں آ کے عارضی تعلق بنا کہ کوئی تمہارا باپ بن گیا کوئی تمہارا ماں بن گئی کوئی تمہارا بھائی بن گیا کوئی تمہائی بہن بن گئی کوئی برادری والا بن گیا کوئی سرسرن بن گیا کوئی ساس بن گئی کوئی بیوی بن گئی کوئی بچے بن گئے یہاں پر تو بعد میں تعلق بنا ہے ان کی محبتوں پر تم کوناز ہے اور جو ہم نے عالم ارواح میں کہہ دیا تھا اَلْسُنُ بِرَبِّكُمْ (سورۃ الاعراف آیت 1۷۲) کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں؟ اور تم نے اقرار کیا تھا کہ اللہ آپ ہمارے پالنے والے ہیں جب میں نے دنیا میں بھیجا تو تم نے مجھے بھلا دیا ساری محبتوں کا خالق تو میں ہی ہوں۔

اہل دل کی وجہ تسمیہ

اللہ والوں کو اہل دل کیوں کہا جاتا ہے اس لیے کہ اللہ والے اپنے دل کو خالق دل پر خدا کر دیتے ہیں ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہے ایسا نہیں ہے کہ بیوی بچوں سے محبت نہیں کرتے سب سے محبت ہے لیکن خدا کی محبت زیادہ ہے جب مقابلہ ہوگا تو خدا کی محبت کو غالب کر دیں گے اِنَّهُ حُبًّا لِلّٰہِ فرمایا کہ

ایمان والوں کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت ہوتی ہے وہ خدا کے عاشق ہیں خدا پر مرتے ہیں۔

ماں کی محبت

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی ناف ماں کے ساتھ جڑی ہوتی ہے اس کو دائی کا تکی ہے یہ جو ناف کتنی ہے اس میں ایک شرط چھپی ہوئی ہے کہ اس شرط پر تمہیں ماں سے جدا کیا جا رہا ہے کہ ہمیشہ تم اپنی ماں کی محبت میں گرفتار رہنا یہ جو رسی کٹ رہی ہے تم آزاد نہیں ہو رہے یہ ہمیشہ کے لیے ایسی قید ہے جو نظر نہیں آئے گی تو بچہ ماں سے کتنی محبت کرتا ہے باپ سے زیادہ ماں سے محبت کرتا ہے۔

تعلق مع اللہ کا محل

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پہلی مرتبہ کوہ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا مزہ چکھا مست ہو گئے اور قرب کی لذت میں کھو گئے۔
خدا کے قرب کا عجیب مزہ ہوتا ہے اس کو الفاظ تعبیر نہیں کر سکتے وہ انسان کا دل جانتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور تعلق یہاں (دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) دیتے ہیں ظاہری نظر نہیں آئے گا دنیا میں تو آپ کسی کے ساتھ ”شیک ہینڈ“ کر رہے ہیں تو پتہ چلا کہ آپ کی دوستی اس کے ساتھ ہے کسی سے آپ گلے مل رہے ہیں یہ آپ کا تعلق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تعلق دل سے ہے تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے کہ ہم اپنے پیارے کو اور اپنے عاشق کو کیا دے رہے ہیں۔

از لب نادیدہ صد بوسہ رسید

من چہ گویم روح چہ لذت چشید

(حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم)

(نظر نہ آنے والے ہونٹوں سے سوسو بوسے دل کو ملتے ہیں کیا کہوں روح کیا

لذت پاتی ہے)

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک ولی کو ایک عاشق کو اس کے دل میں اپنی محبت کی جو کیفیات ڈالتے ہیں اس کا علم دوسرے ولی کو بھی نہیں ہوتا کہ اس کے دل میں کیا دیا ہے ہر ولی کی دلی کیفیات اور الوان محبت الگ الگ ہے تاکہ ایک ولی کو دوسرے ولی کی نظر نہ لگ جائے کبھی پیاروں کو پیاروں ہی کی نظر لگ جاتی ہے جس طرح سمجھدار ماں کیا کرتی ہے وہ جب بچے کو دودھ پلاتی ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ فیڈر پر کپڑا چڑھا دیتی ہے حالانکہ گھر میں کون ہے ماں ہے باپ ہے اور بچے ہیں تو کپڑا کیوں چڑھا دیتی ہے تاکہ میرے دوسرے بچوں کی نظر اس کو نہ لگ جائے باپ کی نظر نہ لگ جائے خود ماں کی نظر نہ لگ جائے چھپا کر پلاتی ہے اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو جو عطا کرتے ہیں تو ان کے دل میں عطا کرتے ہیں چھپا کر دیتے ہیں کہ کہیں ایک بندے کی نظر دوسرے کو نہ لگ جائے۔

طریقہ حصول قرب الہی

تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوہ طور پر جب قرب خداوندی کا مزہ ملا تو سوال کیا اے اللہ آپ کی محبت مجھے زیادہ کیسے مل سکتی ہے؟ میں کیسے آپ کے زیادہ قریب ہو سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح بچہ اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرتا ہے اس طرح جب بندہ میرے ساتھ کرتا ہے تو میں پھر اپنا قرب خاص اس کو عطا کر دیتا ہوں بچہ ماں کی مار ڈانٹ کھا کر بھی اس کا در نہیں چھوڑتا اسی طرح بندہ جب ہر طرح کے حالات میں مولیٰ کے در کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ قرب خاص عطا کر دیتے ہیں۔

ایک اللہ والے کا واقعہ

ہمارے شیخ نے ہمیں ایک واقعہ بہت عرصہ پہلے سنایا تیس سال پہلے طالب علمی کے زمانے میں ہم نے حضرت سے سنا کہ ایک اللہ والے لے گزر رہے تھے تو دیکھا ایک ماں اپنے بچے کو پیٹ رہی ہے چار پانچ سال کا بچہ ہے اُس کی پٹائی کر کے گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر لیا اب وہ بچہ دروازہ پیٹ رہا ہے در نہیں چھوڑ رہا اسی در پہ پڑا رہا

یہاں تک کہ روتے روتے تھک کر سو گیا وہیں مٹی میں ماں کی چوکھٹ پر سو گیا تو جب اُس کے رونے کی آواز نہیں آئی تو ماں کے دل کو گھبراہٹ ہوئی کہ پتہ نہیں میرے بچے کی پہلے تو رونے کی آواز آرہی تھی اب کیا ہو گیا جب دروازہ کھولا وہ اللہ والے دیکھ رہے تھے تو ماں نے دیکھا کہ بچہ مٹی پر سو رہا ہے اور آنسو اس کے گالوں پر ہیں تو چیخ ماری اور بچے کو اٹھا کر سینے سے لگالیا اور اندر لے گئی اس بزرگ کی چیخ نکل گئی کہا کہ اے اللہ اگر بچہ ماں کا در نہ چھوڑے تو ماں کو رحم آجاتا ہے اگر ہم بھی تیرے در پر یونہی پڑے رہیں تو تیری ذات کو بھی ہم پر رحم آجائے گا۔

کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پر ہو کیوں تیری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا
بیٹھے گا چین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پَر
گو نہ نکل سکے مگر پنجرے میں پھڑ پھڑائے جا

عاشق کا در

چھوٹی چھوٹی بات پر مولیٰ کا در چھوڑ دینا یہ عشق کی علامت نہیں ہے عاشق کا کوئی اور تو در ہے نہیں وہ کہاں جائے گا؟ ایک اللہ والے رات کو اٹھ کر ذکر کرتے تھے تو ایک آدمی حضرت سے نیا نیا مرید ہوا تھا تو حضرت جب رات کو اٹھے اور اللہ اللہ کی صدا لگائی تو ہاتھ غیبی نے آواز دی تیرا اللہ اللہ کرنا قبول نہیں اگلی رات جب دوبارہ اٹھے تو اس خادم نے کہا حضرت جب قبول ہی نہیں ہے تو پھر یہ رات کو اٹھنا تکلیف اٹھانا ذکر کرنا اس کا کیا فائدہ؟ تو حضرت رونے لگے کہ اگر اس در کے علاوہ کوئی اور در ہے تو بتائیں پھر اُس در پر جا کے بیٹھ جاتا ہوں اُس نے کہا حضرت! اور تو کوئی در نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب اس در کے علاوہ کوئی اور در نہیں ہے تو میں اس کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گا؟ ہمارا جینا مرنا تو اسی در پر ہے یہ ہمارے مولیٰ کا در ہے وہ کچھ بھی کریں قبول کریں یا نہ کریں ہمیں تو در نہیں چھوڑنا بس اسی وقت ہاتھ غیبی سے آواز آئی۔

قبول ست گرچہ ہنر نیست ست
 کہ جز ما پناہے دگر نیست ست
 آواز آئی کہ تیرا ذکر سب قبول ہے اگرچہ یہ ہماری شان کے لائق نہیں ہے جس
 طرح تو کمزوری کے ساتھ ذکر کرتا ہے اور غیر اللہ کو دل میں بٹھا کر ذکر کرتا ہے اگرچہ
 یہ ہماری شان کے لائق نہیں ہے لیکن ہم قبول کرتے ہیں کیونکہ تو جو کہتا ہے کہ ہمارے
 علاوہ تیرا کوئی نہیں ہے تو ہم بھی تجھے اپنا بناتے ہیں۔
 ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
 دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

جدائی شرط محبت

تو میرے دوستو! وہ جو ناف کاٹی جاتی ہے تو اس میں یہ پیغام پوشیدہ ہے ایک
 Massage اس کے اندر چھپا ہوا ہے کہ پوری زندگی اس ماں سے جدا تو ہو رہا ہے
 لیکن جسمانی لحاظ سے جدا ہو رہا ہے لیکن اپنے دل کی محبت کو جدا نہ کرنا تو مولانا جلال
 الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

ناف ما بر مہر خود بریدہ اند
 کہ ہماری ناف اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کی شرط پر کاٹی ہے اللہ تعالیٰ نے جب
 ہماری روح کو آسمان سے زمین پر بھیجا تھا ہم عرش کے نیچے تھے روحوں کا خزانہ عرش
 الہی کے نیچے ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کے کتنے قریب تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مقام
 عرش ہے اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہیں لیکن ان کی تجلیات خاصہ اور انوار ذاتیہ اور فیصلوں
 کا مقام عرش ہے اس کے بالکل نیچے روحوں کا خزانہ ہے (خزانۃ الارواح) تو ہمیں
 بالکل اپنے قرب میں رکھا۔

ناف ما بر مہر خود بریدہ اند
 عشق خود در جان ما کاریدہ اند

ہماری ناف اپنی محبت کی شرط پر اللہ تعالیٰ نے کاٹی ہے اور ہماری جانوں میں اپنے عشق کا بیج بویا تو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس طرح ماں سے بچہ جدا ہوتا ہے تو اس کی ناف کاٹی جاتی ہے اس شرط پر کہ پوری زندگی اس کی محبت میں مبتلا رہنا تو روحوں کو جو عرش الہی سے زمین پر بھیجا جاتا ہے اُس نور کے ماحول سے اس اندھیرے کے ماحول میں بھیجا جاتا ہے اس شرط پر بھیجا جاتا ہے کہ

ناف ما بر مبر خود بربیدہ اند

دیکھ میں اس شرط پر تجھے جدا کر رہا ہوں کہ دنیا میں تیری محبت کا نظارہ کروں دنیا میں جا کر مجھے بھلانا نہیں ہے اس لیے فرمایا والدین امنوا اشد حُبًا لِلّٰہِ کہ ایمان والوں کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت ہوتی ہے اور یہ پتہ کب چلے گا؟ جب نفس و شیطان خواہشات کی طرف لے جاتے ہیں حرام لذتوں کی طرف کھینچتے ہیں اور ایک طرف اللہ تعالیٰ کی محبت مجبور کرتی ہے وہاں نفس و شیطان کی بات نہیں مانتا ان کو ہر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب رکھتا ہے۔

محبت کے چراغ کا تیل

میرے شیخ دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ایک آکل ہوتا ہے جس کے زریعے سے ہم چراغ روشن کرتے ہیں تو اس میں سے روشنی آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کا چراغ کیسے روشن ہوتا ہے؟ انسان جب حرام خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں جلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا چراغ روشن ہوتا ہے حرام خواہشیں قربان کرتا ہے۔

ہمارے حضرت کا شعر ہے ۔

یہ چراغ دنیا کا تیل سے بوٹیوں کے جلتا ہے

دل میں لیکن چراغ عشق خدا آرزوں کے لہو سے جلتا ہے

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کے لیے تقویٰ کو شرط قرار دے دیا کہ تقویٰ اختیار کر لو ہماری محبتیں تمہیں مل جائیں گی محبت تو تمہارے اندر ہے لیکن گناہ نے اور نفس و شیطان نے دبا دیا ہے۔

رَبَّا سے معافی

جیسے کوئی بچہ خراب اور گندے ماحول میں چلا جاتا ہے ماں باپ کو بھول جاتا ہے ماں باپ کو یاد نہیں کرتا پھر کسی زمانے میں اس کو ہوش آتا ہے اس کا دماغ ٹھکانے آتا ہے کوئی سمجھانے والا سمجھاتا ہے اس کے دماغ سے خمار اترتا ہے۔ گندے ماحول سے نکلتا ہے تو پھر ماں باپ کی محبت جو پہلے سے اُس کے دل میں تھی وہ جوش مارتی ہوئی ابھر آتی ہے تو وہ ماں باپ کے قدموں میں آ کر گرتا ہے اور معافی مانگتا ہے۔

میرے دوستو! ربَّا کا بھی یہی معاملہ ہے جب بندہ نفس و شیطان کے قابو میں آ جاتا ہے تو ربَّا سے دور ہو جاتا ہے لیکن کسی وقت جب اس کو ہوش آتا ہے تو وہ محبت جو پہلے سے اندر موجود ہے جوش مارتی ہے پھر اللہ تعالیٰ کے در پر گر کر کہتا ہے یا ربَّا! مجھے معاف کر دے اللہ تعالیٰ پہلے ربَّا کہنے پر ہی اس کی معافی فرمادیتے ہیں چونکہ ان کو ہم سے محبت ہے اس لیے معاف کرتے ہیں آپ اپنے بچوں کو کیوں معاف کرتے؟ ہزار نالائقوں کے باوجود آپ معاف کر دیتے ہیں اس لیے کہ آپ کو محبت ہے تو آپ اس کی غلطی کو معاف کر دیتے ہیں بلکہ اگر کوئی دوسرا اسے بُرا بھلا کہے تو آپ اُس سے لڑتے ہیں کہ اب آپ میرے بیٹے کو کیوں بُرا کہتے ہیں وہ بات پرانی ہو گئی اب تو یہ ہمارا پیارا ہے۔

اللہ تعالیٰ بھی ایسا کرتے ہیں کہ بندہ جب خدا کا بن جاتا ہے وہی بندہ جس کو لوگ بُرا کہتے تھے یہ یوں ہے یہ یوں ہے جب تو بہ کر کے خدا کا بن گیا تو اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پابندی لگ گئی خبردار! پُرانا نام یاد مت کرانا کہ تو شرابی تھا تو ایسا تھا تو ویسا تھا اب ہمارا پیارا بن گیا اب تمہارے خلاف ہم مقدمہ درج کریں گے کیونکہ اب ہمارا پیارا ہو چکا ہے جس طرح بچہ اپنا سے معافی مانگ لے تو اب کسی کو اس کے خلاف بات نہیں کرنے دیتا بلکہ بچے کے ذمہ کسی کا کوئی پیسہ وغیرہ ہو تو اب کہتا ہے ہم ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں ہمارے بندے کو کچھ نہ کہنا ہم ذمہ دار ہیں لوگوں کے حقوق کو ادا کرتا اگر دنیا سے چلا گیا تو جو کمی بیشی ہوگی اللہ تعالیٰ معاف کر دالیں گے۔

اے ہتھدارو! یہ ہمارا پیارا ہے تمہارا حق میں ادا کروں گا جاؤ! میں تمہیں جنت دیتا ہوں میرے پیارے کو چھوڑ دو جس طرح اپنا دنیا میں ذمہ داری لے لیتا ہے تو رہتا بھی ذمہ داری لے لیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے ادا کرتا رہے یہ نہیں کہ ہڑپ کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرادیں گے اس کی تو معافی ہی نہیں ہے اس لیے کہ حقوق کی ادائیگی ضروری ہے جب تک نہ ادا کرے گا خلاصی نہیں ہوگی۔

حقوق العباد

اس لیے کہتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جو کبھی معاف نہیں ہوں گی جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے مخلوق پر ظلم کیا ہے کسی کا مال دبا یا ہے کسی کی زمین دبائی ہے کسی کو تھپڑ مارا ہے کسی کو گالی دی ہے کسی کی غیبت کی ہے کسی پر لعن طعن کی ہے پکڑا جائے گا۔

آپ بتائیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا عدل والا نظام ہے کہ ایک سینگ والی بکری نے دوسری بغیر سینگ والی بکری کو ٹکر ماری قیامت کے دن دونوں کو زندہ کیا جائے گا اور بغیر سینگ والی کو سینگ دے کر بدلہ دلوا یا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ تو ایک انسان دوسرے انسان پر ظلم کرے تو کیسے بدلہ نہیں لیا جائے گا دنیا میں تو بہت آسان ہے معافی مانگ لو کہتے ہیں عزت جاتی ہے بھئی! عزت ہے کیا؟ دیکھو! اس زمانے میں جو لوگ ہیں آج سے پچاس سال بعد نہیں ہوں گے دوسرے لوگ ہوں گے اور پہلے والے آج نہیں ہیں اکبر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوگا تو خدا ہوگا

ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ میں ہوتا تو کیا ہوتا

اور فرماتے ہیں۔

جو ہنس رہا ہے وہ ہنس چکے گا جو رو رہا ہے وہ رو چکے گا

سکون دل سے خدا خدا کر جو ہو رہا ہے وہ ہو چکے گا

لیکن قیامت کے دن تو ہر معاملہ سارا عالم دیکھے گا وہاں سب اگلے پچھلے لوگ جمع

ہوں گے۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَ كَفِّ بَصَرِكَ الْيَوْمَ حَدِيدًا (سورۃ فرق آیت ۲۲)

نگاہیں ایسی تیز کردی جائیں گی کہ معمولی واقعہ کو بھی پورا عالم دیکھے گا کہ یہ فلاں کے ساتھ آج کیا ہو رہا ہے۔ یہاں جو ”لوسا کا (Lusaka)“ میں رہتے ہیں چپاتا (Chipata) والوں کو کیا پتہ ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور پاکستان والوں کو کیا پتہ زامبیا (Zambia) میں کیا ہو رہا ہے یہاں تو معافی مانگتے ہوئے شرم آتی ہے تو بتاؤ! جو وہاں ذلتیں پیش آئیں گی ان کا کیا مداوا ہوگا یہاں تو بہت آسان ہے معافی مانگ لو۔

ظلم کی اقسام

ایک ظلم تو وہ ہے جو آدمی مخلوق پر کرتا ہے اس کی معافی نہیں ہے جب تک کہ معافی نہ مانگ لے اور ایک ظلم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں کرتا ہے وہ دربار الہی میں شرک کرتا ہے کفر کرتا ہے اس کی بالکل بھی معافی نہیں ہے اور ایک ظلم وہ ہے جو اپنی ذات پر کرتا ہے جب گناہ کرتا ہے تو اپنی ذات پر ظلم کر رہا ہے بد نظری کر رہا ہے ان آنکھوں کو غلط استعمال کر رہا ہے کان اور زبان کو غلط استعمال کر رہا ہے ہاتھ پاؤں کو غلط استعمال کر رہا ہے گناہ کر رہا ہے یہ وہ ظلم ہے جو اپنی ذات پر کر رہا ہے یہ معافی مانگ لے خدا سے تو معاف ہو جائے گا یہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ ہے اس میں کسی مخلوق کا دخل نہیں ہے اس لیے کہتے ہیں ایسے گناہوں میں مخلوق سے معافی نہیں مانگی کہ کسی خاتون کے پاس چلے جائیں کہ میں نے آپ کو بُری نظر سے دیکھا تھا آپ مجھے معاف کر دو ایسا کام بھی نہ کرنا حرام ہے بلکہ آپ اس کو بے عزت کر رہے ہو بس آپ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔

سو (100) انسانوں کا قاتل

اس لیے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح ”فتح الباری“ میں فرماتے ہیں وہ واقعہ جو بخاری شریف میں آتا ہے کہ سو آدمیوں کا قاتل تھا جب اس نے

ننانوے قتل کیے تو اس کو توبہ کا خیال آیا اس زمانے کے ایک زاہد راہب سے پوچھا جو عابد تو تھا عالم نہیں تھا جا کر پوچھا میری معافی ہو سکتی ہے؟ ننانوے قتل کیے ہیں اس نے کہا کبھی معافی نہیں ہوگی اُس نے اس کو تلوار ماری کہ سنجری پوری کر دوں سو پورے کر دیے اب پھر ضمیر نے ملامت کی تو وہاں ایک عالم کے پاس گیا وہ عالم باللہ اور عارف باللہ تھا جو خدا کی رحمت کی وسعتوں کو جانتا تھا پوچھا میری معافی ہے؟ انہوں نے کہا تیرے گناہ کچھ بھی نہیں ہیں خدا کی رحمت کے مقابلے میں۔

نفس کا ایک کید

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو آدمی کہے میرے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟ میں نے اتنے زیادہ کیے فرمایا یہ خدا کے دربار میں بے ادبی کر رہا خدا کی رحمت کے ایک قطرے کے مقابلے میں پورے عالم کے گناہوں کی کیا حیثیت ہے اس لیے کہ ان کی ہر شان غیر محدود ہے تو ان کی شانِ رحمت کی بھی کوئی حد نہیں ہے اور انسان کے گناہ محدود ہیں میرے اور آپ کے گناہ لمیٹڈ ہوں گے ملین ہوں گے بلین ہوں گے جہاں تک ہوں لیکن محدود تو ہیں ایک حد تو ہے ان گناہوں کی اور خدا کی رحمت کا ادنیٰ قطرہ بھی غیر محدود ہے اس کو کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا کیونکہ اُن لمیٹڈ (Unlimited) ہے اور اُن لمیٹڈ کا مقابلہ لمیٹڈ کیسے کر سکتے ہے لہذا ایسا کہنے والا دراصل گستاخی کر رہا ہے اللہ کے دربار میں کہ میرے گناہ کیسے معاف ہوں گے۔ معافی مانگو تو سہی۔

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

میرے دوستو! ابھی زندگی ہے جب موت کا فرشتہ نظر آجاتا ہے دروازہ بند

ہو جاتا ہے۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی سنگِ در بھی ہے

راستہ کھلا ہے ابھی سر رکھ حدیث شریف میں آتا ہے آدمی مکھی کے سر کے برابر آنسو بہاتا ہے تو جہاں جہاں وہ آنسو لگے گا وہاں وہاں اللہ تعالیٰ اُس پر دوزخ کو حرام فرمادیتے ہیں۔

رونے کی اقسام

رونے کی کئی قسمیں ہیں آج ساری قسمیں سن لیجئے بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں رونا نہیں آتا وہ دیکھیں رونے کی کئی اقسام ہیں
(۱) رونے کی ایک قسم تو یہ ہے کہ خدا کے خوف سے اتنا چھوٹا آنسو نکلا جیسے مکھی کا سر ہوتا ہے۔

(۲) دوسری قسم یہ کہ ایک قطرہ آنسو نکلا اور گالوں پر لڑھک گیا۔

(۳) تیسرا رونا وہ ہے جیسے موسلا دھار بارش ہو رہی ہے بہت تیز بارش کی طرح آنسو باہر نکلتے ہیں اور دل اندر سیراب ہو جاتا ہے یہ عجیب بات ہے ورنہ زمین میں پانی جائے تو اس میں بیج اگتا ہے اور فصل ہوتی ہے لیکن دل کا معاملہ اور ہے یہاں آنسو باہر آئیں گے اور دل میں اللہ تعالیٰ کے قرب و محبت کے پودے پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور

(۴) چوتھا رونا کیا ہے کہ دل رو رہا ہے اور آنکھوں میں آنسو نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت سے دل رو رہا ہے

ہنسی بھی ہے گولہوں پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

اور میرے حضرت والا کا شعر ہے

لب ہیں خنداں جگر میں ترا درد و غم
ترے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

اب کوئی کہے کہ ہمیں چاروں قسم کا رونا نہیں آتا نہ مکھی کے سر جتنا آنسو نہ بہنے والا آنسو نہ بارش جیسے آنسو نہ دل ہمارا روئے قربان جائے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ

وسلم کی ذاتِ اقدس پر ایک پانچویں قسم رونے کی بتلائی! آپ نے ایسے ہی مایوس دل لوگوں کے لیے فرمایا فان لم تبکوا فتابکوا! اگر تمہیں رونا نہیں آتا تو رونے والوں جیسی شکل بنا لو خدا پھر بھی رحم فرمادے گا رونا نہیں آتا رونے جیسی شکل بنا لو یہی دلیل ہے کہ اللہ اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت

مجھے بتائیے! دنیا کے کسی جج کے پاس آپ کا مقدمہ ہو اور آپ کورٹ گئے اور جج کے سامنے جھوٹ موٹ کے آنسو بہائیں اور کوئی چپڑا سی جا کے جج صاحب کو بتادے کہ جناب! اس کو رونا نہیں آرہا باہر ہنس رہا تھا یہ نالک کر رہا ہے فراڈ کر رہا ہے تو کہے گا اچھا! اس کو ڈبل سزا دوں گا ہم کو دھوکہ دیتا ہے۔

قربان جائیے رحم الراحمین پر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے کہلا دیا اے بندو! تم رونے جیسی شکل بنا لو ہم جانتے ہیں ہم عَلَیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہیں ہمیں علم ہے کہ تم دل میں رو نہیں رہے ہو لیکن تم رونے کی شکل بنا لو ہم تمہارے رونے کی شکل بنانے پر بھی تمہیں معاف کر دیں گے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیں گے یہ شانِ رحمت ہے اور یہی فرق ہے اللہ تعالیٰ میں اور دنیا کے بادشاہوں میں وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے شہنشاہ ہے شاہوں کا بھی شاہ ہے وہ فقیروں اور گداگروں کو تخت و تاج کی بھیک دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تختہ بھی دے دیتا ہے یعنی موت اور ولایت بھی دے دیتا ہے ہمارے جیسے نالائقوں کو وہ ولایت دینے پر قادر ہے اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے اور جب ولایت دے دیتے ہیں تو آدابِ ولایت بھی سکھا دیتے ہیں کہ انہیں خوش کیسے رکھنا ہے اور راضی کیسے کرنا ہے۔

پاؤں کی طرف جان نکلنے کی ایک حکمت

میرے دوستو! اُس سوتل کے مجرم نے century پوری کر لی اور ایک عالم کے پاس گیا وہ عالم ربتانی تھا انہوں نے کہا کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن ایک شرط ہے اپنی صحبت بدلو کہ اپنی چیخ کر تو تمہاری کہنی خراب ہے جاؤ! فلاں بستی میں نیک لوگ ہیں وہاں

جاؤ اور توبہ کرو اب راستے میں جا رہا ہے موت آگئی ٹانگوں سے جان نکلی۔
 اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور شیخ کی برکت سے ایک بات دل میں عطا فرمائی کہ
 سب سے پہلے ٹانگوں سے جان نکلتی ہے یہ انسانوں پر اللہ کی عجیب رحمت ہے کہ پہلے
 ٹانگوں سے جان نکالنا شروع کرتے ہیں تاکہ آخر تک اس زبان سے ان کا نام لیتا
 رہے اگر اوپر یعنی سر کی طرف سے جان پہلے نکلا کرتی تو انسان ٹانگیں چلاتے اور
 ٹانگیں چلانا کوئی عبادت نہیں ہے زبان سے اللہ اللہ اللہ پڑھ رہا ہے کلمہ پڑھ رہا ہے
 درود شریف پڑھ رہا ہے ٹانگوں سے جان نکل رہی ہے اور زبان سے تلاوت اور ذکر
 اللہ جاری ہے۔

کتنے علماء کے بارے میں لکھا ہے کہ مسئلہ پوچھنے والوں کو مسئلہ بتلا رہے ہیں اور
 مسئلہ بتلاتے بتلاتے دنیا سے جا رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت ہے کہ دیکھو ہم
 تمہیں اتنا چانس دے رہے ہیں کہ آخر وقت میں بھی اگر تم نے یاد کر لیا تو رحمت
 کا دروازہ کھول دیں گے چنانچہ آپ علیہ السلام نے فرمایا من کان اخر کلام لا الہ
 الا اللہ دخل الجنة آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا جنت میں داخل ہوگا۔

وہ زمین پر گر گیا اس نے ہمت نہیں ہاری جب اس کی ٹانگوں سے جان نکلی تو اس
 نے کرائنگ کی اور ایک دو فٹ دم آخر میں بھی اپنا وجود زمین پر گھسیٹا تو بس فرشتوں
 نے جان نکال لی یاد رکھو! موت کا فرشتہ صرف جان نکالنے کے لیے ہے اب اس کو
 کہاں پہنچانا ہے یہ اس کا کام نہیں ہے وہ صرف جان نکالتا ہے اب لینے والے خود
 آجاتے ہیں اگر نیک روح ہوتی ہے تو جنت کے فرشتے لے جاتے ہیں بُری روح
 ہوتی ہے تو دوزخ کے فرشتے۔

اب دونوں پارٹیاں آگئیں جنت والی پارٹی نے کہا یہ توبہ کرنے جا رہا تھا ہم اس
 کو لے کر جائیں گے دوزخ والے نے کہا بہت بُرائی ایف آئی آر اس کی درج ہے یہ
 پرانا پانی ہے یہ دوزخ میں جائے گا اب دونوں پارٹیوں میں جھگڑا ہو گیا فرشتوں میں
 تنازع ہو گیا۔

یاد رکھو! فرشتے ہماری طرح عقل رکھتے ہیں لہذا بعض باتوں پر ایک دوسرے

سوال جواب بھی ہو جاتے ہیں جس طرح دنیا میں ہم بحث کرتے ہیں دونوں جماعتیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچیں اللہ تعالیٰ یہ معاملہ ہے واہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا فرمایا دیکھو! زمین کی پیمائش کروا کر گناہ کی بستی کے قریب ہے جہاں اس نے آخری قتل کیا تھا تو دوزخ والے لے جائیں اور اگر نیک لوگوں کی بستی کے قریب نکلے تو جنت والے لے جائیں تو یہ عدل پر مبنی فیصلہ تھا کہ بظاہر ایک قانون دے دیا جس کا نام ہے (ضابطہ) اور اندر سے فضل فرمایا کہ نیک لوگوں کی بستی سے کہا ہمارے اس توبہ کرنے والے بندے کے قریب ہو جا اور دوسری طرف والی زمین سے کہا کہ تو دور ہو جا ادھر زمین پھیل گئی ادھر سکڑ گئی جب پیمائش کی گئی تو کتنی قریب نکلی؟ جتنا وہ گھسٹا تھا ایک دو فٹ جو اپنے وجود کو گھسیٹا تھا اس نے آخر تک اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش نہیں چھوڑی آج لوگ کہتے ہیں کہ کیا کریں ہم سے ہوتا نہیں ہے میرے دوست! اس کے لیے ہم نہیں آئے کہ ہم ڈھیلے ہو کر بیٹھ جائیں خواجہ مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوؤں کو

تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈھالے

ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی

کبھی وہ دبا لے کبھی تو دبا لے

تو جنت والے فرشتے اس کو لے گئے ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کے شارح ہیں انہوں نے سوال قائم کیا قتل ہیں یہ تو مخلوق کا حق ہے کیسے معاف ہوگا؟ تو جواب دیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سارے مقتولوں کو اس کی وجہ سے جنت دے دیں گے کہ ہمارا بندہ ہے کچھ نہ کہنا اس کو چانس بھی نہیں ملا اگر چانس ملتا تو ہر ایک سے جا کر معافی مانگتا۔

فرمان پیغمبر علیہ السلام

والدین آمنوا أشد حبا لله (سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۵) فرمایا کہ جو ایمان والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا اَحَبُّ مِنْ شَمْتِ فَانِكِ مَفَارِقَهُ اَپ نے دنیا کی محبتوں کی حقیقت بیان کی کہ دیکھ اے انسان! جس سے چاہے تو محبت باندھ لے کسی عورت سے محبت کر لے لڑکے سے کر لے بیوی سے کر لو دکان سے کر لے کسی سے محبت کر لے فنانک مَفَارِقَهُ وقت آئے گا کہ تم ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ گے خدا سے محبت کرنے والوں کو کبھی غم فراق اور غمِ جدائی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے۔

میرے شیخ فرماتے ہیں کسی کو اپنے بیٹے سے بڑی محبت ہے تو وہ ہر وقت اپنے بیٹے کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ اسکول ٹائم میں بیچ پے ابا ساتھ بیٹھا ہو کہ مجھے بہت پیار ہے لیٹرین جا رہا ہے تو لیٹرین کے دروازے پر کھڑا ہے کہ مجھے بچے سے بہت پیار ہے وہ کھیلنے جا رہا ہے تو بھی اس کے ساتھ جا رہا ہے کہ مجھے بچے سے بہت پیار ہے دنیا میں کوئی باپ ایسا نقشہ پیش نہیں کر سکتا کہ ہر وقت اپنے اُس بچے کے ساتھ رہے بلکہ کہے گا۔

اور بھی دُکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا

راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا

لیکن ربا وہ ذات ہے جب اُس سے محبت ہو جاتی ہے تو جہاں بندہ ہے رہتا بھی وہیں ساتھ ساتھ ہے اور جب دنیا میں ساتھ ہیں تو پھر قبر میں بھی ساتھ ہوں گے حشر میں بھی ساتھ ہوں گے ہر جگہ رہتا ساتھ ہے اس لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَحَبُّ مِنْ شَمْتِ جس سے چاہے تم محبت ڈال لو فنانک مَفَارِقَهُ ایک وقت آئے گا کہ تمہیں اس سے جدا ہونا پڑے گا۔

محبتِ الہی کے حصول کا طریقہ

اب یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیسے ملتی ہے میرے دوستو! چند کام کرنے سے اللہ کی محبت ملتی ہے نمبر ایک ذکر اللہ پر مداومت کرے روزانہ کچھ ذکر اس لیے کرے کہ اللہ میں اس لیے ذکر کرتا ہوں کہ میری اور آپ کی محبت قائم ہو جائے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے تھوڑا ذکر کرے روزانہ کلمہ طیبہ کی ایک تسبیح کر لے اللہ کر لے استغفار کر لے درود شریف پڑھ لے۔

میرے شیخ یہ چار تسبیحات بتاتے ہیں یا کوئی بھی تسبیح کر لو اللہ تعالیٰ کا نام لے لو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں جو بھی نام تمہاری زبان پر آتا ہے لے لو وہ سب ناموں سے پکارے جاتے ہیں نام سب انہی کے ہیں ایک آدمی ڈاکٹر صاحب بھی ہو مولانا صاحب بھی ہو مفتی صاحب بھی ہو تو آپ ہر نام لے سکتے ہو مفتی صاحب کہوتب بھی وہ متوجہ ہوگا اور اس کو مولانا صاحب کہوتب بھی توجہ کرے گا اگر ڈاکٹر صاحب کہوتب بھی متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے سارے نام ہیں جس نام کو بھی لے لو گے یہ نام لینا کیا ہے ذکر کرنا کیا ہے خدا کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۔

گفت پیغمبر کہ چوں کوئی درے

عاقبت بنی ازاں درہم سرے

کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم کسی دروازے کو کھٹکھٹاتے رہو گے ایک وقت آئے گا کہ اُس دروازے سے کوئی سر نمودار ہوگا اور پوچھے گا کیا چاہیے کیا کام ہے روزانہ کچھ وقت ایسا مقرر کر لو کہ جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو پانچ منٹ دس منٹ ذکر کر لے صبح کو کر لے شام کو کر لے رات کو سونے سے پہلے تھوڑی دیر یاد کر لے۔

دوسرا نمبر اہل اللہ کی مصاحبت کہ اللہ والوں کی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر لے اللہ کے عاشقوں کے پاس آتا جاتا رہے ان کے پاس بیٹھ کر اللہ کی محبت کی باتیں سنتا رہے کیونکہ سنتے سنتے آدمی کو پیارا ہو جاتا ہے اگر روز کوئی آدمی آکر آپ کو کہے کہ ”وکتوریہ فال ویری بیوٹی فل“ (Victoria fall is very beautiful) روزانہ کہتا ہے تو آپ مجھے بتائیے آپ کا دل دیکھنے کو چاہے گا یا نہیں؟ کہو گے! اب کے میں ضرور جاؤں گا اب تو دل میں بڑا اشتیاق ہو گیا۔

میرے دوستو! اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت کی باتیں سنتے سنتے آدمی کو خدا سے پیارا ہو جاتا ہے صحبت میں رہنا پڑتا ہے اللہ والوں کی خدا کے عاشقوں کی صحبت اختیار

کرے اس لیے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اہل محبت کی صحبت میں زیادہ بیٹھو تا کہ خدا کی محبت تم میں منتقل ہو جائے۔

اور تیسرا نمبر گناہوں سے محافظت گناہوں سے بچیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے جب نفس و شیطان کو خوش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کیسے دیں گے آپ تو دشمن کے ساتھ دوستی لگائے بیٹھے ہیں آپ کا بیسٹ فرینڈ ہو اور وہ آپ کو دیکھ لے کہ آپ اس کے دشمن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ مجھے بتائیے وہ آپ کو بیسٹ فرینڈ بنائے گا وہ اپنے راز اور اپنی خاص باتیں آپ سے کرے گا؟ کبھی نہیں کرے گا کہے گا یہ تو میرے دشمن کے ساتھ بھی چائے پیتا ہے ہو سکتا ہے میری سیکرٹ بات وہاں کر دے یا درکھو! جو نفس و شیطان کے پیچھے چلتے ہیں گناہ کرتے ہیں ان کے سینوں کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے راز کبھی عطا نہیں کرتے کیونکہ یہ تو دشمن کے ساتھ دوستی رکھتا ہے اس لیے گناہ سے بہت بچو! ہمت کرے ہمت سے کام لے گناہ سے بچنے کے لیے پہلے اپنی ہمت چاہیے ہمت کرے کہ مجھے نہیں کرنا ہے۔

میرے شیخ دامت برکاتہم فرماتے ہیں شیر بن جائے جس طرح شیر ہرن کا خون پیتا ہے آپ افریقہ والے ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ نے تو یہ منظر دیکھے ہوں گے شیر ہرن کا خون پیتا ہے تو کیسا ٹگڑا رہتا ہے تو میرے شیخ فرماتے ہیں اپنے نفس کا خون پی لو تمہارا ایمان ٹگڑا ہو جائے گا تم اللہ تعالیٰ کے راستے کے شیر بن جاؤ گے آپ بتائیے کہ شیر آگے بھاگ رہا ہو اور پیچھے ہرن اس کو ٹکڑا مارنے کے لیے بھاگ رہی ہو تو سب نہیں گے یا نہیں؟ نہیں گے کہ یہ کیسا شیر ہے بھئی یہ اصلی بھی ہے یا کھال پہنا ہوا نقلی شیر ہے۔

ایک لطیفہ

ایک چڑیا گھر میں کچھ جانور نہیں تھے مر گئے تھے ایک آدمی بے روزگار ملازمت کی تلاش میں وہاں آیا چڑیا گھر میں تو مالکان نے کہا کوئی جگہ خالی نہیں ہے البتہ ایک دو

پنجرے خالی ہیں اور کہا کہ ریچھ کی کھال پہن کر تمہیں ریچھ بن کے رہنا ہے خیر! وہ ریچھ کی کھال پہن کر پنجرے میں جا بیٹھا برابر میں شیر تھا اب وہ شیر سے ڈر بھی رہا تھا تھوڑی دیر میں شیر پنجرے میں چھلانگ مارتا ہوا ریچھ کے پنجرے میں جا کر نقلی ریچھ نے چیخ ماری تو شیر کے قالب سے آواز آئی چپ کر یا میری بھی نوکری کا مسئلہ ہے۔ مجھے بتائیے! اگر ایک ہرن شیر کے پیچھے بھاگے اور شیر ڈر کے آگے بھاگے تو بتائیے وہ شیر کہلائے گا وہ کیسا مؤمن ہے جو نفس و شیطان کے آگے ہتھیار ڈال دیتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان جیسی قوت عطا فرمائی ہے اس کو تو چاہیے تھا نفس و شیطان کو شکست دے دیتا خدا کے نام کو بلند کر دیتا تو گناہ سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کریں۔

اور چوتھا نمبر اسباب گناہ سے مباحثت گناہوں کے اسباب سے بھی دور رہیں ان چیزوں سے بھی دور رہیں جو source بن سکتے ہیں گناہ کا بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں کچھ نہیں ہوتا بد نظری کرنے سے جہاں اٹھو جہاں بیٹھو ہمیں فرق نہیں پڑتا نہیں میرے دوست! شیطان پھر پکڑتا ہے اپنے اوپر کبھی اعتماد نہ کریں ٹرسٹ (اعتماد) نہ کریں یاد رکھو! یہ شیطان بہت بدمعاش ہے یہ اسی طرح کرتے کرتے گناہ میں لے جاتا ہے اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں کہ کبھی بہادری مت دکھاؤ اس راستے میں بلکہ ڈرنا چاہیے۔

آپ کا دوست ہے غلط اور برے کام کرتا ہے آپ اُس کے پاس چائے پینے کے لیے جا رہے ہیں آپ کو بھی اُٹھتے بیٹھتے اُس کی طرح عادت ہو جائے گی آپ کو چاہیے کہ ایسے ماحول سے ہی دور رہو اسباب گناہ سے دوری اختیار کریں۔

اور آخری نمبر سنت پر مواظبت رسول اللہ ﷺ کے راستے پر چلے طریق محبت آپ کی اداؤں کا نام ہے۔

نفس قدم نبی کے ہیں جنت کے راست
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو مانگتے دعا بھی کیجیے کہ یا اللہ! اپنی محبت ہمیں عطا کیجیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے فرمایا اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں۔ وحب من یحبک اور ان لوگوں کی محبت مانگتا ہوں جو آپ سے محبت کرتے ہیں وحب عمل یبلغنی الی حبک اور ان اعمال کی محبت مانگتا ہوں جو اعمال مجھے آپ تک پہنچانے والے ہیں آپ کی محبت تک پہنچانے والے ہیں تین چیزوں کی محبت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی کہ اے اللہ! آپ کی محبت مانگتا ہوں یہ مقصود ہے یہ اصل ہے وحب من یحبک اور آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں کیونکہ یہ ذریعہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے راستہ اور ذریعہ ہے اور ان اعمال کی محبت مانگتا ہوں یہ بھی ذریعہ ہے اللہ کی محبت کے حصول کا اور اصل اللہ تعالیٰ کے ذات کی محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو مانگیں اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ جب پہلی مرتبہ مکہ شریف گئے تو کعبہ پر نظر پڑتے ہی کیا دعا کی تھی؟ آج میں اور آپ یہ دعائیں کرتے ہیں یا اللہ! یہ ہو جائے دکان اچھی چل جائے تجارت اچھی ہو جائے اور حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کیا فرمایا ۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الہی میں تجھ سے طلبگار تیرا
یا اللہ! میں تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں آپ مجھے مل جائیں کیونکہ جب اللہ مل گیا تو سب مل گیا جب بادشاہ آپ کے ساتھ ہے تو بادشاہ کی رعایا اور ہر چیز آپ کی ہے اس دعا کا اہتمام کریں ہر وقت مانگیں یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یاد کر لیں اس میں الفاظ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور ان الفاظ میں بھی نور ہے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ورنہ یہ دعا یاد نہ ہو تو اللہ سے اللہ کو مانگ لیں کہ یا اللہ! میں آپ سے آپ کا سوال کرتا ہوں جب مانگتے رہو گے تو ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا دل محسوس کرے گا آپ پکارا نہیں گے کہ ۔

یہ کون آیا میرے دل میں کہ دھیمی پڑ گئی کو شمع محفل کی
 پتنگوں کے عوض اڑنے لگی چنگاریاں دل کی
 وہ خود اس دل میں آجائیں گے وہ اس دل سے رابطہ کر لیں گے محبت کا رابطہ قائم
 کر لیں گے بس اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔
 و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین.

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ
 وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْكَ أَنْتَ أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا
 ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا
 نَسْتَلُكَ الْهَدْيَ وَالتَّقْوَى وَالْعِفَافَ وَالْغَنَى. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَلُكَ حَبِيبًا
 وَحَبِّبًا مِّنْ يُحِبُّكَ وَحَبِّبًا عَمَلٍ يَبْلُغُنِي اِلَى حَبِيبِكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حَبِيبًا
 اَحَبَّ اِلَيْنَا مِّنْ اَنْفُسِنَا وَاَهْلِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ.

یا اللہ! ہم سب کو تو اپنی محبت نصیب فرما۔ یا اللہ! بلا استحقاق ہم پر فضل فرما دے
 اور اپنی محبت نصیب فرما دے اپنی محبت کرنے والوں میں ہمیں شامل فرما۔ یا اللہ! نیک
 لوگوں کی محبت ہمیں نصیب فرما اچھے اعمال کی محبت ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ! اپنے
 عاشقوں میں اور اپنے دوستوں میں ہمارے نام کو بھی درج فرما اب تک جو خطائیں
 اور جو غلطیاں ہو گئیں تو ہمیں معاف فرما اور سو فیصد آپ کا بن جانے کی توفیق عطا فرما
 نفس و شیطان سے ہمیں چھکارا نصیب فرما ہمیں بھی ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو
 قیامت تک آنے والی نسلوں کو یا اللہ! اپنی ولایت صدیقیت نصیب فرما۔ یا اللہ!
 ہماری اولاد میں قیامت تک آنے والی ہماری نسلوں میں کوئی ایک انسان ایسا نہ ہو جو
 آپ کا ولی بن کر نہ مرے۔ یا اللہ! سب کے لیے ولایت اور دوستی کا فیصلہ فرما۔ یا اللہ!
 پوری امت کے مسلمانوں کو اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرما کافروں کو بھی ایمان
 نصیب فرما۔ یا اللہ! دنیا کے حسناات بھی نصیب فرما آخرت کے حسناات بھی نصیب
 فرما۔ ہمارے مرحومین مرحومات کی مغفرت فرما۔ یا اللہ! ہمارے بیماروں کو شفا عطا

فرما۔ یا اللہ! جو باتیں بیان ہوئیں اس کا میں سب سے زیادہ محتاج ہوں مجھے اور اہل مجلس اور ماؤں بہنوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! ہمارے دل کو اپنی محبت اور قرب کی لذت نصیب فرما۔ یا اللہ! ہمیں ذکر کی لذت نصیب فرما۔ یا اللہ! عالم اسلام کی حفاظت فرما ہر مسلمان کی حفاظت فرما۔ یا اللہ! رزق کی تنگیوں کو دور فرما ہر طرح کی پریشانیوں کو دور فرما بے اولادوں کو نیک صالح اولاد عطا فرما اولاد والوں کی اولادوں کو نیک صالح فرما فرمانبردار بنا والدین کے لیے صدقہ جاریہ فرما ہماری اولادوں کو علم نافع اور عمل مقبول عطا فرما اور اللہ والا بنا۔ یا اللہ! ہر دوست کی ماؤں بہنوں کی حاجات کو اپنے خزانے سے پوری فرما جو مانگا ہے وہ بھی عطا فرما جو نہ مانگا سکے وہ بھی عطا فرما۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

22 مارچ 2010ء بروز پیر

چپاتا (Chipata) کا سفر

• یہ زامبیا (Zambia) کا ایک اہم شہر ہے جو لوسا کا (Lusaka) کے مشرق میں ملاوی (Malawi) کی سرحد پر واقع ہے اور غیر ملکی مسلمانوں کی آمد اسی شہر کی طرف سے ہوئی تھی خاص طور پر ہندوستان کے صوبہ گجرات کے مسلمان پہلے چپاتا (Chipata) میں ہی آئے تھے پھر وہاں سے لوسا کا (Lusaka) اور دوسرے علاقوں میں پھیل گئے۔

مولانا اقبال صاحب مدظلہ کی ہمراہی میں

مولانا اقبال صاحب مدظلہ لوسا کا (Lusaka) کے بڑے علماء میں سے ہیں ان کا اصلاحی تعلق پہلے حضرت مولانا سید ابرار احمدؒ کے ساتھ تھا بعد میں حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم کے ساتھ قائم کیا انہوں نے ایک جدید انداز میں کالوں (سیاہ فام) میں کام کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا اور ایک بہت بڑا اسلامک سینٹر قائم کیا تھا جس میں نوجوانوں کی تربیت کی جاتی تھی اور انہیں مبلغ بنا کر اپنی قوم

میں بھیجا جاتا تھا جس سے بڑی تیزی سے افریقی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے لیکن کچھ اپنوں کا حسد کچھ اغیار کی دشمنی نے ان کا پورا منصوبہ فلاپ کر دیا اور انہیں اس کی پاداش میں پس زنداں کر دیا گیا بعد میں اسی شرط پر رہائے گئے کہ کوئی تبلیغی کام نہیں کریں گے اب وہ لوساکا (Lusaka) شہر میں آئس کریم کی بہت بڑی دوکان چلاتے ہیں عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم 2002ء میں تین دن کے لیے زامبیا (Zambia) تشریف لائے تھے تو لوساکا (Lusaka) میں انہی کے ہاں مہمان ٹھہرے تھے لہذا مولانا کا اصرار تھا کہ مولانا کراچی واپسی تک ہمارے ہاں قیام کریں۔

چنانچہ فجر کی نماز مسجد عمر میں ادا کی وہاں مختصر درس قرآن دیا پھر مولانا اقبال صاحب مدظلہ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ناشتہ کیا۔

آغاز سفر

ناشتہ کے بعد مولانا محمد اقبال صاحب مدظلہ کے ہمراہ ان کے ڈبل کیبن ڈالے میں سفر شروع ہوا مولانا اقبال صاحب کے ایک دوست بھائی یوسف صاحب بھی ہمراہ تھے جو کہ میڈیسن کے تاجر تھے لوساکا (Lusaka) سے چپاٹا کا سفر بھی پانچ سو کلومیٹر سے کچھ زائد ہے ہماری پہلی منزل راستے کا ایک شہر پٹو کے (Petauke) تھا۔

لوساکا (Lusaka) کے قاری محمد اسماعیل صاحب جو کہ حضرت والا حکیم صاحب دامت برکاتہم سے بہت اچھی طرح متعارف تھے ان کی مجالس میں کافی شریک رہ چکے تھے انہوں نے حضرت شیخ کو پٹو کے (Petauke) مضافات میں اسلامک سکول کے دورے کی بھی دعوت دی تھی جو ان کے زیر انتظام چلتا تھا۔

وحدت مطلب

راستے میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ مرید کے لیے سمجھنا ضروری ہے کہ میری اصلاح میرے شیخ سے ہی ہوگی ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ آدمی کے خواہ کتنے

ہی چٹے ہوں اور دادا بھی ہو لیکن روٹی کے انتظام کی ذمہ داری باپ ہی اٹھائے گا باقی دادا اور چچاؤں کا ادب و احترام لازمی ہے اسی طرح روحانی پرورش میں ذریعہ روحانی باپ ہی ہوتا ہے۔

لوانگوا (Luangwa) دریا پر

ایک جگہ ہم پہنچے تو وہاں بیسیوں دکانیں مچھلی کی تھیں جس پر نیم کچی ہوئی اور خشک مچھلی بڑی مقدار میں فروخت ہو رہی تھی اور بہت لوگ یہ مچھلی خرید رہے تھے اور کافی لوگ روسٹ مچھلی کھا رہے تھے کھوکھے نما ہوٹل بھی کافی تھے حضرت شیخ کے استفسار پر مولانا اقبال صاحب نے بتلایا کہ یہاں زامبیا (Zambia) کا مشہور دریا لوانگوا (Luangwa) ہے اور قریب میں اس کا پل ہے جہاں آرمی کی چوکی بھی ہے جو آنے جانے والے لوگوں کو چیک کرتے ہیں وہاں کچھ دیرر کے اور ڈرکس وغیرہ خریدے اور پل کی طرف بڑھے چوکی پر روکا گیا پھر جلد ہی آگے جانے کی اجازت دیدی۔

یہ بہت بڑا دریا ہے جس کا پانی پنجاب کے دریاؤں کی طرح میلا ہے جب کہ زمبیری river کا پانی شفاف ہے زمبیری river میں مگر مجھ بہت ہیں تو اس دریا میں Hippo (دریائی گھوڑے) کی بہتات ہے دوستوں نے بتایا ہر سال دو تین سو آدمی ان کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں یہ بھی مگر مجھ کی طرح آدمی کو منہ میں دبا کر دریا میں لے جاتے ہیں حضرت شیخ نے فرمایا افریقہ کے دریاؤں کے کناروں پر تفریح جان لیوا ہے لہذا دور ہی سے نظارہ کر لینا چاہیے۔

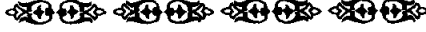
نیمبا (Nyimba) میں قیام

ظہر کے قریب نیمبا (Nyimba) پہنچے جو کہ قصبہ ہے وہاں بھی مسلمانوں کی کچھ آبادی ہے اور مسجد ہے حضرت شیخ مسجد تشریف لے گئے وہاں ظہر کی نماز ادا کی پھر وہاں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا جو لوساکا (Lusaka) سے ہمراہ لے گئے تھے اس دن مسجد کے امام صاحب گھر پر نہیں تھے اس لیے ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔

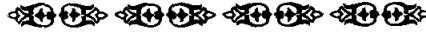
پٹوکے (Petauke) میں

عصر سے پہلے پٹوکے پہنچے جناب ایوب لولات صاحب کے گھر پر قیام فرمایا انہوں نے بہت ہی والہانہ استقبال کیا اور محبت کا اظہار کیا مغرب سے پہلے کچھ آرام کیا اور پھر پٹوکے (Petauke) کی مسجد میں تشریف لے گئے یہاں مغرب کی نماز پڑھائی پھر بیان فرمایا۔





ایمان کی قیمت



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حلیل احمد خون دابر کا تہم

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام جامع مسجد پٹو کے (Petauke)

وقت بعد مغرب

بتاریخ 22 مارچ 2010ء بروز پیر

ناشر:

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر
0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ
وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسِنْدَنَا وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ
وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا
بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين.

وقال النبي صلى الله عليه وسلم من اتق الله عز وجل
صار آمنًا في بلاده. او كما قال عليه الصلوة والسلام صدق
الله وصدق رسوله النبي الكريم.

انسان کی قیمت بوجہ ایمان

میرے محترم بزرگوار دوستو! انسان کی قیمت ایمان کی وجہ سے ہے اگر انسان
میں ایمان نہ ہو تو یہ سوائے مٹی کے پتلے کے کچھ بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی
سے بنایا ہے آپ گھروں میں مٹی کے برتن استعمال کرتے ہیں اگر برتن میں قیمتی چیز
رکھی ہوتی ہے تو وہ برتن بھی قیمتی ہو جاتا ہے اور اگر بے قیمت چیز ہوتی ہے تو وہ برتن بھی
بے قیمت ہو جاتا ہے تو برتن کی قیمت اس میں رکھی ہوئی چیز کی وجہ سے ہوتی ہے اگر
اسی برتن میں ہیرا موتی سونا چاندی رکھا ہے تو آپ اس کو تجوری میں رکھیں گے تالا
لگائیں گے اور اس کی حفاظت کریں گے اور اگر اس میں کوئی معمولی چیز رکھی ہے تو
آپ اس کو باورچی خانے میں رکھ دیں گے کسی جگہ پر بھی رکھ دیں گے طرف کی قیمت
مظروف سے ہوتی ہے یعنی برتن اور pot کی جو قیمت ہوتی ہے وہ اس شے کی وجہ
سے ہے جو اس کے اندر ہے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مٹی سے بنایا ہے تو اس کی قیمت

ایمان کی وجہ سے ہے اگر اس میں ایمان ہے تو یہ بہت قیمتی ہے اور اگر ایمان نہیں تو اس کی کوئی قیمت نہیں اُولٰٓئِكَ كَمَا لَانَعَامٍ بَلْ هُمْ اَضَلُّ قُرْآن مجید نے کہا یہ انسان نما جانور ہیں دیکھنے میں انسان ہے میں اور آپ اس کو انسان کہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ انسان نہیں کہتے کیونکہ انسان تو وہ ہوتا ہے جو اپنے محسن کو پہچانتا ہے قرآن نے کہا بَلْ هُمْ اَضَلُّ جانوروں سے بدتر ہیں جانور بھی اپنے پالنے والے کو پہچانتا ہے جو آدمی جانور کو چارہ ڈالتا ہے جانور اس کو سینگ نہیں مارتا اس سے محبت کرتا ہے تو یہ کیسا انسان ہے کہ جو پالنے والا رب ہے اس کو بھول جاتا ہے پالنے والا خدا ہے ماں کے پیٹ میں بھی پالا اور ماں کے گود میں بھی پالا اور اب بھی پال رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت

میرے دوستو! جتنے بھی دنیا کے اسباب ہیں میں اور آپ اس پر اگر غور کریں تو پیدا کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہی پیدا نہ فرمائیں تو میں اور آپ پیسوں سے اسباب پیدا کر سکتے ہیں؟

چنانچہ تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں (اللہ تعالیٰ معاف فرمائے) جب کسی علاقے میں قحط پڑ جاتا تھا تو لوگ سونے کی اینٹیں دے کر روٹی خرید کرتے تھے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ ایک روٹی کی قیمت بیل کے سر جتنا سونا ہوتا تھا کیونکہ پیدا کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس لیے ہمارے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ سائنسدان کوئی تخلیق نہیں کرتے ہم مبالغہ میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ فلاں سائنسدان کی تخلیق ہے فلاں مصور کی تخلیق ہے یہ تصویر بنادی جبکہ تخلیق کہا جاتا ہے عدم سے وجود میں لانا ایک معدوم چیز کو وجود دے دینا میں اور آپ اپنے اماں ابا سے پوچھیں کہ کیا آپ کو خیال تھا کہ ہم دنیا میں آئیں گے؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے تو حاشیہ خیال میں بھی نہیں تھا کہ تمہارے جیسا بیٹا دنیا میں آئے گا تخلیق کہتے ہیں عدم سے وجود میں لانا میں اور آپ اور

سائنسدان ترکیب کرتے ہیں ترتیب دیتے ہیں تخلیق نہیں کرتے ترکیب کہتے ہیں چند چیزوں کو جوڑ کر اس سے کوئی تیسری چیز بنا لینا چاول اور گوشت کو اکٹھا کیا اور اس کو تڑکا لگایا تو اسے بریانی نام کی ڈش تیار ہو گئی تو اب بتائیے یہ جو بریانی بنی اور اس میں جتنی چیزیں استعمال ہوئیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں بریانی بنانے والا کالس اتنا کمال ہے کہ اس نے مرکب کر دیا ورنہ اس کا سارا امیریل تو خدا نے پیدا کیا ہے تو انسان وہ ہے جو اپنے محسن کو پہچانتا ہے اگر اپنے رب کو نہیں پہچانتا تو وہ انسان ہی نہیں ہے قرآن مجید نے کہا **وَلَيْسَ كَالِإِنْعَامِ** یہ جانور ہے جن میں ایمان نہیں ہے یہ جانور ہیں **بَلْ هُمْ أَصْلٰ** بلکہ فرمایا کہ جانوروں سے زیادہ گم کردہ راہ ہے جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لیے پیدا کیا اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ گائے کو دودھ دینے کے لیے پیدا کیا وہ دودھ دے رہی ہے گوشت کے لیے پیدا کیا گوشت دے رہی ہے۔

فکر آخرت مقصد حیات

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **اِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ** پوری دنیا تمہارے لیے ہے **وَ اَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلاٰخِرَةِ** اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو تمہیں دنیا میں بھیجنے کا مقصد آخرت کمانا ہے کیونکہ آخرت کی مارکیٹ دنیا ہے دیکھو! آپ مارکیٹ جاتے ہیں کہ **Sunday** مارکیٹ جاتے ہیں وہاں فلاں فلاں سامان ملے گا ہمارے علاقے میں وہ نہیں ملتا اس کے لیے وہاں جانا پڑے گا آپ ڈرائیونگ کر کے وہاں جاتے ہیں اور وہاں سے آپ سامان خریدتے ہیں اپنے گھر کے لیے **ویکلی (weekly)** آپ جاتے ہیں اور پورے **ویک (week)** کے لیے آپ سامان خریدتے ہیں میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے بھی دنیا میں آخرت کا سامان رکھا ہے کہ دنیا میں جاؤ! نماز پڑھو یہاں نماز پڑھنے کی قیمت ہے روزے رکھنے کی قیمت ہے آسمانوں پر تو کسی کو بھوک نہیں لگتی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانوں پر ہیں زندہ ہیں

میرے اور آپ کا عقیدہ ہے وہاں ان کو بھوک نہیں لگتی نہ پیاس لگتی ہے کھانے پینے کی احتیاج ان کو نہیں ہے تو روزے کی قیمت یہاں ہے تلاوت قرآن کی قیمت حج کی قیمت خیرات زکوٰۃ کی قیمت یہاں ہے نماز روزہ و دیگر اعمال کر کے گویا ہم نے مارکیٹ سے مال خرید لیا اور یہ مال جا کر آخرت میں کام آئے گا انعام وہاں ملے گا اور جس نے دنیا میں مارکیٹنگ ہی نہیں کی تو آخرت میں خالی ہاتھ ہوگا آپ کے پاس مال ہے آپ غریبوں کو تقسیم کر رہے ہیں یہاں غریب محتاج ہیں وہاں تو کوئی محتاج نہ رہے گا تو آخرت کی مارکیٹ دنیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس لیے بھیجا ہے کہ مارکیٹ میں جاؤ اور جلدی جلدی آخرت کے گھر کے لیے سامان اکٹھا کر لو تا کہ تم قبر کی گاڑی میں بیٹھو تو تمہارے پاس ضرورت کا تمام سامان موجود ہو ایسا نہ ہو کہ تمہیں سفر میں مشقت پیش آجائے۔

عطاء ایمان فضل ربی

تو ہماری قیمت ایمان کی وجہ سے ہے یہ اللہ تعالیٰ نے ایمان ہمیں مفت میں اپنے فضل سے عطا فرمایا یہ اس کا فضل خاص ہے کہ ہمیں ایمان دے دیا ورنہ کتنی مخلوق ہے جو ایمان سے محروم ہے ہم میں سے کوئی ایسی خصوصیت تو نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے ہم زیادہ مستحق تھے وہ چاہیں تو ابولہب کو محروم کر دے ابولہب کے معنی کیا ہیں؟ لہب کہتے ہیں آگ کے شعلے کو جو آگ کے اوپر سرخ رنگ کی لپٹ ہوتی ہے تو اس کا چہرہ ایسا سرخ تھا کہ دور سے لگتا تھا جیسے آگ دھک رہی ہو اور نہایت حسین تھا تو اس کو ابولہب کہا گیا اسے ایمان سے محروم کر دیا اور بلال کو ایمان دے دیا عمار بن یاسر کو ایمان دے دیا زبیرہ کو ایمان دے دیا غلاموں کو ایمان دے رہے ہیں آقا محروم ہو رہے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب بلال حبشیؓ کو خریدتا تو ان کے والد ابو قحافہ نے سب سے پہلے اعتراض کیا وہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے کہا کہاں سے تو اس کا لے کو خرید لایا ہے اگر غلام خریدنے کا شوق تھا تو کوئی رومی غلام خریدتا

اس وقت رومی غلام بھی فروخت ہوتے تھے انگریزوں کی نسل ہے کہا کہ کوئی خوبصورت غلام خریدتا یہ کیسا تو کالی چمڑی والا لے آیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا اتنا! میں نے اس کی چمڑی دیکھ کر نہیں خریدا بلکہ اس کا دل دیکھ کر خریدا ہے اس کا دل قیمتی ہے اس کے دل میں ایمان ہے میں نے اس کی قیمت لگائی ہے اس کی ظاہری چمڑی کی قیمت نہیں لگائی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی قیمت مظروف کی وجہ سے ہے کہ تمہارے دل کے ظرف میں کیا ہے تمہاری دل کی جو بوتل ہے مٹی کی اس بوتل میں کیا ہے اگر اس بوتل میں ایمان ہے اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا نور ہے تو یہ بہت قیمتی ہے اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے خواہ پوری دنیا اس کو کہے کہ تجھ جیسا حسین و جمیل کوئی نہیں اور تجھ جیسا خوبصورت کوئی نہیں خدا کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے وہ مٹی ہے کل کو قبر میں جا کر مٹی ہو جائے گا مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ہندی و قیجافی و رومی و حبش

چار آدمی مرے ایک کالا ہو ایک گورا ہو ایک سانولے رنگ کا ہو ایک سرخ قندھاری انار کی طرح ہو۔

جملہ یک رنگ اندر گور و خش

کچھ عرصہ بعد قبر کھودو سب کی مٹی کا رنگ ایک ہو گا سب کا ڈسٹمبر اتر جائے گا۔
میرے شیخ فرماتے ہیں رنگ و روغن ڈسٹمبر ہے۔

میر مارے گئے ڈسٹمبر سے

ورنہ مٹی کی حقیقت کیا تھی

بلڈنگ پر کتنی ہی خوبصورت وائٹ واش کرتے ہیں اور کچھ عرصہ بعد بارشوں کی وجہ سے اور زمانے کی دھوپ اس کے رنگ کو بدل دیتی ہے اور اندر کا اینٹ مٹی گا رانکل آتا ہے تو میرے دوستو! اس رنگ و روغن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قیمت نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے مختلف شکلیں بنائیں تاکہ اچھی شکل ہے تو شکر ادا کرے اگر خوبصورتی میں کمی ہے تو

صبر سے کام لے لیکن قیمت اس پر لگے گی کہ دل میں کیا ہے۔

ایک صحابی رسول ﷺ

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی ہیں حدیث میں آتا ہے جن کا نام ظاہر تھا گمان دمیما ان کی شکل اتنی خوبصورت نہیں تھی سیدھی سادھی شکل کے آدمی تھے دیہات کے رہنے والے تھے لیکن پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عجیب محبت کا تعلق تھا کہ جب بھی دیہات سے آتے تو آپ کے لیے دیہات کا کوئی تحفہ لے کر آتے کبھی لکڑی لا کر پیش کرتے کبھی کچھ اور۔

اس لیے کہتے ہیں بڑوں کو تحفہ دینے میں یہ نہ دیکھو کہ بہت ہی قیمتی تحفہ ہو اپنے ابا کو دادا کو چاچا کو استاذ کو پیر و مرشد کو پیش کر دینے نہ دیکھو بہت قیمتی ہو بس اس میں محبت شامل ہونی چاہیے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلیفہ تھے (اعظم گڑھ میں) ہم لوگ جو اس وقت طالب علم تھے ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہوتا تھا اس زمانے میں مٹی کے ڈھیلے جو استنجے میں استعمال ہوتے ہیں وہ بڑے اچھے بنا بنا کر حضرت کو پیش کرتا حضرت فرماتے جزاک اللہ حیرا کیا تم نے تحفہ پیش کیا استنجے میں مجھے سہولت ہوگئی کبھی مسواک پیش کرتا۔۔

تو وہ صحابی جیسا اس بیچارے کو ملتا وہ لے آتا کبھی ساگ لے آیا کبھی مرچیں جیسے دیہات کی چیزیں ہوتی ہیں وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لا کر پیش کرتا تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے جب تو شام کو گھر جائے ہمیں مل کے جانا شام کو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کوئی برتن دے دیتے کہ گھر میں استعمال کر لیتا کبھی کوئی کپڑا دے دیتے اور فرماتے ظاہر بادیتنا ونحن حاضر وہ (حضرت ظاہر اشعری رضی اللہ عنہ بدر میں شہید ہوئے دیکھئے شامل ترمذی) کہ ظاہر ہمارا گاؤں ہے اور ہم

ظاہر کا شہر ہیں وہ ہم کو گاؤں کی چیزیں لا کر دیتا ہے ہم اس کو شہر کی چیزیں پیش کرتے ہیں ترمذی شریف کی روایت ہے کہ وہ ایک دن لکڑیاں لے کر آئے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکڑیاں پیش کیں آپ نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ کہا لکڑیاں کاٹ کر لایا ہوں بازار میں بیچنے کے لیے تاکہ کچھ پیسے مل جائیں تو اپنے گھر والوں کے لیے کھانے پینے کے اسباب لے کر جاؤں آپ نے پوچھا کہاں؟ کہا فلاں بازار میں فروخت کروں گا اب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے سے تشریف لے گئے اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے جیسے بچے کھلتے ہیں یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق تھے کہ صحابہ کرام کے ساتھ اپنی محبت کے اظہار کے لیے مزاح بھی فرماتے تھے۔ تو پہلے تو اس نے کہا مَنْ أَنْتَ أَرْسَلْتَنِي؟ کون ہو مجھے چھوڑ دو لیکن جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو سونگھی کیونکہ آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو بڑی عجیب و غریب خوشبو تھی جنت کی خوشبو بھی اس کے سامنے کچھ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے گھر میں پیغمبر علیہ السلام تشریف لائے گرمی کے دن تھے اور خوب گرمی تھی آپ ﷺ ہمارے گھر میں استراحت فرما ہوئے میری اماں اُمّ سلیم (یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ ہیں) حضرت آمنہ کے ساتھ انہوں نے دودھ پیا ہے حضرت انس بن مالک کی والدہ اُمّ سلیم اور ان کی خالہ اُمّ حرام نے بھی ساتھ ساتھ دودھ پیا ہے ان تین بچیوں نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا اس لیے یہ پیغمبر علیہ السلام کی رضاع خالائیں تھیں اس لیے پیغمبر علیہ السلام ان کے گھر چلے جاتے اور اپنی ماں کی محبت یہاں محسوس کرتے تھے اور یہ پیغمبر علیہ السلام کو کنگھی کرتیں اور کپڑے دھوتیں تو اس لیے حضرت انس بن مالک کے گھر میں جتنا آپ جاتے تھے اور کسی کے گھر میں اتنا نہ جاتے تھے کیونکہ خالہ کا گھر تھا) تو کہتے

ہیں کہ آپ سو گئے اور آپ ﷺ کا پسینہ پیشانی سے زمین پر گر رہا تھا تو میری ماں حضرت اُمّ سلمہ کو عجیب سوچ آئی کہ چھوٹی سی شیشی لے کر تکیہ کے ساتھ رکھ دی اور پسینہ اس میں گر تا رہا جب بوتل بھر گئی تو دھکن بند کر کے رکھ دیا جب پیغمبر ﷺ دنیا سے چلے گئے تو میری ماں نے کہا میں تجھے بڑا قیمتی تحفہ دیتی ہوں اس کو سنبھال کے رکھ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب میں بصرہ چلا گیا تو جمعہ والے دن تھوڑا سا پسینہ دوسری خوشبو میں شامل کر کے لگا تا اور مسجد میں جاتا اور بصرہ کے لوگ بڑے امیر کبیر لوگ تھے وہ کہتے تھے انس ہم نے دنیا چھان ماری ایسی خوشبو کے لیے بڑے پیسے خرچ کیے لیکن وہ خوشبو جو تو جمعہ کے دن لگا کے آتا ہے ہمیں نہیں ملی ہمیں بتا کس دکان سے تو نے لی ہے تو حضرت انس بن مالکؓ رونے لگتے اور فرماتے وہ دکان تمہیں نہیں مل سکتی یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے جو میں خوشبو میں شامل کر کے لگا کے آتا ہوں جو میری ماں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد مجھے تحفہ دیا ہے۔

بقیہ قصہ صحابیؓ کا

تو اس صحابیؓ نے پیغمبر ﷺ کی خوشبو سونگھی سمجھ گئے کہ یہ تو میرے محبوب ہیں اور آقا ہیں جو میری آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں تو فرط محبت سے اپنی پیٹھ پیغمبر ﷺ کے سینے سے ملنے لگ گئے کیونکہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا ایمان کی حالت میں جس کا جسم میرے جسم کے ساتھ لگ گیا اللہ تعالیٰ نے جہنم اس پر حرام کر دی اس لیے صحابہ کرام کی کوشش ہوتی تھی کہ پیغمبر ﷺ سے مصافحہ کریں پیغمبر ﷺ سے معاف نہ کریں پیغمبر ﷺ کے جسم کے ساتھ ہمارا جسم لگ جائے وہ موقع ڈھونڈتے تھے تاکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ اس پر آگ حرام ہو جاتی ہے تو ہمیں یہ سعادت مل جائے۔

تو صحابہ جمع ہو گئے جب دیکھا پیغمبر ﷺ مارکیٹ میں آئے ہوئے ہیں

سارے صحابہ دکانیں چھوڑ کر آگئے تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ يَشْتَرِنِي هَذَا الْعُغْلَامُ ہے کوئی ہے اس غلام کو خریدنے والا کیونکہ سیدھی سادھی شکل و صورت کے تھی اور لگتے بھی ایسے تھے کہ جیسے کسی جنگل سے غلام لائے گئے ہوں فرمایا کون ہے جو اس غلام کو خریدے گا۔

وہ رونے لگ گئے عرض کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ نہ میری شکل ہے نہ میری عقل ہے کون میری قیمت لگائے گا غلاموں کی قیمت کے لیے ان کی شکلیں لوگ دیکھا کرتے تھے ان کی عقلیں دیکھتے تھے کہ ہمارے کاروبار میں ہمارے کام آئے گا میری نہ شکل ہے نہ عقل ہے ایک دیہاتی سا آدمی ہو بالکل اُن پڑھ آدمی ہوں آپ بازار والوں سے میری قیمت لگوائیں میں بے قیمت ہوں آپ مجھے بہت سستا پائیں گے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں! خدا کی قسم! تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قیمتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز سستا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت سمائی ہے تو قیمت اس کی ہے۔

قیمت وہ جو آقا لگائے

میرے دوستو! انسان کی قیمت اس پر ہے کہ اُس کے دل میں کیا ہے؟ اس کے دل میں اگر ایمان ہے تو قیمت ہے ورنہ کوئی قیمت نہیں ہے آج آدمی اپنی قیمت خود لگاتا پھرتا ہے کہ میرے پاس یہ اسباب ہیں یہ چیزیں ہیں کتنے لوگ مجھے سلوٹ مارتے ہیں بھئی! یہ غلام ہیں تو بھی غلام ہے غلاموں کے سلوٹ مارنے سے قیمت بڑھنے والی نہیں ہے۔

انسان اپنی قیمت خود لگائے یا اپنے جیسوں سے قیمت لگوائے تو وہ معتبر نہیں

ہمارے حضرت کا شعر ہے ۔

اگر مالک ہے ہم سے خوش تو قیمت ہماری ہے

غلاموں کی بذاتِ خود کوئی قیمت نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ اگر کہہ دے کہ بندے میں تجھ سے خوش ہوں تب کام بنے گا غلام کی قیمت مالک لگاتا ہے خود غلام اپنی قیمت نہیں لگاتا نہ دوسرے غلام اس کی قیمت لگاتے ہیں۔

ایک تیلی کا قصہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور سفر میں ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک اللہ والے تھے وہ ایک تیلی کے پاس تیل لینے جاتے تھے تو وہ ہمیشہ ان کے ساتھ مذاق کرتا اور کہتا کہ حضرت صاحب! یہ بتاؤ آپ کی داڑھی اچھی ہے یا میرے بیل کی گھنٹی اچھی ہے۔

یہ لوگ بیل کے گلے میں گھنٹی باندھتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ چل رہا ہے کھڑا تو نہیں ہے ایک مولوی صاحب تیلی کے پاس تیل لینے گئے پوچھا کہ یہ گھنٹی کیوں باندھی ہے اس نے کہا اس لیے باندھی ہے کہ میں کام میں لگا رہتا ہوں تو پتہ چلتا رہتا ہے کہ چل رہا ہے جب آواز نہیں آتی تو فوراً آکے ڈنڈا کھڑکاتا ہوں تو مولوی صاحب نے کہا کہ اگر بیل ایک ہی جگہ کھڑے ہو کر گردن ہلاتا رہے تو پھر اس نے کہا تجھے تیل ہمیں دوں گا جلدی سے چلا جا ہو سکتا ہے بیل سن لے۔

تو ہمیشہ وہ یہی کہتا کہ بتاؤ! تمہاری داڑھی اچھی ہے یا میرے بیل کی گھنٹی اچھی ہے تو حضرت کبھی کوئی جواب نہ دیتے لیکن تیل بھی اسی سے لیتے جب حضرت کا انتقال ہونے لگا تو وصیت فرمائی کہ دیکھو! جب میں مرجاؤں تو میرا جنازہ اس تیل والے کے پاس سے لے کر گزرنا اور تھوڑی دیر جنازے کو روک لینا جب فوت ہو گئے اور لوگ جنازہ لے کر چلے اس تیلی کو بھی پتہ لگ گیا کہ وہ فلاں بزرگ جو میرے پاس تیل لینے آتے تھے فوت ہو گئے اب جنازہ آ رہا ہے جیسا کہ رواج ہے کھڑے ہو جاتے ہیں لوگ جنازہ دیکھ کر رونہ شریعت میں کوئی ایسا لازم نہیں ہے کھڑا ہو جانا وہ دکان پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگا لوگوں نے جنازہ ٹھہرا دیا جنازے سے آواز آئی او تیلی!

میری داڑھی تیرے بیل کی کھنٹی سے اچھی ہے پھر لوگوں نے جنازہ آگے بڑھا دیا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا یہ بات تو صرف میں اور وہ جانتے تھے اب مرنے کے بعد آواز آرہی ہے زندگی میں تو کبھی جواب نہیں دیا جب ہوش آیا تو ایک عالم ربانی کے پاس گیا کہ آج میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا انہوں نے بتایا کہ حضرت نے اس لیے تمہیں زندگی میں جواب نہیں دیا کہ اگر ایمان پر خاتمہ نہ ہو تو تیرے بیل کی کھنٹی اچھی ہے اگر ایمان پر خاتمہ ہو گیا تو پورا عالم بھی قیمت نہیں دے سکتا تو چونکہ ایمان پر ان کا خاتمہ ہو گیا تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب مرنے کے بعد تجھے دے دیا کہ ایمان ساتھ لے کر گیا ہے ان کی داڑھی تیرے بیل کی کھنٹی سے اچھی ہے۔

حفاظت ایمان کا طریقہ

انسان کی قیمت ایمان کی وجہ سے بنتی ہے کہ اس کی دل کی شیشی میں ایمان ہو۔ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان عطا فرمایا لیکن اس کی حفاظت کیسے ہوگی تو قرآن مجید نے کہا اتقوا اللہ - یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ اے ایمان والو! ایمان اگر بچانا ہے تو گناہ سے بچو نفس و شیطان کے پیچھے چلنے سے بچو گناہ کرنا نفس و شیطان کی ماننا دلیل ہے کہ قیمتی چیز کا تمہیں احساس نہیں ہے تم نے تالا نہیں لگایا دل کی تجوری پر اب بتائیے! قیمتی چیز ہے تجوری میں رکھی ہے اور تالا نہیں لگایا تم نے وہاں بجلی کی وائرنگ نہیں کی کرنٹ اس میں نہیں چھوڑا اس کا مطلب ہے کہ آپ کی نظر میں قیمت ہی نہیں ہے جب چاہے گا شیطان اٹھا کر لے جائے گا شیطان ایک عجیب دشمن ہے ہمارا کوئی دشمن ہوگا ہمارے پیسے لے لے گا کوئی دشمن ایسا ہوگا جو کپڑے اُتار دے گا کوئی دشمن ایسا ہوگا زخمی کر دے گا کوئی دشمن ایسا ہوگا جان سے مار دے گا لیکن شیطان ایسا دشمن ہے جو ایسا کوئی کام نہیں کرے گا کبھی شیطان کپڑے نہیں پھاڑے گا کبھی آپ کے سر پہ ڈنڈا نہیں مارے گا کبھی آپ کی گاڑی کو پتھر نہیں کرے گا کبھی آپ کو

زخمی نہیں کرے گا کبھی جان سے نہیں مارے گا کیا کرے گا؟ آپ کے دل میں سے ایمان کا موتی نکالنے کی کوشش کرے گا اس کو پتہ ہے اس کی قیمت اس کی وجہ سے ہے یہ نکل جائے تو اس کی کوئی قیمت نہیں ہے فرمایا اتقوا اللہ تقویٰ جب تک نہیں ہوگا ایمان بچنا مشکل ہے ایمان کی حفاظت گناہ سے بچنے سے ہوتی ہے۔

جو آدمی گناہ سے بچتا ہے اور گناہ سے بچنے کا غم اٹھاتا ہے اور کبھی گناہ ہو جائے تو رورو کے اپنے رب کو مناتا ہے اس کا ایمان بالکل سلامت رہتا ہے یہاں (زامبیا) میں مکانوں کے ارد گرد باؤنڈریاں بھی بنی ہوئی ہیں اور باؤنڈری کے اوپر کرنٹ بھی چھوڑا ہوا ہے تو اب بتائیے! باؤنڈری کے ساتھ تو کوئی قیمتی چیز نہیں ہے یہ آپ نے کیوں باؤنڈری وال بنائی اور باؤنڈری وال پر کرنٹ کیوں لگایا تو آپ کہیں گے مولانا صاحب تاکہ اندر مکان محفوظ ہو جائے اگر کوئی آئے باؤنڈری وال توڑے گا یا اوپر چڑھے گا کرنٹ لگے گا تو ہماری گھنٹی بج جائے گی سیکورٹی کی گھنٹی بج جائے گی آواز آجائے گی تو ہم وہیں پر ہی نمٹ لیں گے اندر مکان میں جو قیمتی چیز ہے ہم ہیں ہمارے بال بچے ہیں ہمارا مال ہے اس تک وہ پہنچنے نہیں پائے گا جھگڑا باہر ہی رہ جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں یہی کہا کہ تقویٰ اختیار کرو نفس و شیطان کی لڑائی باؤنڈری لائن پر لڑو باؤنڈری لائن پر ہی سارا جھگڑا ہو جائے تاکہ اندر ایمان کا قیمتی موتی محفوظ رہے جو آدمی گناہ سے نہیں بچتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس کے مکان کی باؤنڈری وال ہی نہیں ہے آرام سے چور آئے گا اس کو پتہ تب چلے گا جب وہ اصل مال تک پہنچ جائے گا ہو سکتا ہے کہ لے کر چلا جائے پتہ بھی نہ چلے سوتا رہ جائے رات کے ندھیرے میں ہی مال اڑا کر لے جائے اس کو خبر بھی نہ ہو۔

طریق تقویٰ

فرمایا اتقوا اللہ تقویٰ اختیار کرو گناہ سے کیسے بچا جاتا ہے؟ جب تقویٰ اختیار

کرنے میں ہمت سے کام لے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمت دی ہے اس کو استعمال کرو، ہم میں ہمت موجود ہے کہ ہم اس آنکھ کو گناہ سے بچاسکیں کان گناہ کر رہے ہیں زبان گناہ کر رہی ہے دل گناہ کر رہا ہے ہاتھ پاؤں گناہ کر رہے ہیں اور آپ بچ سکتے ہیں اسی لیے تو خدا نے حکم دیا کہ تقویٰ اختیار کرو اگر میں اور آپ نہیں بچ سکتے تو حکم ہی کیوں دیتے؟ حکم دینا دلیل ہے اس بات کی کہ مجھ اور آپ میں ہمت ہے لیکن ہم اس ہمت کو استعمال نہیں کرتے جب استعمال نہیں کریں گے تو ایمان پر حملہ ہوگا اس لیے ایسا آدمی جو گناہ سے نہیں بچتا تو آخر میں کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں پہلے اس کو وہم اور دوسو سے آنا شروع ہو جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بارے میں قرآن کے بارے میں اسلام کے بارے میں کہتے ہیں مجھے یہ اشکال ہے یہ جتنے بھی آپ اشکالات والے لوگ دیکھیں گے ان کی لائف دیکھ لو یہ وہ ہونگے جو پہلے گناہ میں گھسے رہے تو پہلے گناہ کرایا شیطان نے اب اس کے بعد ایمان تک پہنچ گیا اب اس کا ایمان خطرے میں ڈال دیا اور ایمان نام یقین کا ہے شک آیا تو ایمان ہی ختم ہو گیا۔

مفتی حبیب الرحمن عثمانی کا قصہ

ہمارے بزرگوں میں مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (دارالعلوم دیوبند) کے مہتمم بھی رہے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی ہمارے استاد حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث نے ہمیں یہ واقعہ سنایا کہ حضرت رات کو قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے تو ایک آیت کے بارے میں دل میں سوال اٹھا تو حضرت نے ساری تفسیریں دیکھیں کہ شاید اس سوال کا جواب کسی مفسر نے کسی عالم نے دیا ہو جواب کہیں نہیں ملا تو پریشان ہو گئے کہا کہ اگر اس حالت میں میرا انتقال ہو گیا تو میں اپنے اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا

سردی کا موسم تھا رات کو چپکے سے نکلے ڈنڈا لیا لحاف اوڑھا لائین لی اور بیس میل پیدل چل کے گنگوہ شریف پہنچے جہاں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حیات تھے لیکن نابینا ہو چکے تھے سفر کر کے پہنچے خود بھی بوڑھے آدمی تھے وہاں گئے کہ کہیں میرا انتقال اسی حالت میں نہ ہو جائے کہ میرے دل میں ایک سوال آرہا ہے اس کا جواب نہیں مل رہا وہاں گئے تو تہجد کا وقت تھا یعنی عشاء کے بعد چلے سفر کرتے کرتے تہجد کے وقت پہنچے جب وہاں پر پہنچے تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے تہجد کے لیے تو جب انہوں نے سلام کیا تو حضرت پہچان گئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ عجیب انسان تھے بڑی تیز حس تھی یعنی جب نابینا ہو گئے تھے تو لکھا ہے کہ حضرت ایسے بیٹھے ہوتے اور دو چار سو پانچ سو آدمی مجلس میں بیٹھا ہوتا اور کوئی چھوٹا بچہ آ کر بیٹھ جاتا بیچ میں تو فوراً فرماتے کہ کوئی چھوٹا بچہ آیا ہے کوئی کہتا حضرت! آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرمایا اُس کا سانس بتا رہا ہے کہ یہاں کوئی بچہ بیٹھا ہے ایسا اللہ تعالیٰ نے نور باطن عطا فرمایا تھا ظاہری آنکھ تو نہیں تھی لیکن باطنی آنکھیں تھی حدیث شریف میں ہے

”اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ“

کہ مؤمن کی فراست سے ڈرو یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے دل میں جھانک لیتا ہے کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

تو حضرت وضو فرما رہے تھے سلام کیا تو جواب دیا فرمایا مفتی صاحب! اتنی رات کو کیسے آنا ہوا؟ کہا کہ حضرت! اس طرح میں تلاوت کر رہا تھا میرے دل میں اس آیت کے متعلق ایک سوال آیا مجھے جواب نہیں ملا تو حضرت نے وضو کرتے کرتے جواب دے دیا فرماتے ہیں جواب سنتے ہی میرا سینہ روشن ہو گیا میں نے عرض کیا حضرت! میں واپس جاتا ہوں فرمایا ناشتہ کر کے جانا ہمارے پاس رہو کہا کہ حضرت! صبح میرا سبق ہوتا ہے میں جب تک پہنچوں گا تو سبق کا وقت ہو جائے گا چنانچہ جب واپس پہنچے راستے میں فجر ہو چکی تھی اور جب پہنچے تو سبق شروع ہو چکا تھا سیدھے درس

گاہ میں جا کر سبق پڑھانا شروع کر دیا۔

فوری توبہ کی مثال

میرے دوستو! تقویٰ کے بغیر ایمان نہیں بچتا گناہ سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کرو اپنے احساس کو زندہ کرو مردہ نہ کرو گناہ ہو جائے تو توبہ استغفار کرو۔

میرے شیخ فرماتے ہیں جو آدمی گناہ کر لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے مچھلی کو آپ ہنٹنگ (Hunting) کرتے ہیں شکار کرتے ہیں پانی سے باہر نکلاتے ہیں تو کیسے وہ جمپنگ (Jumping) کرتی ہے پانی میں جانے کے لیے اگر وہ جمپنگ کرتی ہے تو ننانوے فیصد گمان ہے کہ وہ پانی کے اندر چلی جائے جتنی دیر ہوتی جائے گی اس کی جمپنگ کی صلاحیت کمزور ہوتی جائے گی یہاں تک کہ مردہ ہو جائے گی اور تڑپنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جائے گی تو آدمی سے گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں دیر نہ کرے شیطان نے اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب سے ہمیں گناہ کے ذریعے شکار کیا ہے شیطان ہمیں Hunt کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب سے نکالتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ تڑپ کر توبہ کر کے دوبارہ اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب میں چلا جائے اگر دیر کرے گا تو پھر آہستہ آہستہ توفیق توبہ سلب ہو جائے گی پھر توبہ نہیں کر سکے گا۔

صحبت اہل اللہ

اور دوسرا سبق یہ دیا کہ گناہ سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا تمہارے لیے کیسے آسان ہوگا؟ ایک تو اپنی ہمت استعمال کرو اور دوسرا کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اہل ہمت کی صحبت میں رہو جو تقویٰ میں پکے اور سچے ہیں ان کی صحبت میں رہو اٹھنا بیٹھنا رکھو کیونکہ صحبت سے تقویٰ آسانی سے آجاتا ہے کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ فی التَّقْوَىٰ یعنی تقویٰ میں جو سچے لوگ ہیں ان کے ساتھ رہو اور کتنا ساتھ ہو؟ جب تک ان جیسے نہ ہو جاؤ خَالِطُوهُمْ لِيَتَّكُونُوا مِثْلَهُمْ (تفسیر روح المعانی) ان کے ساتھ اتنا

رہو کہ ان جیسے ہو جاؤ ایسی تقویٰ میں استقامت نصیب ہو جائے جیسے ان اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو نصیب ہے تو پھر شیطان کبھی کامیاب نہیں ہوگا آدمی معصوم تو نہیں ہوگا لیکن محفوظ ہو جائے گا اللہ تعالیٰ پھر اس کو حفاظت عطا فرمادیتے ہیں پھر شیطان کے لیے اتنا آسان نہیں ہے کہ وہ اس کے اوپر حملہ آور ہو سکے شیطان تقویٰ کے نور سے ڈرتا ہے۔ ایک اللہ والے تھے انہوں نے شیطان دیکھا تو لاٹھی لے کر اُس کے پیچھے دوڑے وہ آگے آگے بھاگ رہا تھا تو دور جا کر شیطان نے کہا میں تمہاری لاٹھی سے نہیں ڈرتا تمہارے دل کے نور سے مجھے ڈر لگتا ہے یہ نور مجھے پکھلا دیتا ہے جس طرح پانی سے نمک پکھل جاتا ہے میں تیرے دل کے نور کی وجہ سے بھاگ رہا ہوں تیرے ڈندے کے ڈر سے نہیں بھاگ رہا۔

شیطان کا طریقہ واردات

حدیث میں آتا ہے کہ شیطان انسان کے بائیں کندھے کے پیچھے سے اس کے دل میں اپنا سونڈ ڈالتا ہے جیسے ہاتھی کا سونڈ ہوتا ہے جب دیکھتا ہے دل میں نور نہیں ہے تو پھر اس کو پکڑ لیتا ہے اور پھر اس میں بُرائیاں القاء (ڈالتا ہے) کرتا ہے یہاں تک کہ وہ آدمی گناہوں کی طرف اور بُرائیوں کی طرف چلا جاتا ہے شیطان اس کو ایسے خیالات میں مبتلا کر دیتا ہے کہ آہستہ آہستہ گناہوں کے خیالات اور ارادے ہوتے ہوتے اس کو گناہوں کی وادی میں دھکیل دیتا ہے اور اگر دل میں نور ہوتا ہے تو اس کو کرنٹ لگتا ہے جیسے وائر (Wire) میں بجلی چل رہی ہو تو آدمی کو کرنٹ لگتا ہے اور اس کو پیچھے پھینک دیتی ہے اسی طرح نور جب انسان کے دل میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں آسکتا۔

خلاصہ کلام

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایمان بچانا ہے تو تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ دو چیزوں

سے ملے گا کہ ایک تو خود ہمت کرو گناہ سے بچنے کی ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ آدمی ہمت کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے شاعر کہتا ہے

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہیے
 پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہیے
 فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہیے
 مجنوں نے کہا ہمتِ مردانہ چاہیے

تو ہمتِ مردانہ استعمال کرو جب آدمی گناہ سے بچنے میں ہمت کرے اور نفس و شیطان کا مقابلہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے اس انسان پر کھول دیتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے ہمت کی بھاگے دروازے کھلے یا نہیں کھلے سات دروازے ہیں تالے لگے ہیں کھل گئے یوسف علیہ السلام بھاگے کہ مجھے ادھر نہیں رہنا ہے میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں میرا اور آپ کا عقیدہ ہے کہ نبی معصوم ہوتے ہیں آپ سے تو پھر بھی گناہ کا ارتکاب نہیں ہونا تھا لیکن ہمیں سبق دیا کہ ایمان والو گناہ سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کرنی پڑے گی اور ہمت کا مطلب ہے کچھ قدم تو اٹھاؤ کچھ قدم تو بڑھاؤ ہمت نہیں کرو گے تو کسی ادنیٰ گناہ سے بھی نہیں بچ سکتے۔

اور دوسری چیز کونو امع الصادقین سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو اپنا وقت ان کے ساتھ لگاؤ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو ان کے دل میں جو قیمتی خزانے ہیں ان کو لینے کی اپنے دل میں طلب پیدا کرو۔

آج ہمیں فیض کیوں نہیں ملتا بہت بزرگ آتے ہیں ملاقات ہوتی ہے طلب نہیں ہے جب طلب نہیں ہوگی تو کیسے آئے گا آپ بتائیے! سر میں درد ہوتا ہے آپ دوائی کھاتے ہیں تو دوائی کہاں جاتی ہے آپ کے پیٹ میں جاتی ہے تو پیٹ میں جانے کے بعد اس کو نیچے جانا چاہیے ٹانگ میں! تو بجائے ٹانگ میں جانے کے سر میں کیوں چلی گئی؟ سوچنے کی بات ہے کیونکہ سر میں طلب تھی اس کو دوائی کی طلب ہے

ہاتھ کو طلب نہیں تھی ٹانگ کو طلب نہیں تھی جس کو طلب تھی دوائی وہیں چلی گئی نیچے سے اوپر چلی گئی حالانکہ نیچے سے نیچے جانی چاہیے تھی لیکن اوپر چلی گئی طلب کی وجہ سے جب آدمی میں طلب پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو بزرگوں کا فیض بھی عطا فرماتے ہیں پھر تقویٰ کی دولت جو ان کے قلوب میں چھپی ہوئی ہے وہ دولت بھی انسان کو مل جاتی ہے جب طلب نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے ساتھ بھی رہیں تو کچھ نہیں مکہ والوں کو طلب نہیں تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ نہیں اٹھایا اور چار سو پانچ سو کلومیٹر دور مدینہ والوں کے دل میں طلب پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وہیں اپنے رسول ﷺ کو بھیج دیا کہ اگر تم طالب ہو تو ہم مطلوب کو تمہارے گھر بھیج دیتے ہیں مگر کے استاذ تجرگزرا صغر گوئد وی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے

میں سمجھتا تھا مجھے ان کی طلب ہے اصغر

کیا خبر تھی وہی لے لیں گے سراپا مجھ کو

بس میرے دوستو! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهُ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهُ وَاَفْعَلُ
بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهُ فَانِكَ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا
وَ اِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ . اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَلِكُ الْهٰدِيَّ
وَ النَّقِيَّ وَ الْعَفَافَ وَ الْغَنِيَّ . اللّٰهُمَّ وَفَقْنَا لِمَا تَحِبُّ وَ تَرْضٰى مِنْ الْقَوْلِ وَ الْعَمَلِ
وَ الْفِعْلِ وَ النِّيَّةِ وَ الْهٰدِيَّ وَ الْهٰدِيَّ اِنْكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

رات کی مجلس

عشاء کی نماز کے بعد بھائی ایوب لولات صاحب کے گھر پٹوکے (Petauke)

کے تمام لوگ جمع ہو گئے اور خوب مجلس جمی۔

طلباء کو تربیت کی ضرورت

حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر دینی مدارس کے طلباء بھی کسی اللہ والے سے اپنی تربیت نہیں کروائیں گے تو وہ بھی بے قاعدگیاں کریں گے اور خلاف شرع کاموں میں ملوث ہوں گے اور لوگوں کے دین داروں سے بدظن ہونے کا ذریعہ بنیں گے۔

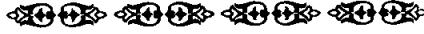
حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے والد محترم مولانا نیاز محمد ترکستانی فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے سلوک درسگاہوں میں ہی طے کیا ہے کیونکہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث سے لے کر دربان تک سب لوگ صاحب نسبت تھے بعد میں والد صاحب نے اپنے استاد مفتی محمد شفیع صاحب سے بیعت فرمائی تھی پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے بھی اپنے شیخ کی طرح تربیتی حاصل ہے ایک والد گرامی دوسرے حضرت شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اور تیسرے جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے صاحب نسبت اساتذہ رحمہم اللہ تعالیٰ رحمة و اسعاً۔

چار چیزوں کا عشق

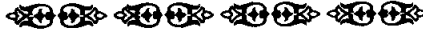
حضرت شیخ نے فرمایا کہ انسان میں چار چیزوں کا عشق ہونا چاہیے
 نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ کا عشق نمبر ۲۔ رسول اللہ ﷺ کا عشق، نمبر ۳۔ کتاب اللہ کا عشق
 نمبر ۴۔ اہل اللہ کا عشق۔ فرمایا ہمارے دادا پیر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کو
 قرآن مجید سے بہت عشق تھا اس لیے قرآن مجید کی جزدان تک کی فکر کرتے تھے
 رات کا قیام لولات صاحب کے ہاں تھا۔

23 مارچ 2010ء بروز منگل

فجر کی نماز پٹو کے (Petauke) مسجد میں ادا کی اور درس قرآن دیا



اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی علامات



(درس قرآن)

شیخ الحدیث مولانا الشاہ حلیل احمد خون دینرکاتھم

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام جامع مسجد پٹو کے (Petauke)

وقت بعد نماز فجر

بتاریخ 23 مارچ بروز منگل

ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

نحمد ونصلی علی رسولہ النبی الکریم اما بعد فاعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم .

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظَّامِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ
النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ . صدق اللہ مولنا العظیم .

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیاروں کی
کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ ہمارے پیارے اور ہم سے محبت کرنے والے ہمارے
عاشقوں کی کچھ علامتیں ہیں ان میں سب سے پہلی علامت کیا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ

”الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ“ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۲) کہ جو میرے
راستے میں خرچ کرتے ہیں تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو
زیادہ مال دیا ہے تب بھی خرچ کرتے ہیں اور اگر مال میں کمی ہے تب بھی خرچ کرتے
ہیں شیطان انسان کو پٹی پڑھاتا ہے کہ تو تو غریب ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کیا
خرچ کریگا حضرات صحابہ کرام کو دیکھئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب تبوک کے
لیے چندہ فرمایا تو اس موقع پر ایک صحابی کے پاس کچھ نہیں تھا گھر گئے گھر میں کچھ نظر
نہیں آیا سوچتے سوچتے ایک ترکیب ذہن میں آئی میرے شیخ فرماتے ہیں۔

سن لے لو سوست جب لیا م بھلے آتے ہیں

گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے راستہ دکھا دیارات کو جا کر ایک یہودی کی مزدوری کی پوری رات
مزدوری کر کے کچھ کھجوریں حاصل کیں کچھ گھر والوں کو دیں باقی لے کر پیغمبر علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے پاس آگئے اور کھجور وہ چیز ہے کہ مدینہ والوں کے ہاں اس کی کوئی

خدمت میں تو دیکھا کہ چادر بہت پرانی ہے اور وہ کپڑا بنانے کی ماہر تھیں فوراً گھر گئیں اور ایک خوبصورت چادر بنائی اور آ کر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی کہ حضرت! یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے خوش ہوئے کہ فوراً گھر تشریف لے گئے اور وہ پرانی چادر اتار کر نئی چادر پہن کر مجلس میں تشریف لائے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی چیز پہنتے تھے تو اس چیز کا حسن بڑھ جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی وجہ سے ہر شے حسین لگتی تھی چادر کا حسن بھی بڑھ گیا ایک سیدھے سادھے دیہاتی صحابی نے کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ مجھے دے دیں جو صحابہ کرام پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب رہنے والے تھے کہنے لگے تم نے اچھا نہیں کیا کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو کبھی سوال واپس نہیں کرتے۔

اس لیے ”قصیدہ بردہ“ والے نے لکھا ہے کہ اگر یہ لفظ ”لا“ کلمہ طیبہ کی مجبوری نہ ہوتی تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بھی کبھی اپنی زبان پر نہ لاتے یہ کلمہ کا ”لا“ ضروری تھا ورنہ پیغمبر کے ہاں نَعَمْ ہی نَعَمْ تھا کہ ہاں ہاں جو شخص کوئی بھی مطالبہ لے کر آتا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کی دولت بھی اس کو دے دیتے اور آخرت کی بھی تھوڑی دیر بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھے اندر تشریف لے گئے پرانی چادر باندھ لی اور وہ چادر دے کر کہاں کہ جاؤ! فلاں صحابی کے گھر پہنچا دو صحابہ کرام نے اس پر ملامت کی کہ تو نے اچھا نہیں کیا یہ کیوں تو نے مطالبہ کیا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خود بھی ضرورت تھی۔

کہنے لگے میرے دل میں آتا ہے کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے پیش ہوں تو میں اپنی بخشش کا سہارا ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہ سمجھ میں آیا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا کپڑا لے لوں تاکہ میرا کفن بن جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمادے۔

چنانچہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واقعی کچھ دن بعد ان کی وفات ہو گئی اور وہی چادر جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک سے لگی تھی اسی چادر میں ہم نے ان کو کفن دے کر جنت البقیع میں دفن کر دیا رضی اللہ عنہ۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخاوت اس پر نہیں کہ کروڑوں لٹا دو بلکہ اس پر تھی کہ جو کچھ بھی تھا خرچ کر دیا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جو دو سخاوالے تھے خالی دنیا کے سخی نہیں تھے بلکہ آپ کی سخاوت ہر طرح کی تھی کوئی آیا کہ مجھے حافظ بنا دیجیے تو اس پر قرآن مجید کی دولت لٹا دی مجھے علم دے دیجیے علم کی دولت لٹا دی مجھے زہد و تقویٰ چاہیے ہر تقویٰ کی دولت لٹا دی دنیا کی دولت بھی آخرت کی دولت بھی۔

دست غیب کا عمل

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے پیارے وہ ہیں جو ہر حالت میں خرچ کرتے ہیں تنگی ہو تب بھی خرچ کرتے ہیں مَنْ قَدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيَنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ حضرات تو بہت اچھی طرح واقف ہیں ان کا فیض کتنا تھا حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے گجرات کے علاقے میں بہت زیادہ فیض ہے حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طالب علم نے پوچھا کہ حضرت! کوئی ایسا وظیفہ بتا دو کہ جس وظیفے کی وجہ سے غیب سے پیسے ملنے لگ جائیں کیونکہ طالب علم تھے اور اس زمانے کے جو طالب علم تھے پیچھے کوئی رابطے بھی نہیں ہوتے تھے سب فقیری درویشی رہتی تھی حضرت نے فرمایا کہ مَنْ قَدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيَنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ اس آیت کے تقاضے پر عمل کرو کہ اگر رزق کی تنگی ہو تب بھی خرچ کرو۔

چنانچہ ہندوستان کے ایک بزرگ تھے تبلیغی جماعت کے ان سے میں نے خود سنا کراچی کی کمی مسجد میں ان کا بیان تھا ہم طالب علم تھے بنوری ناؤن میں تو جمعرات کو کمی

مسجد جاتے تھے فرماتے تھے کہ الحمد للہ! میرا یہ عمل ہے کہ جب مجھے رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو **Divide by Ten** کر لیتا ہوں اس دس فیصد کو میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہوں کچھ دن کے بعد میرا وہ ٹارگٹ پورا ہو جاتا ہے میں اپنا کام کر لیتا ہوں مجھے دس ہزار کی ضرورت ہے تو میں ایک ہزار خرچ کر لیتا ہوں تو دس ہزار پورے ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دنیا میں ایک پر دس ملے گا۔

دلچسپ واقعہ

اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے کسی جگہ بیان میں یہ حدیث بیان کی کہ جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کیا اس کو دس گنا ملے گا ایک دیہاتی نے بھی یہ سنا اُس کے پاس ایک ہی روپیہ تھا وہ ایک روپیہ اس دیہاتی نے خرچ کر دیا اب وہ انتظار کر رہا ہے کہ مجھے دس کب ملیں گے یاد رکھو دس کے لیے خرچ نہ کرو اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرو تو دس تو مل ہی جائیں گے لیکن ثواب سے بھی محرومی نہ ہوگی۔

جب اس کو ایک کے دس نہیں ملے کئی دن تک تو اس کو دست (موشن) لگ گئے ڈائریا ہو گیا اس کو (حکماء نے لکھا ہے کہ بعض مرتبہ زیادہ غم کی وجہ سے دست بھی لگ جاتے ہیں) تو بھاگ کر جنگل میں جاتا تھا آتا تھا جب ایک دفعہ وہ رفع حاجت کے لیے گیا ہوا تھا دیہات کے لوگوں کی عادت ہوتی ہے ہاتھ چلانے کی مٹی میں کچھ ادھر ادھر ہاتھ مارتے رہتے ہیں اور مٹی کھودتے رہتے ہیں چونکہ وہ زمین میں کام کرتے ہیں تو خیر بیٹھے بیٹھے کچھ ہاتھ چلا رہا تھا تو نیچے سے دس روپے نکل آئے تو بڑا خوش ہوا دھوتی پکڑی اور سیدھا بستی میں پہنچ گیا تو معلوم ہوا مولوی صاحب اگلی کسی بستی میں بیان کر رہے ہیں وہاں پہنچ گیا اور دورانِ مجلس ہی کھڑے ہو کر کہنے لگا امام صاحب! مسئلہ تو پورا بیان کیا کرو مولوی صاحب نے کہا کیا ہوا؟ کہا آپ نے یہ تو بتایا کہ ایک پر دس ملتے ہیں یہ نہیں بتایا کہ دست بھی لگتے ہیں غضب کے مروڑے اٹھتے ہیں۔

غصہ پینا

نمبر ۲ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی دوسری علامت وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظِ غصے کو پلے جاتے ہیں غصہ آتا ہے لیکن نکلنے نہیں دیتے یہ بات بات پر غصہ کرنا اور خصوصاً کمزوروں پر غصہ کرنا بیوی پر غصہ ہونا بچوں پر غصہ ہونا نوکروں پر غصہ ہونا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ کبر کی علامت ہے یہ آدمی متکبر ہے غصہ کرنا کبر کی علامت ہے جب غرض پوری نہیں ہوتی تو غصہ ہوتا ہے میری مرضی میری مرضی کرتا ہے۔

رضاً بالقضاء

بھائی یہ دنیا ہے اس میں لگا بندھا نظام ہے جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمہیں سات بجے چائے ملے گی تو تمہیں ساڑھے چھ بجے کیسے مل جائے گی؟ یہ تو اوپر کا نظام ہے جس کے تابع ہو کر میں اور آپ کام کرتے ہیں رضاً بالقضاء اسی کا نام ہے جب مل گیا ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے ورنہ ہم تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ ہمیں چائے بھی ملے لیکن بعض لوگوں کو بڑی جلدی ہوتی ہے کہ میرے نظام سے ادھر ادھر نہ ہو یہ خدائی کرنے کے لیے ہم نہیں آئے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں سے یہ اختیارات لینے ہوں کہ ہم جس وقت جو چاہیں وہ ہو جائے تو یہ معاملہ جنت میں ہوگا ہم ایڈوانس جنتی اختیارات لینا چاہتے ہیں۔

اس لیے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مؤمن کو جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی اختیارات میں سے ایک حصہ دے دیں گے ”کن فیکون“ کلمہ کُن اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے جو اللہ تعالیٰ استعمال کرتے ہیں مخلوق کے پاس یہ اختیار نہیں ہے یہاں تو جو چاہو ضروری نہیں کہ اس کے مطابق ہی ہو لیکن جنت میں دے دیں گے تمہارا دل چاہ رہا ہے کہنے کی ضرورت نہیں ہے دل میں ارادہ کیا کام ہو گیا۔

حضرت حکیم لامت تھا نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو دنیا میں خدا کی مرضی پر مرا آخرت میں خدا کے اختیارات میں سے اس کو حاصل جائے گا جو چاہے گا پورا

ہو جائے گا لیکن دنیا اس کام کے لیے نہیں ہے کہ میں اور آپ جو چاہیں وہ ہوتا رہے لوگ کہتے ہیں میری مرضی یہاں مرضی کس کی چلنے والی ہے کسی کی نہیں چلتی جو خدا کو نہیں مانتے ان کی بھی نہیں چلتی۔

دوسروں کو معاف کرنا

تیسری علامت والمعافین عن الناس لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں کوئی خطا کر لے معاف کر دیتے ہیں خصوصاً کمزوروں کو معاف کرنا دیکھو ٹیڈے کو سب معاف کر دیتے ہیں کوئی آدمی آپ کی گاڑی کو ٹکرا مار دے اور وہ بڑا ٹھنڈا پیر ہے پریزیڈنٹ ہے آپ کی کیوئی کا تو کہو گے کوئی بات نہیں اور کمزور کر دے تو کہو کہ پیسہ رکھو یہاں پر چلو میرے ساتھ تھانے، فرمایا کہ نہیں! سب کو معاف کرتے ہیں۔

بیوی کو معاف کرنے کا واقعہ

ہمارے حضرت نے ہمیں ایک واقعہ سنایا کہ ایک مزدور آدمی تھا اب مزدور بے چارے غریب ہوتے ہیں کبھی مہینوں میں گھر میں گوشت آتا ہے وہ بیوی بھی دیہاتی لے کر آیا وہ بیچاری چٹنی بناتی تھی اور تسی بس یہ روزانہ کا کھانا تھا ایک دن مزدور کا دل چاہا کہ میں گوشت کھاؤں تو بڑی محنت کر کے پیسے جمع کیے اور بیوی کو گوشت لا کر دیا وہ بیچاری پکانا نہیں جانتی تھی گوشت دے کر وہ مزدوری پر چلا گیا اور کہہ گیا کہ جب آؤں دوپہر کو تو گوشت تیار ہو اب بیچاری پکانا نہیں جانتی تھی نمک بھی زیادہ ہو گیا اور جل بھی گیا وہ جب دوپہر کو آیا اور اس نے جوقلمہ کھایا تو بالکل زہر تھا اس کا دل چاہا کہ اٹھ کر اس کو دو چار تھپڑ لگاؤں کہ میں نے اتنی محنت سے اس کو گوشت لا کر دیا اور اس نے ایسا کیا تو اچانک اس کو خیال آیا کہ میری بیٹی اس طرح کرتی تو میں باپ ہونے کی حیثیت سے کہتا کہ میرا داماد میری بیٹی کو معاف کر دے تو یہ بھی کسی کی بیٹی ہے معاف کر دیا کچھ نہیں کہا اندر ہی اندر غصہ پی گیا۔

کچھ عرصہ بعد وفات ہوئی تو اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں پھر رہا

ہے اس نے پوچھا کہ تیری کیسے بخشش ہوئی اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو بندہ ہو کر میری بندی کو نمک کی غلطی معاف کر سکتا ہے میں اللہ ہو کر تجھے معاف نہیں کر سکتا بیوی کی خطا معاف کرنے کی وجہ سے اس انسان کی بخشش ہوگئی والعافین عن الناس فرمایا میرے پیارے وہ ہیں جو لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔

عزیزوں سے سلوک

بڑے کام کی بات بتا رہا ہوں میرے شیخ نے فرمایا رشتہ داروں میں عزیز و اقارب میں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو ان کی معافی مانگنے کا انتظار بھی مت کرو بلکہ خود ہی معاف کر دو کیونکہ یہ صلہ رحمی کا تقاضہ ہے

میرے شیخ نے فرمایا کبھی بھی رشتہ داری میں یہ مت کرو کہ مجھ سے معافی مانگیں پھر یہ کروں گا وہ کروں گا جب وہ کسی تقریب میں بلائیں تو چلے جاؤ بس سمجھوانا کا بلانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نادام ہیں جیسی تو تمہیں بلارہے ہیں جب ان پر کوئی مشکل آگئی تو یہ مت دیکھو کہ جب مجھ سے معافی مانگیں گے تو میں پوچھنے جاؤں گا ادھر وہ مر رہا ہے اور ادھر یہ صاحب انتظار میں ہیں یہ صلہ رحمی کے خلاف ہے والعافین عن الناس اللہ تعالیٰ کے پیارے وہ ہیں جو مخلوق کو معاف کر دیتے ہیں وہ تو غیروں کو معاف کر دیتے ہیں یہ تو اپنے ہیں۔

احسان کرنے والے

چوتھی علامت واللہ یُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں صرف معاف نہ کرے بلکہ احسان بھی کرے آپ ﷺ نے فرمایا أَحْسِنُ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ کہ احسان کرو اس پر جو آپ سے برائی کرے۔

ایک واقعہ ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنایا کرتے تھے یہ میرے شیخ نے بھی نقل فرمایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک

مرتبہ وضو کے لیے پانی منگوایا لوٹڈی گرم پانی لے کر آئی اور گرم پانی حضرت کے اوپر گرا دیا اس کے ہاتھ سے گر گیا حضرت کو غصہ آیا اور اس کی طرف غصے سے دیکھا وہ بھی خاندان نبوت کی لوٹڈی تھی فوراً پڑھنے لگی والکاظمین الغیظ کہ خدا کے پیارے غصہ پی جاتے ہیں فرمایا میں نے غصہ پی لیا تو وہ پڑھنے لگی والعافین عن الناس کہ معاف کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں! میں نے معاف کر دیا تو وہ پڑھنے لگی واللہ یُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ کہ اللہ تعالیٰ احسان والوں کو پسند کرتا ہے فرمایا جا! میں نے تجھے آزاد کر دیا یہ ہمارے بزرگوں کے اخلاق ہیں۔

میرے دوستو! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی یہ چاروں صفات ہم میں پیدا ہو جائیں اور جملہ صفات اولیاء سے ہم مشفق ہو جائیں اور اللہ والوں کے اخلاق ہم میں پیدا ہو جائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهُ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهُ
وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا اَنْتَ اَهْلُهُ فَانْكَ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ. اللّٰهُمَّ
وَفَقْنَا لِمَا تَحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ وَالْفِعْلِ وَالنِّيَةِ وَالْهُدٰی
وَالْهُدٰی اِنْكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ.

یا اللہ! یہ جو اوصاف تیرے پیاروں کے بیان ہوئے ہم سب کو بلا استحقاق نصیب فرما ہماری اولادوں کو گھر والوں کو نصیب فرما۔ یا اللہ! پوری اُمتِ مسلمہ کو نصیب فرما اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر کر دے آمین

وَصَلِّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ.

اس کے بعد قاری اسماعیل صاحب کے زیر اہتمام چلنے والا اسلام سکول نور السلام کے دورے کے لیے تشریف لے گئے یہاں حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ بھی تشریف لاکچکے ہیں۔

نورالسلام سکول پٹوکے (Petauke) میں

یہ سکول پٹوکے (Petauke) شہر سے دور ایک جنگل میں واقع ہے اس سکول میں اسلامیات اور قرآن مجید کی تعلیم لازمی ہے چالیس فیصد طلباء غیر مسلم ہیں ان کے لیے بھی اسلامیات پڑھنا لازمی ہے آٹھویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے اور صبح کے دو گھنٹے قرآن مجید کی تعلیم ہوتی ہے ایک ہزار کے قریب بچے پچاس زیر تعلیم تھے حضرت شیخ چونکہ صبح صبح تشریف لے گئے تھے اس وقت قرآن مجید کی تعلیم ہو رہی تھی اور قرآن مجید پڑھنے کی آواز جنگل میں دور تک آرہی تھی عملے نے بڑا پر تپاک استقبال کیا سکول کا دورہ کیا اور پھر چند بچے اور بچیوں نے قرآن مجید سنایا اور نماز کے طریقے اور فرائض و واجبات سنائے بچے بچیوں نے اتنا خوبصورت قرآن سنایا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے عرب کے بچے ہوں حالانکہ وہ افریقی تھے حضرت شیخ نے لوگ بک Log Book میں اپنے تاثرات رقم کیے۔

کلیٹی (Katete) کے لیے روانگی

حضرت شیخ محمد بھائی کے گھر ناشتہ کر کے کلیٹی (Katete) کی طرف روانہ ہو گئے حضرت کی شوگر بہت بڑھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے طبیعت بہت مضطرب تھی دراصل سفر میں وہ انسولین ختم ہو گئی تھی جو استعمال کرتے تھے تین دن سے نئی انسولین شروع کی تھی جو طبیعت کے موافق نہ آئی دو پہر ساڑھے بارہ بجے کلیٹی (Katete) پہنچے وہاں مولانا مقبول حسین پٹیل صاحب برطانوی کے ہم زلف میزبان تھے وہاں کچھ قیام فرمایا اور دو پہر کا کھانا کھایا اور مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی وہاں سینٹ فرانس ہسپتال (Saint Francis Hospital) میں شوگر کے سلسلے میں رابطہ کیا انہوں نے دوسری انسولین دی جو کافی بہتر رہی۔

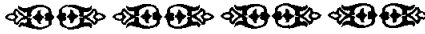
چپاٹا (Chipata) میں

مغرب سے پہلے ہم چپاٹا (Chipata) پہنچ گئے یہ زامبیا (Zambia) کا سرحدی شہر ہے اس سے آگے ملاوی (Malavi) کی سرحد شروع ہو جاتی ہے اور ملاوی کا دار الحکومت لی لانگ وے (Lilongwe) یہاں سے قریب ہے چپاٹا (Chipata) میں حضرت شیخ کے میزبان حاجی یعقوب نعمانی صاحب تھے جو کہ مولانا احمد نعمان مرحوم کے صاحبزادے اور حضرت شیخ کے ہم سفر مولانا قبال صاحب کے ہم زلف تھے سیدھے ان کے گھر پہنچے وضو وغیرہ کیا اور چائے پی کر حضرت شیخ مغرب کے لیے جامع مسجد چپاٹا (Chipata) تشریف لے گئے۔

جامع مسجد چپاٹا (Chipata)

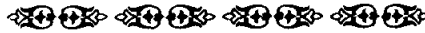
یہ مسجد 1963ء میں مسلمانوں نے بنائی تھی اور قدیم مساجد کی وضع قطع پر تھی مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد یہاں نماز ادا کرتی ہے یہ شہر کے وسط میں ہے اس کے اردگرد مارکیٹیں ہیں مغرب کی نماز بھی حضرت شیخ نے پڑھائی اور اس کے بعد چپاٹا (Chipata) میں پہلا بیان ہوا۔

جس کو نسبت عطا ہے خدا سے
ارض قائم ہے ایسے گدا سے
جس کو روشن کرے قدرتِ حق
وہ دیا کیا بجھے گا ہوا سے
شانِ عظمتِ جبالِ حرم کی
کوئی پوچھے تو غارِ حرا سے
مجھ پر برسا دے دریائے رحمت
مانتا ہے یہ اخترِ خدا سے



(بیان)

حصول تقویٰ کا طریقہ



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حبیب احمد خان دابرکاتہم

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام جامع مسجد چپاتا (Chipata)

وقت بعد نماز مغرب

بتاریخ 24 مارچ 2010ء

ناشر:

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر
0300-6939953

خانقاہ اشرفیہ اختریه
www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَيِّدَنَا وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ.

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المهاجر من هجر ما نهی اللہ عنه. او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام.

صدق اللہ وصدق رسوله النبی الکریم.

انسان کی قیمت ایمان و تقویٰ سے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! انسان کی قیمت ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے ہے جس قدر ایمان اور تقویٰ آتا جائے گا اس انسان کی قیمت بڑھتی جائے گی اور جتنا ان چیزوں میں کمی آتی جائے گی انسان کی قیمت بھی کم ہوتی جائے گی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اگر دو دو روپے کی تین شیشیاں (bottles) لے لیں ایک بوتل میں پیشاب ٹیسٹ کروانے کے لیے بھر دیا جائے دوسرے بوتل میں آپ سو روپے تولے والا عطر ڈال لیں اور ایک بوتل میں ہزار روپے تولے والا عطر ڈال لیں تو تینوں شیشیوں کی قیمت تو دو دو روپے ہے ظروف کی قیمت تو برابر ہے لیکن اندر کے مظروفات یعنی عطریات اور پیشاب وغیرہ کی وجہ سے اُس کی قیمت میں فرق آ گیا ایک کی قیمت ایک ہزار دو روپے ہو گئی اور جس میں سو روپے کا عطر ہے اس کی قیمت ایک سو دو روپے اور جس

کردے تو خود کفالتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اندر بھی کچھ انتظام کیجیے تاکہ باہر کا پانی اگر اندر آنا بند ہو گیا تو بھی ہمارے پاس پانی ہوگا جس کو ہم استعمال کر کے جنگ جاری رکھ سکیں گے بادشاہ نے کہا بے وقوف ہے ہمارے پاس پانچ دریاؤں کا پانی کیسے ختم ہوگا شاید تجھے مولویوں کا سایہ پڑ گیا ہے کہ تو اس قسم کی باتیں کرتا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں آج ہی کی سوچو! فیوچر کیا ہوتا ہے ابھی بس مزے کر لو دیکھا جائے گا جو کچھ ہوگا یہ انسان کو شیطان چکر دیتا ہے کہ کوئی بات نہیں کچھ نہیں ہونے والا آپ لوگ شتر مرغ کے بارے میں ہم سے زیادہ جانتے ہیں کہ جب وہ ڈشمن کو دیکھتا ہے تو اپنا سر ریت میں چھپا لیتا ہے تو آپ مجھے بتائیں ریت میں سر چھپانے سے اس کو Protection (حفاظت) مل گئی ڈشمن سے؟ بلکہ آسانی سے ڈشمن شکار کر لیتا ہے جو آدمی آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ کچھ نہیں ہونے والا کوئی مسئلہ نہیں ہے کلمہ پڑھ لیا تو جنت مل گئی بس پھر کیا مسئلہ ہے جب جنت کی کنجی ہمارے ہاتھ میں ہے اور جنت کا ٹکٹ ہمارے ہاتھ میں تو ہمیں اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے تو اس کی مثال اس ostrich (شتر مرغ) کی طرح ہے جو آنکھیں بند کیے ہوئے ہے۔

تو خیر بادشاہ نے کہا کہ یہ تو کیا مشورہ دیتا ہے بادشاہ نے عمل نہیں کیا کچھ عرصہ بعد ڈشمن نے حملہ کیا اور پانچوں دریاؤں کا پانی بند کر دیا اس اچانک اُفتاد سے بادشاہ پریشان ہو گیا کہ ڈشمن حملہ آور ہے اب عین حالت جنگ میں قلعے میں کونوں بھی کھودا نہیں جاسکتا رہا سہا پانی بھی ختم ہو گیا آخروہ پیاسے مر گئے اور آسانی سے ڈشمن نے قلعہ فتح کر لیا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی مثال ایک قلعے کی ہے اور اس میں بھی پانچ راستوں سے پانی اندر آ رہا ہے (۱) آنکھ کا راستہ جو چیزیں دیکھ کر اس سے لذت لیتا ہے اور وہ لذتیں دل میں پہنچ جاتی ہیں (۲) کان کا راستہ جو اچھی اچھی آوازیں سن کر لذتوں کو دل کے قلعے میں پہنچاتا ہے (۳) زبان کا راستہ جو گویائی کی لذتیں لا کر دل میں گراتا ہے (۴) ہاتھ کا راستہ (۵) پاؤں کا راستہ جب موت کا فرشتہ آتا ہے ان

پانچوں دریاؤں کو بند کر دیتا ہے اب اگر دل میں اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور نور کا کنواں کھودا ہے تو یہ چیز اس کو قبر میں کام آئیں گی اور اس کی قبر روشن ہو جائے گی۔

نور قلب کی مثال

میرے دوستو! آپ ایمر جنسی لائٹ لگاتے ہیں جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو ایمر جنسی لائٹ خود جل پڑتی ہے اسی طرح مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لیے بھیجا ہے کہ دل کی ایمر جنسی لائٹ کو نماز سے روشن کرو روزے سے روشن کرو گناہوں سے بچنے کا غم اٹھا کر روشن کرو زکوٰۃ خیرات اور حج سے روشن کرو جب اس میں نور ہوگا تو جب یہ دنیا کی لائٹ ختم ہو جائے گی اور تمہیں قبر کے اندھیرے میں رکھ دیا جائے گا تو پھر یہ دل کی ایمر جنسی لائٹ تمہاری قبر کو روشن کرے گی۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خود سنایا ہمارے قریب ساہیوال ہے وہاں جامعہ رشیدیہ ایک مدرسہ تھا حضرت وہاں پڑھتے بھی رہے پڑھاتے بھی رہے تو وہاں جو بزرگ تھے جنہوں نے سو سال پہلے اس مدرسے کی بنیاد رکھی تھی فرمایا کہ ان کی قبر کے ساتھ ایک قبر کھودی گئی رات کا وقت تھا تو قبر کھودتے ہوئے اس قبر کی کچھ اینٹیں گر گئیں کہا اتنی تیز روشنی اُس قبر میں سے آرہی تھی کہ پورا قبرستان روشن ہو گیا لوگ حیران ہو گئے کہ اندر کیا روشنی کا ایسا پاور فل بلب لگا ہوا ہے کہ جس سے پورا قبرستان روشن ہے۔

باطن کا فرق

میرے دوستو! میری اور آپ کی قیمت ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے ہے جب ایمان اور تقویٰ آتا ہے تو پھر اندر کی مشین بھی بدل جاتی ہے۔

مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ ہرن بھی وہی گھاس کھاتا ہے اور اس کے نانے میں مشک بنتا ہے اور بکری بھی وہی گھاس کھاتی ہے اور بیٹنگنی کرتی ہے خوراک دونوں کی ایک ہے لیکن اندر کی مشین الگ ہے جیسا کہ ایک نے مشک بنائی اور ایک نے

یعنی بنائی وہی پھولوں کا رس شہد کی مکھی چوستی ہے اس میں جا کر شہد بنتا ہے جس کو شفاء للناس کہا کہ لوگوں کے لیے شفا کا ذریعہ ہے اور دوسرے زہریلی کیڑے تیتیا وغیرہ وہی رس چوستے ہیں ان میں جا کر وہ زہر بن جاتا ہے کیونکہ اندر کی مشین کا فرق ہے ریشم کا کیڑا وہی شہتوت کے پتے کھاتا ہے اور وہ اس میں جا کر ریشم بنتا ہے اور وہی پتے دوسرے کیڑے کھاتے ہیں تو وہ گندگی اور غلاظت بنا کر بگ دیتے ہیں

میرے دوستو! جب اندر کی مشین بن جاتی ہے ایمان اور تقویٰ سے تو انسان وہی روٹی کھاتا ہے جو سارے کھاتے ہیں لیکن وہی روٹی اندر جا کر نور پیدا کرتی ہے روٹی کھا کر اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دل چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کو اور خوش کرنے کو دل چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کو اور راضی کرنے کو دل چاہتا ہے اور شریر آدمی میں وہی روٹی جا کر نافرمانی کے جراثیم پیدا کرتی ہے اور اس کو بد معاشیاں سوجھتی ہیں طاقت آتی ہے گناہوں کی طرف جاتا ہے اپنی صحت اپنی جوانی کو خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں لگاتا ہے کیونکہ اندر کی مشین خراب ہے زہر بنا رہی ہے خدا کی نافرمانی پیدا کر رہی ہے اور اگر اندر کی مشین اچھی ہے ایمان اور تقویٰ آیا ہوا ہے تو وہی کھانے پینے سے نور بن رہا ہے۔

حصول تقویٰ کا ذریعہ

میرے دوستو! ہماری قیمت تقویٰ کی بنیاد پر ہے اور دو چیزوں سے انسان میں تقویٰ آتا ہے ایک تو خود ہمت کرے جیسے یوسف علیہ السلام نے ہمت کی یوسف علیہ السلام وہاں بیٹھے نہیں رہے بعض لوگ وظیفہ پوچھتے ہیں کہ وظیفہ بتا دو کہ ہم سے گناہ چھوٹ جائیں یاد رکھو! ذکر معین ہوتا ہے وہ تقویٰ میں معاون ضرور ہے لیکن آپ یہ سمجھیں کہ صرف ذکر ہی کی بنیاد پر کام ہو جائے اور آپ کو ہاتھ پاؤں نہ ہلانے پڑیں اور آپ منزل پر پہنچ جائیں تو ایسا نہیں ہے یہ معین ضرور ہے مددگار ضرور ہے ہیلپر (Helper) ضرور ہے ہیلپر (Helper) ڈرائیور نہیں ہوا کرتا ہیلپر (Helper) کا کام ہیلپ (Help) ہے تعاون ہے تو ذکر معین ہے لیکن ایسا

نہیں ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لیے صرف ذکر کر کے بعض لوگ کہتے ہیں کوئی تسبیح بتادیں ہم سے گناہ نہیں چھوٹے میرے دوستو! گناہ تو ہمت کے بغیر نہیں چھوٹیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا عمل

اور آج لوگ کہتے ہیں ماحول بہت خراب ہے کیا کریں؟ ہر طرف فاشی کا ماحول ہے کیسے بچ سکتے ہیں گناہ سے اپنی نظر کو کیسے بچائیں کانوں کو غیبت سے کیسے بچائیں بتائیے۔

میں انگلینڈ گیا پہلی دفعہ تو لوگوں نے کہا تقویٰ تو بہت مشکل کام ہے کہ گناہ سے بچو تو میں نے عرض کیا قرآن مجید پاکستان اور انڈیا والوں کے لیے اُتر ہے تمہارے لیے نہیں اُترایا ہمارے لیے اُتر ہے کہ ہم عمل کریں تمہیں عمل نہیں کرنا اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے کہ قیامت تک کیسا ماحول آئے گا تو یہ حکم تو قیامت تک کے لیے ہے کہ تقویٰ اختیار کرو گناہ سے بچو قرآن مجید نے یوسف علیہ السلام کا ماحول بتایا اس لیے قرآن مجید نے جو الفاظ استعمال کیے اس پر غور کیجیے وراوہ التی ہو فی بیتھا عن نفسہ پھسلایا اور بہکایا یوسف کو اس عورت نے جس کے گھر میں یوسف رہتے تھے یہ ماحول کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے ماحول کو دیکھو کہ محل میں بند ہیں اور ان کو گناہ کی دعوت دینے والی وہی عورت ہے جن کے ان پر احسانات ہیں جو ان کو پالنے والی ہے جو ان کو خریدنے والی ہے اس کی گھر کی چار دیواری میں تالوں میں پہروں میں یوسف بند ہیں کیسا گناہ کا ماحول تھا کہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا لیکن یوسف علیہ السلام نے ہمت نہیں ہاری قرآن مجید نے کہا واستبقا الباب کہ یوسف نے کہا اے اللہ! دروازے کی طرف دوڑنا میرا کام ہے دروازے کھولنا تیرا کام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بس میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تو میری طرف دوڑ لگا جس طرح بچے کو جب کوئی ڈراتا ہے تو وہ ماں کی طرف دوڑتا ہے تو ماں اپنی باہیں پھیلا دیتی ہے کہ آبیٹا! اور اس کو سینے سے لگا لیتی ہے اگر بچہ نہیں دوڑے گا ماں ماں نہیں پکارے گا ماں کبھی مدد کے لیے نہیں آئے گی باپ کبھی مدد کے لیے نہیں آئے گا لیکن بچہ بے اختیار

اپنے ابا اماں کو پکارتا ہے اور دوڑتا ہے اس دشمن سے فرار اختیار کرتا ہے تو پھر جا کر اپنی ماں اور باپ کی گود میں قرار پاتا ہے فرار نہیں ہے تو قرار نہیں ہے۔

گناہ سے فرار رحمت حق میں قرار

آج ہمیں کیوں قرار نہیں ہے آج اطمینان کیوں نہیں ہے آج اسباب کی کمی نہیں ہے پورے عالم میں آج اسبابِ راحت کی کوئی کمی نہیں ہے خوشیوں کے اسباب ہر ایک کے پاس موجود ہیں اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے لیکن راحت نہیں ہے قرار نہیں ہے کیوں؟ اس لیے کہ گناہوں سے فرار نہیں ہے نفس و شیطان کے راستوں سے جب فرار نہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں قرار نہیں ہے کیونکہ قرار کے لیے فرار چاہیے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑنا ہوگا **فِرُّوْا اِلٰی اللّٰهِ** پھر قرار ملے گا یوسف علیہ السلام کا دوڑے **وَاسْتَبَقَا** الباب اللہ تعالیٰ نے دروازے کھول دیے یوسف علیہ السلام کا ماحول اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ دیکھو! کیسے گناہوں کا ماحول تھا ہمارا یوسف آرام سے نہیں بیٹھا آج لوگ کہتے ہیں گناہ سے بچنا مشکل ہے ہمت کرو گے تو گناہ سے بچو گے ہمت نہیں کرو گے تو کوئی آپ کو بچا نہیں سکتا پیر و مرشد کی دعائیں اور بزرگوں کی دعائیں اگر ہوں پھر بھی ہمت تو آپ ہی کو کرنی ہے۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اے میرے صحابہ! میری دعاؤں کو اپنی ہمت اور عمل کے ذریعے قوت پہنچاؤ میں دعا کروں گا تم ہمت کر کے آگے قدم بڑھاؤ پھر دیکھو میری دعائیں کیسے رنگ لاتی ہیں۔

آدمی یہ سمجھے کہ بس کچھ کرنا نہ پڑے اور کچھ سوچنا بھی نہ پڑے اور گناہوں سے بچ جائیں پاکیزہ ہو جائیں ایمان میں اضافہ ہو جائے میرے دوستو! ایسا نہیں ہے ہمت کرنی پڑتی ہے پھر دروازے کھلتے ہیں

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

ہجرت کی اقسام

یہ فرار الی اللہ بھی ہجرت ہے ہجرت کی کئی اقسام ہیں ایک تو وہ ہجرت ہے جو دارالکفر سے دارالسلام کی طرف ہوتی ہے جیسے صحابہ کرام نے مکہ شریف سے مدینہ شریف ہجرت کی میرے شیخ فرماتے ہیں یہاں دیکھئے! صحابہ کرام سے مکہ شریف کی لاکھ درجہ زیادہ ثواب والی نماز چھڑائی گئی اور حکم ہوا کہ مدینہ شریف چلے جاؤ مکہ شریف میرا گھر ہے تو مکہ میں بیت الرب ملا ہے آپ کو اگر رب البیت چاہیے اگر اللہ تعالیٰ چاہیے تو میرے نبی کی صحبت میں جاؤ اللہ تعالیٰ ملے گا رسول اللہ کی صحبت میں مدینہ شریف چلے جاؤ۔

حج کردن زیارتِ خانہ بود

حج ربُّ البیت مردانہ بود

حج کرنا تو گھر کی زیارت کرنا ہے اگر گھر والا چاہیے تو اس کے لیے مردانہ وار

ہمت سے کام لو۔

تو دارالکفر سے دارالسلام میں آنا ایک یہ ہجرت ہے دوسری ہجرت یہ ہے کہ انسان گناہوں کی بستی سے نیک لوگوں کی بستی میں آجائے جہاں ماحول اچھا ہے اللہ والے لوگ رہتے ہیں ان کی بستی میں آجائے یہ بھی ایک ہجرت ہے اور تیسری ہجرت یہ ہے کہ گناہ کی مجلس سے نیک مجلس میں آجائے جس مجلس میں گناہ ہو رہا ہے غیبت ہو رہی ہے اور کوئی گناہ ہو رہا ہے وہاں سے راہ فرار اختیار کرے اور اچھی مجلس میں آجائے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (سورۃ الانعام آیت ۶۸)

اور چوتھی ہجرت ہے کہ گندگے خیالات سے اچھے خیالات میں آجائے دل میں گندے خیالات آرہے ہیں شیطان نے پکڑا ہوا ہے اسکیم بنا رہا ہے گناہ کی ڈرافٹنگ کر رہا ہے بیٹھے بیٹھے آنکھ بند ہے اور کبھی کبھی ہاتھ میں تسبیح بھی لے لیتا ہے لیکن دل میں ڈرافٹنگ کچھ اور ہو رہی ہے تمام غیر شریفانہ خیالات کو بند کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت

رحمت اور قدرتوں کے خیالات میں گم ہو جائے فرمایا یہ بھی ہجرت ہے بیٹھے بٹھائے ہجرت ہے یہ ایسی ہجرت ہے کہ زمین پر بیٹھا ہو اور اس کا دل عرش پر پہنچا ہوا ہے۔

روح کی پرواز

یاد رکھو! انسان کی روح عرش الہی تک چلی جاتی ہے کیونکہ آئی جو عرش سے ہے۔ آپ ہندوستان سے آئے ہیں تو ہندوستان چلے بھی جاتے ہیں ہم پاکستان سے آئے ہیں تو ان شاء اللہ واپس بھی چلے جائیں گے تو ہماری روح کہاں سے آئی ہے؟ عرش سے تو وہاں جا بھی سکتی ہے جہاں سے آئی ہے تو وہاں جا بھی سکتی ہے اگر وہاں سے یہاں آ سکتی ہے تو یہاں سے وہاں جا سکتی ہے خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

تصور عرش پر ہے وقفِ سجدہ ہے جس میں میری

میرا اب پوچھنا کیا آسماں میرا زمین میں میری

بس اس کے لیے تقویٰ چاہیے ایمان کی قوت چاہیے کہ آدمی کی روح عرش کے اوپر پہنچ جائے بیٹھا زمین پر ہے رابطہ عرش سے ہے۔

کیا ہے رابطہ آہ و نفاں سے

زمین کو کام ہے کچھ آسماں سے

زمین پر بیٹھا ہے لیکن اس کا رابطہ عرش والے سے ہے اس کا دل وہاں لگا ہوا ہے دل کی تار وہاں لگی ہوئی ہے۔

صحابی کا واقعہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اندھیری رات تھی چاند نہیں تھا تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک صحابی ستارے دیکھ رہا تھا آسمان پر جگ جگ کرتے ستارے گرمی کا موسم تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے آسمان بنایا ستارے بنائے اور پھر ایک جملہ زبان سے لکھایا ایہا السَّمَاءُ وَالنَّجُومُ إِنَّ لِكِ رَبِّنا وَ خَالِقًا اے آسمانو! اے ستارو! تمہارا بھی کوئی خالق ہے تم خود نہیں بنے رَبِّ اغْفِرْ لِي

اللہ! مجھے معاف کر دے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو بیان کیا پھر کہا اللہ تعالیٰ! مجھے معاف کر دے فجر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کون تھا جو خدا سے رات باتیں کر رہا تھا صحابی ڈر گئے کہ شاید کوئی گستاخی کی بات نکل گئی چنانچہ وہ صحابی کھڑے ہو گئے کہا حضرت! میں تھا فرمایا کیا کہہ رہا تھا؟ کہا میں نے یہ کہا تھا اے آسمانوں! اے ستاروں! تمہارا کوئی خالق ہے اللہ تعالیٰ! مجھے معاف کر دے آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اللہ تعالیٰ کا پیغام دے گئے ہیں کہ میرے بندے کو کہہ دو میں نے اس کو معاف کر دیا۔

میرے دوستو! یہ خیالات کی بیٹھے بیٹھے ہجرت ہے کہ آدمی بُرے خیالات سے اچھے خیالات کی طرف آجائے تَوْفَّفِرُوا اِلٰی اللّٰهِ گناہ سے بچنے کے لیے فرار ضروری ہے جائے معصیت پر قرار جائز نہیں ہے فرار لازم ہے فرار ہوگا تو قرار آئے گا یعنی گناہوں کی جگہوں سے دور بھاگو تب بچ سکتے ہو۔

توفیق تو بہ واستغفار

جتنا آدمی گناہ سے بچنے کے لیے کوشش کرتا رہتا ہے اتنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو اپنے آغوش میں لیتی رہتی ہے یہ نہیں ہے کہ انسان پر فیکٹ ہو جائے اور اس سے گناہ ہی نہ ہو ایسا نہیں ہے لیکن کوشش کرتا رہے گرتا پڑتا بھاگتا ہے الہ آباد کے بزرگ مولانا شاہ وحی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں

گر پڑے گر کر اٹھے اٹھ کر چلے

منزلیں طے ہو جائیں گی لیکن چلتا رہے اللہ تعالیٰ کی طرف کی بیشی بھی ہو جاتی ہے خطائیں بھی ہو جاتی ہیں معافی مانگتا رہے انسان ہمت سے کام لے اور معافی کو شعار بنائے ہر وقت تو بہ کرتا رہے استغفار کرتا رہے جتنا انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے اپنی خطاؤں کا احساس بڑھتا چلا جاتا ہے کثرت سے استغفار کیجیے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک ہے وہ شخص کہ جس کے صحیفے میں کثرت

استغفار پایا جائے گا تو بہ کر لے اللہ تعالیٰ فوراً معاف کر دیں گے۔

میرے دوستو! ایک تو ہمت چاہیے ہمت کے بغیر تقویٰ کی دولت نصیب نہیں ہوتی جیسے آنکھیں بچانے میں مجاہدہ بہت ہے ہر طرف ایسے نقشے ہیں جس سے آنکھ خراب ہوتی ہے لیکن ہمت کرے یہ نہیں کہ اب کیا کریں دیکھنا شروع کر دے کہے کوئی کالی ہے کالی کو دیکھ لیا تو کیا ہوا؟ میرے شیخ کا میڈان افریقہ شعر ہے ۔

نہ کالی کو دیکھو نہ گوری کو دیکھو

اُسے دیکھ جس نے انہیں رنگ بخشا

اس کی ذات کو کیوں نہیں دیکھتا ان کو کیوں دیکھتا ہے بنانے والے کو دیکھو رنگ تو اسی نے دیئے ہیں یہ سب رنگ انہوں نے ہی بنائے ہیں اور اس میں اپنی حکمتیں رکھی ہیں۔

تخلیق پر اعتراض

کہتے ہیں ایک چھوٹے قد کا آدمی جا رہا تھا تو کسی نے ایسے اشارہ کیا کہ پستہ قد ہے اس نے کہا تو کس پر اعتراض کر رہا ہے عمارت پر یا معمار پر جس نے عمارت بنائی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے تو بیوی نے کہا کہ خر بوزہ لے آنا خر بوزہ پھیکے بھی ہوتے ہیں بیٹھے بھی ہوتے ہیں جب خر بوزہ لائے تو وہ خر بوزہ پھیکا تو بیوی بہت ناراض ہوئی عورتیں تو فوراً اعتراض کر دیتی ہیں بڑے بڑوں کی عورتیں اعتراض کر دیتی ہیں۔

عورتوں کی ایذا پر صبر

عورتوں کی ان باتوں پر صبر کرو گے تو ولایت بھی مل سکتی ہے یہ بات بات پر ڈانٹنا اور ڈنڈا نکال لینا مؤمن کی شان نہیں ہے صبر کرو کتنے لوگوں کو ولایت مل گئی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ لکھا ہے کہ بیوی کی ایذاؤں پر صبر کرنے کی وجہ سے ان کو یہ مقام ملا کہ شیر پر سواری کرتے تھے ان

کی گھروالی بڑی سخت زبان کی تھی اسی طرح خواجہ مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ بڑی سخت زبانی تھیں اور حضرت نہایت نازک مزاج تھے لیکن اس کی ایذا پر صبر کرتے تھے تو اس سے بہت بلند مراتب ولایت کے ملے۔

تو خیر وہ خبر بوزہ پھیکا نکلا بیوی نے کہا آپ کو خبر بوزہ بھی خریدنا نہیں آتا تو حضرت نے فرمایا اللہ کی بندی یہ بتاؤ! خبر بوزے کے معاملے میں چار پر اعتراض ہوتا ہے یا مجھ پر کہ میں نے پھیکا بنایا ہے یا دکان دار پر کہ اس نے پھیکا بنایا ہے یا کسان پر کہ اس نے بیج صحیح نہیں ڈالایا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے جس نے پھیکا بنایا اب بتاؤ کس پر اعتراض کرتی ہے فوراً نام ہوئیں اور توبہ کی کہا کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں پر میں اعتراض نہیں کروں گی۔

ہلکے حسن سے بھی احتراز

میرے شیخ فرماتے ہیں کہ انسان ہمت استعمال کرے ایسا نہیں کہ انسان اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دے میرے شیخ فرماتے ہیں جو ڈھیلا ہو گیا وہ ڈھیلا ہو گیا (مٹی کا ڈھیلا) یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں ہے کم حسین کو بھی مت دیکھو بعض لوگ کہتے ہیں کوئی خاص حسن نہیں ہے رنگ کالا ہے تو میرے شیخ فرماتے ہیں ہلکا بخار تیز بخار سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے ہلکے بخار سے اگر احتیاط نہیں کی تو وہ ہڈی میں اتر جاتا ہے اور تپ دق کا مرض ہو جاتا ہے ٹی بی کا مرض ہو جاتا ہے ایسے دیکھتے دیکھتے پھر اس کے خیالات آنے لگتے ہیں اور شیطان بہت زبردست ڈبیزانسر ہے وَإِذْ زَيْنٌ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ“ (سورۃ الانفال آیت ۴۸) شیطان گناہ کو ایسا خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے لیکن جب گناہ کر لیتا ہے اور گرڑھے میں گر جاتا ہے پھر اس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ میں نے کتنی نالائق کی۔

صحبت صالحین ذریعہ تقویٰ

حصولِ تقویٰ کا دوسرا طریقہ میرے دوستوں کیا ہے؟ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ہے

لوگوں کی متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرو صحبت کے بغیر تقویٰ میں کمال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ایک ایک ہوتا ہے اور دو گیارہ بن جاتے ہیں جب آدمی ایسے اللہ والوں سے جڑ جاتا ہے تو دیکھئے پھر کیسے اللہ والا بنتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم خاص ہیں جن کو پیغمبر کے دربار میں چار خدمتوں کا اعزاز حاصل ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوتے ہر وقت ان کے ہاتھ میں ہوتے تھے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کتلیہ ہوتا تھا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائٹس ہاتھ میں ہوتی تھی آپ علیہ السلام کا لوٹا ہاتھ میں ہوتا تھا اس لیے ان کا لقب پڑ گیا ”صاحب النعلین صاحب الوسادہ صاحب عصاء صاحب مطھرہ“ یاد رکھو! ہم مسلک حنفی ہیں یہ مسلک امام ابوحنیفہؒ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیا ہے یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادائیں ہیں کوئی کسی صحابی سے آگئی کوئی کسی صحابی سے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس ستارے کے پیچھے چلو گے اس کی روشنی میں تمہیں صحیح راستہ ملے گا اور ہدایت مل جائے گی۔

تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ قُلُوبَ الْعَارِفِينَ مَعَادِنُ التَّقْوَىٰ کہ عارفین کے دل تقویٰ کے کانیں (mines) ہیں جس طرح سونے کی کان ہوتی ہے وہاں سے سونا حاصل کیا جاتا ہے تو تقویٰ کی کان کہاں ہے؟ قلوب العارفین اللہ والوں کے دل میں یہ خزانے بھرے ہیں وہاں سے ملے گا كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اللہ تعالیٰ نے پتہ بتلادیا کہ اگر تقویٰ وافر چاہیے تمہیں اعلیٰ درجہ کا تقویٰ جس سے اللہ تعالیٰ کی معیت خاصہ نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی نصیب ہو جائے تو تقویٰ کے mines (کان) پر آنا پڑے گا اور وہ ہے قلوب العارفین وہ اللہ والوں کے دل ہیں۔

دل کا فرزانہ

اس لیے فرمایا کونو امع الصادقین کہ سچوں کے ساتھ رہو اپنی صحبتوں کو تبدیل کرو برے لوگوں کو چھوڑو اچھے لوگوں کے پاس آؤ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر کیا قیمتی چیز رکھی ہے خزانہ ہمارے اندر ہی ہے لیکن نفس و شیطان نے تالا لگایا ہوا ہے اس لیے ہم اُس سے فائدہ نہیں اٹھا پارہے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی اللہم افتح اقفال قلوبنا بذكرک یا اللہ! اپنے ذکر کی برکت سے ہمارے دل کا تالا کھول دے کیا مطلب اندر مال رکھا ہے لیکن شیطان نے بند کر دیا اب ذکر کی برکت سے تالا کھل جائے گا تو اندر کا مال باہر آئے گا وہ انوارات آپ کو بھی محسوس ہوں گے اور آپ کی صحبت سے دوسروں کو بھی فائدہ ہوگا مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ۔

نفس خود را کش جہانے زندہ کن

کہ ایک آدمی جب اپنے نفس کو مارتا ہے اور نفس کو قابو کر لیتا ہے ایک جہاں کے لوگ جن کے دل مر چکے اس کی صحبت میں زندہ ہو جاتے ہیں اس کی نظر میں ایسی تاثیر اللہ تعالیٰ ڈال دیتے کہ وہ نظر ڈال دیتا ہے کام بن جاتا ہے نظر میں ایسی طاقت صحبت میں ایسی طاقت الفاظ میں ایسی طاقت اس کی چال ڈھال میں ایسی طاقت اُس کے اٹھنے بیٹھنے میں ایسی طاقت بلکہ جہاں سے گزرے گا وہاں بھی اس کے اثرات و برکات ہوں گے۔

اللہ والوں کے آثار قدم

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا پیارا کسی شہر سے گزر جائے اور اہل شہر کو گزرنے کا پتہ بھی نہ چلے تو فرمایا تب بھی شہر والوں کو اس کی برکت ملتی ہے لسنال ہرکۃ مروورہ اہل تلک البلدہ اس کو شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے۔

ابھی پچھلے مہینے بنگلہ دیش گیا جہاں جہاں سے بھی اللہ والے گزرے وہاں اسلام

اور دین کی جو چہل پہل ہے دوسرے مقامات پر ایسا نہیں ہے ہمارے مدارس میں ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے ”ہدایۃ النحو“ اس کے مصنف عارف کبیر شیخ سراج الدین عثمان نظامی المعروف انخی سراج اودھی چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کے خلیفہ تھے ان کو فرمایا جنگل چلے جاؤ وہ جہاں جہاں گئے اور گزرے وہاں وہاں اسلام زندہ ہوتا گیا یہ قدموں کی برکت ہے جس کے بارے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب ایک جگہ گئے اور وہاں ہمارے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا کام دیکھا وہاں پر لوگوں میں صلاح و تقویٰ دیکھا تو فرمایا ۔

کرامت ہے تیری تیرے رندوں میں اے ساتی
جہاں رکھ دیں قدم اپنا وہیں سے خانہ بن جائے

صحبت کی مثال

میرے دوستو! کونو! مع الصادقین نیک لوگوں میں رہو اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو اس لیے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مؤمن شیر ہے جو نفس کا خون پیتا ہے جس طرح شیر ہرن کا خون پیتا ہے مؤمن نفس کا خون پیتا ہے جب ہمارے شیخ ساؤتھ افریقہ آئے تو فرمایا میں جنگل کی سیر کے لیے گیا تو وہاں ہرن نظر آیا تو گجراتی لوگ سمو سے کے بڑے عاشق ہوتے ہیں گجراتی بھی ساتھ تھے تو حضرت سے کہنے لگے حضرت! یہ شیر کا سمو ہے حضرت نے فرمایا تم گجرات والوں کو سمو سے ہر جگہ یاد رہتے ہیں ہمارے والد صاحب مفتی نیاز محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۶ء میں ڈھابیل گئے تھے حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ڈھابیل بھیجا تھا دو مہینے وہاں میں رہے اور آپ گجرات والوں کے مہمان رہے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اب موقع دیا آپ کی مہمانی سے فائدہ اٹھائیں۔

شیر ہرن کا خون پیتا ہے تو کتنا طاقتور ہوتا ہے اور جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے اسی

طرح مؤمن اپنے نفس کا خون پیتا ہے تو وہ بھی ایمان والوں کا بادشاہ بن جاتا ہے اس میں بھی ایمانی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے مؤمن! تو ایسے لوگوں کے ساتھ رات دن رہتا ہے کہ جو خدا کی نافرمانی میں مبتلا ہیں تو تو بھی انہیں جیسا ہو گیا کاش! تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے کا کوئی شیر مل جائے تو تیرے اندر کا شیر بیدار ہو جائے تو بھی خدا کے راستے کا شیر بن جائے اور نفس و شیطان کا مقابلہ کرنا تجھے آجائے میرے شیخ فرماتے ہیں

کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اُسے آگیا ہے جینا اُسے آگیا ہے مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پر مرنا
مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

جینا مرنا اللہ والے سکھاتے ہیں کہ جینا کیسے ہے مرنا کیسے ہے؟ مرنے سے مراد یہ نہیں کہ ابھی مر جاؤ بلکہ مراد یہ ہے کہ نفس و شیطان آئیں ان کی بات نہ مانو جیسے مردہ کچھ نہیں کر سکتا کہو ہم مرے ہوئے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کی بات آئے تو زندہ ہو جائے کہ ہم ہر حکم ماننے کے لیے تیار ہیں تو اللہ والوں کی صحبت اختیار کرو اور یہ ساری محنتیں جو پورے عالم میں ہو رہی ہیں یہ اسی لیے ہے کہ ہم صحبتوں کو تبدیل کریں اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے ساتھ جڑ جائیں اُن سے فیض اٹھائیں پھر دیکھو زندگی میں کیسی تبدیلی آئے گی اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص متوجہ ہوگی اللہ تعالیٰ اپنی دوستی دیں گے اور دوسروں کی زندگی پر بھی اثر پڑے گا اور گھر میں تبدیلی آئے گی محلے میں تبدیلی آئے گی ملک میں آئے گی پوری دنیا میں تبدیلی آئے گی ہر آدمی میں اللہ تعالیٰ نے

ایسی صلاحیت رکھی ہے کہ وہ چاند کی طرح روشن ہو جائے تو اس سے کتنے لوگوں کو ہدایت مل جائے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاجِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

رات کا قیام

رات کا قیام نعمانی صاحب کے گھر تھا یہیں رات کا کھانا تناول کیا رات کو حضرت شیخ کی طبیعت شوگر کی وجہ سے کافی خراب رہی تقریباً تین بجے کے بعد جا کر طبیعت بحال ہوئی۔

24 مارچ بروز بدھ

نجر کی نماز کے بعد حضرت شیخ نے اپنی عادت کے مطابق ایک کپ چائے پی اور پھر آرام فرمایا دس بجے کے قریب اٹھ کر ناشتہ کیا اور اس کے بعد دارالعلوم چپاتا (Chipata) تشریف لے گئے یہ دارالعلوم زامبیا (Zambia) کا سب سے قدیم اور پہلا دارالعلوم ہے جس کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم متالا صاحب دامت برکاتہم ہیں (انسوس حضرت مولانا وفات پا چکے ہیں رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً) جو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کے خلیفہ ہیں اور حضرت شیخ الحدیث یہاں تشریف بھی لا چکے ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ مفتی عبدالرحیم متالا صاحب کا تذکرہ شہید ملت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے سنا تھا حضرت لدھیانوی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ جب مولانا یوسف متالا صاحب اور عبدالرحیم صاحب عالم بن گئے تو حضرت شیخ الحدیث نے ان کو نصیحت کی تھی کہ تم دونوں الگ الگ دارالعلوم بناؤ چنانچہ مولانا یوسف متالا صاحب دامت برکاتہم نے برطانیہ میں دارالعلوم بنایا اور یہ بھی پہلا دارالعلوم ہے اور مولانا عبدالرحیم صاحبؒ نے زامبیا (Zambia) میں دارالعلوم بنایا۔

پہلے سے اجمالی تعارف کی وجہ سے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؒ سے ملاقات کا اشتیاق تھا مولانا کو حضرت شیخ کی تشریف آوری کی اطلاع کر دی گئی تھی اس

لیے وہ بھی منتظر تھے جب حضرت شیخ وہاں پہنچے تو انہوں نے اور دارالعلوم کے عملے نے بڑی محبت سے استقبال کیا اور مولانا بہت بجاہت کے ساتھ حضرت شیخ سے ملے حضرت شیخ کی چائے وغیرہ کے ساتھ تواضع کی گئی اور اس دوران روحانی علمی گفتگو ہوتی رہی گفتگو کے دوران حضرت مولانا عبدالرحیم متالا صاحب نے سلسلہ اویسیہ کے بارے میں استفسار کیا کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں جن کے بڑے مولوی اللہ یار چکڑلوی تھے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس پر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی نے مستقل مضمون لکھا ہے جو ان کی اس کتاب میں ہے جو شہادت کے بعد طبع ہوئی اس کا نام ہے ”تجدد پسندوں کے افکار“ اس میں پہلے نمبر پر ان پر رد کیا ہے اور اس سلسلے کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے اس پر مولانا عبدالرحیم متالا صاحب بہت خوش ہوئے فرمایا جزاک اللہ آپ نے اس فتنے کے بارے میں باحوالہ آگاہ کیا اور حضرت شیخ سے کہا کہ یہ کتاب پاکستان سے یہاں بھجوانے کی کوشش کریں اس کے بعد حضرت شیخ نے اجازت طلب کی تو مفتی عبدالرحیم متالا صاحب اور دارالعلوم کے شیخ الحدیث خود گاڑی تک پہنچانے آئے اور محبت کے ساتھ رخصت کیا۔

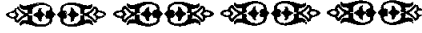
جناب حاجی اسماعیل چتا صاحب کے ہاں

دارالعلوم سے حاجی اسماعیل چتا صاحب کی دکان پر تشریف لے گئے حاجی صاحب سے حضرت شیخ کا بہت پرانا غائبانہ تعارف تھا کیونکہ ان کے ایک صاحبزادہ اور صاحبزادی جو کہ برطانیہ میں مقیم ہیں 1996ء سے حضرت شیخ سے بیعت ہیں اس لیے حضرت شیخ ان سے ملنے کی خواہش رکھتے تھے ان سے ملاقات تو گزشتہ بیان میں ہو گئی تھی حاجی صاحب کی خواہش پر حضرت شیخ دعا کے لیے ان کی دکان پر تشریف لے گئے تھے وہاں ان کے دونوں بڑے صاحبزادوں سے ملاقات ہوئی لوساکا (Lusaka) میں محمود چتا اور عزیز چتا انہیں کے صاحبزادے ہیں جنہوں نے حضرت شیخ کے لیے لیونگ اسٹون (livingstone) کے سفر کا نظم کیا تھا ماشاء اللہ

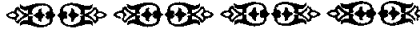
کانی بڑی دکان تھی بڑا وسیع کاروبار تھا حضرت شیخ نے وہاں دعا فرمائی اور ظہر کی نماز کے لیے جامع مسجد تشریف لے گئے ظہر کے بعد حاجی چتا صاحب کے ہاں کھانے کی دعوت تھی چنانچہ حضرت شیخ احباب کے ساتھ ان کے گھر تشریف لے گئے بہت پر تکلف اہتمام تھا اور حاجی صاحب کا گھر ایسے لگتا تھا جیسے فروٹ فارم ہے کہ ہر طرح کے فروٹ کے درخت تھے حاجی صاحب نے حضرت شیخ کو گھر کا دورہ کرایا اور ایک ایک درخت کا تعارف کرایا کھانا تناول فرما کر کچھ وہاں آرام کیا پھر تین بجے خواتین کے بیان کے لیے تشریف لے گئے۔

بیان کا اہتمام مولانا امتیاز صاحب چپاتا (Chipata) والوں کے ہاں تھا وہاں پہلے بھی خواتین کے بیان کا نظم رہتا ہے خواتین کی بہت بڑی تعداد پورے شہر سے بڑے اہتمام سے آئی تھی مولانا نے حضرت شیخ کا بڑی محبت سے استقبال کیا اور چائے وغیرہ کے ساتھ تواضع کی اس کے بعد کرسی پر بیٹھ کر حضرت شیخ نے بیان فرمایا کچھ مرد حضرات بھی تھے عورتوں کی جگہ پر اسپیکر کا انتظام تھا اس بیان سے خواتین کو بہت نفع ہوا اللہ تعالیٰ شرف قبولیت بخشے۔ آمین

اے اشکِ ندامت میں تیرے فیض پہ قرباں
 برساہے جو عاصی پہ یہ حمت کا خزانہ
 ہے شرط کسی اہل محبت کی توجہ
 ملتا نہیں ورنہ یہ محبت کا گنہگینہ
 مانا کہ مصائب ہیں رہِ عشق میں اختر
 پر ان کے کرم سے جو اترتا ہے سکینہ



صبر و شکر



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حلیل احمد اخون دانبرکتیہم

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مولانا امتیاز صاحب چپاٹا کے گھر

وقت تین بجے دوپہر

بتاریخ 24 مارچ 2010ء بروز بدھ

ناشر:

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

خانقاہ اشرفیہ اختریہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَتَوَكَّلْ
 عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
 يَّهْدِيْهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضِلِّ لَهٗ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا
 اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا
 وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهٗ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ
 تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّم اَمَّا بَعْدُ
 فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .
 ولقد نصركم الله ببدن وانتم اذله فاتقوا الله لعلكم تشكرون
 عن ابى ذر رضى الله تعالى عنه قال قال النبى صلى الله
 عليه وسلم اتق الله حيث ما كنت واتبع السبىة الحسنة
 تمحها وخالق الناس بخلق حسن او كما قال عليه الصلوة
 والسلام. صدق الله وصدق رسوله النبى الكريم.

شیطان کا حملہ ناشکری

میرے محترم بزرگو! اور دوستو! اور میری ماؤں، بہنوں اور بیٹیو! اللہ تعالیٰ نے
 صحابہ کرام کو شکر کرنے کا طریقہ بتایا کہ شکر کس طرح ادا ہوتا ہے اس لیے کہ ”شکر“ ہی وہ
 چیز ہے جس کے بارے میں شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا ”نَمْ لَا تَيْنُهُمْ مِّنْ بَيْنِ
 اٰيٰدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اٰيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ
 شٰكِرِيْنَ“ (سورۃ الاعراف آیت ۷۱) کہ میں اس انسان کے آگے سے آؤں گا پیچھے سے آؤں گا
 دائیں سے آؤں گا بائیں سے آؤں گا اس کو گمراہ کرنے کے لیے ”وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ
 شٰكِرِيْنَ“ کہ اکثر انسان تیرا شکر ادا نہیں کریں گے یعنی شیطان نے یہ بات اللہ تعالیٰ
 کے مقابلے پر کہی کہ ان انسانوں کو ناشکری کی نحوست میں مبتلا کروں گا۔
 اس سے معلوم ہوا کہ جو انسان شکر ادا نہیں کرتا تو شیطان کا ہتھیار اس پر کامیاب

ہے اور شیطان نے اپنی بد نصیبی اور بد بختی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو جو چیلنج کیا تھا وہ پورا ہو رہا ہے و لا تجد اکثرہم شکرین کما اکثر بندے ناشکرے ہوں گے۔

کافر کا معنی

یاد رکھو! جو آدمی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا تو اس کو کافر کہا جاتا ہے کافر کا مطلب ہی ناشکر ہے کفر کا لغوی معنی ہے چھپانا اور کافر کا لغوی معنی چھپانے والا کا نور ایک خوشبو کا نام ہے اس کو کافر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو جہاں رکھ دو وہ ساری خوشبو یا بدبو کو چھپا دیتی ہے تو کافر کو بھی کافر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ خدا کی نعمت کو چھپاتا ہے شکر ادا نہیں کرتا کیونکہ چاہیے تو یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تو اس کو مانتا خالق کو مالک کو مانتا جس نے انسان بنایا روٹی کا انتظام کیا چاند سورج زمین آسمان سب پیدا کیے تو کافر ان نعمتوں کو چھپاتا ہے منعم یعنی نعمت دینے والے کی طرف اس نعمت کو منسوب نہیں کرتا تو یہ ناشکر ہے تو کفر بھی دراصل ناشکری ہے اسی طرح ایک مؤمن بندہ ہے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا یہ فعل ناشکری کا مرتکب ہے گویا ایک ایسا انسان ہے جس میں کفر کے جراثیم پائے جاتے ہیں کافر تو نہیں ہے لیکن کفر کے جراثیم ضرور ہیں اس میں کیونکہ شیطان جو کہہ رہا ہے و لا تجد اکثرہم شکرین تو ان بندوں کو شکر گزار نہیں پائے گا تیری اتنی نعمتیں ہوں گی لیکن یہ پھر بھی تیرا شکر ادا نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان

میری ماؤں، بہنوں! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بخاری کی روایت میں خاص طور پر خواتین کے بارے میں فرمایا اریست النار مجھے دوزخ دکھائی گئی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوزخ اس موقع پر دیکھی جب سورج گرہن ہوا تھا تو آپ نے فرمایا سامنے قبلے کی دیوار میں میں نے جنت کو بھی دیکھا ہے میں نے دوزخ کو بھی دیکھا ہے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا اور جنت کے انگوروں کے خوشوں کو دیکھا جب میں ان کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا تو انگور کے وہ خوشے پیچھے ہو گئے اگر میرے ہاتھ

میں آجاتے تو قیامت تک تم اس میں سے کھاتے رہتے وہ ختم نہ ہوتے۔

کیونکہ آخرت کی جو نعمتیں ہیں ان میں بقاء کی شان ہے **Ever lasting** ہمیشہ رہنا دنیا کی جتنی نعمتیں ہیں یہ فانی ہیں یہ باقی رہنے والی نہیں ہیں پہلے بھی نہیں تھیں بعد میں بھی نہیں ہوں گی ایک چیز آج ہے کل نہیں ہے اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ کیونکہ تمہیں چھوڑنا ہی پڑے گا۔

اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا ترمذی شریف کی حدیث ہے ”أَحَبُّ مَن بَشْتًا فَإِنَّكَ مَفَارِقُهُ“ فرمایا دنیا میں تو جس سے چاہے دل لگا کے دیکھ لے ایک دن تو اس کو چھوڑ دے گا وہ تجھے چھوڑ دے گا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عجیب حقیقت بیان فرمائی کہ یہ جو محبت کی دولت اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں عطا فرمائی اس کو کہاں لگانا چاہیے ہمارا **beloved** (محبوب) کون ہونا چاہیے تو آپ نے فرمایا دیکھو! ایسی چیز کو **beloved** (محبوب) نہ بناؤ کہ جو فانی ہو۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بال بچوں سے بہت پیار میاں بیوی کا بہت پیار بالآخر ایک وقت آتا ہے کہ دونوں کو جدا ہونا پڑتا ہے اس لیے فرمایا احب من شئت فانک مفارقه جس سے چاہے تم محبت ڈال لو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا فانک مفارقه اے انسان! ایک دن تو اس سے اور وہ تجھ سے جدا ہو جائے گی۔

تو آپ نے فرمایا اُرَيْسُ النَّارِ مجھے دوزخ دکھائی گئی فَاذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ تو میں نے دیکھا کہ ان میں اکثریت عورتوں کی تھی یہ فرمان اس پیغمبر عالی شان ﷺ کا ہے جنہوں نے اپنی ان نگاہوں سے اُکو دیکھا ہے یہ کوئی زبانی کلامی بات نہیں ہے یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے فرمایا اکثریت میں نے عورتوں کی دیکھی ”یکفرون“ فرمایا کفر کرتی ہیں ”یکفرون“ کا لفظ استعمال فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس میں کفر کا مادہ پایا جاتا ہے تو صحابہ کرام گھبرا گئے عرض کیا اے یکفرون باللہ یعنی کیا ایمان والی نہیں ہوں گی عورتیں؟ فرمایا کہ نہیں یہاں کفر کا وہ معنی نہیں ہے کہ وہ اللہ کو نہ مانیں یا کافر ہو جائیں بے ایمان ہو جائیں بلکہ **يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ** یکفرون

الاحسان کہ اپنے شوہر کی ناشکری کریں گی اور احسان فراموش ہوں گی۔

اور آگے فرمایا لو أَحَسَّنْتَ إِلَيَّ إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ کہ طویل زمانے تک اگر تو کسی عورت پر احسان کرتا رہے ثُمَّ رَاتِ مِنْكَ شَيْفًا پھر اس نے تجھ میں کوئی ایسی چیز دیکھی جو اس کو ناپسند ہے تو کہے گی مَارَائِيثُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ میں نے کبھی تیرے اندر خیر دیکھی ہی نہیں۔

حکیم الامتہ کا فرمان

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی عجیب تعبیر فرمائی حکیم الامت بھی حکیم الامت تھے فرمایا کہ عورتوں کو ذرا کوئی ایسی بات شوہر کی طرف سے پیش آجائے یا ماں باپ کی طرف سے پیش آجائے تو فوراً کہہ دیں گی (جس شوہر بیچارے نے کپڑے خرید خرید کر ساری اپنی پونجی خرچ کر ڈالی پوری تنخواہ ہی لگادی) تو کہے گی تو نے مجھے کیا لے کر دیا؟ صرف دو چیتھڑے چیتھڑے کہتے ہیں معمولی کپڑے کو یعنی چیتھڑے لے کر دیئے معمولی کپڑے لے کر دیئے اور اتنی اعلیٰ قسم کی اس کو جو تیاں لے کر دیں کہا کہ کیا لے کر دیا ”دو لبتھوئے“ اور اس کے کچن کے لیے بہترین سامان Made in Japan اور Made in France لے کر دیا کہا کہ تو نے کیا لے کر دیا ”دو ٹھیکرے“ تو نے دیا کیا ہے تیرے گھر میں میں نے دیکھا ہی کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ کی شان محبوبیت

جس دن اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکالا تھا اس دن شیطان نے کہا تھا ولا تسجدوا لکم من دونهما شکرین اے اللہ تعالیٰ! ان انسانوں میں تو اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ وصف تھا کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے تھے یہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان عشق تھی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شانیں تھیں (۱) اللہ تعالیٰ کے نبی عاشق بھی تھے اور (۲) محبوب بھی تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے محبوب اُنک باعیننا آپ ہماری بے شمار نگاہوں کے

سامنے ہیں ہم ہر وقت آپ کو دیکھتے ہیں ہمارا محبوب کہاں جا رہا ہے کہاں اٹھتا ہے کہاں بیٹھتا ہے آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں جس طرح باپ کو اپنے بیٹے سے پیار ہوتا ہے کہتا ہے بیٹا! ہر وقت تو میری نظر میں رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا ايك آنکھ نہیں فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت دیکھئے فَانِكَ بِاَعْيُنِنَا آپ ہماری بے شمار نگاہوں کے سامنے ہیں یہ آپ کی شانِ محبوبیت تھی اور شانِ عاشقی رات کو کھڑے ہو کر نمازیں پڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رہے ہیں صحابہ کرام نے کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اتنی محنت کیوں فرماتے ہیں کہ آپ کے پاؤں پر دُورم آیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے بارے میں اعلان کر دیا کہ آپ کی اگلی پچھلی وہ چیزیں جو خلافِ افضل آپ سے صادر ہوئیں وہ سب معاف ہیں۔

پیغمبر علیہ السلام کے حق میں خطا کا معنی

یہ عقیدے کا مسئلہ ہے کہ کسی نبی علیہ السلام سے نہ کبیرہ گناہ ہوگا نہ صغیرہ یہاں فاضل اور افضل کا مسئلہ ہے کہ افضل عمل نہیں کیا فاضل پہ عمل کر لیا دونوں کاموں کی اجازت تھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک افضل تھا اور ایک فاضل تھا جیسے جنگِ بدر کے قیدی تھے ان قیدیوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل یہ تھا کہ قتل کر دو اور فاضل (غیر افضل) یہ تھا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دو تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شانِ رحمت کی وجہ سے فاضل کام کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے کہ افضل کیوں نہیں کیا کیونکہ جو جتنا بلند مرتبہ ہوتا ہے مقرب بارگاہ ہوتا ہے اُس کے لیے معاملات جدا ہوا کرتے ہیں

تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دی ہیں تو پھر آپ اتنا کیوں روتے ہیں اور رات کو اللہ تعالیٰ کو ایسے کیوں مناتے ہیں تو آپ نے فرمایا اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا میں اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

نعمت یا زحمت

نعمت ملے اور آدمی اللہ تعالیٰ کا زیادہ فرمانبردار ہو جائے یہ دلیل ہے کہ یہ نعمت رحمت لے کر آئی ہے اور اگر نعمت آنے کے بعد خدا کا ناشکرا ہو جائے پہلے نماز پڑھتی تھی اب نماز چھوڑ دی پہلے پردہ کرتی تھی جب سے مال و دولت کی ریل پیل ہوئی پردہ چھوڑ دیا جب خدا کی نعمت بڑھتی گئی تو نیکیاں چھوڑنا شروع کر دیں یہ دلیل ہے کہ یہ نعمت نہیں ہے یہ مصیبت ہے۔

اس حقیقت کو سمجھانے کے لیے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ سے عجیب مثال دی ہے حضرت نے واقعہ بیان فرمایا کہ ہندوستان میں ایک آدمی کو پھانسی ہوتی تھی اس سے پوچھا گیا کہ بھی! تیری آخری خواہش ہو تو ہمیں بتاؤ۔ گورنمنٹ آخری خواہش پوری کرتی ہے لاسٹ ڈیزائر (Last desire) اپنی بتاؤ تو اُس نے کہا میری آخری خواہش یہ ہے کہ وائسرائے (Viceroy) کی گاڑی پر مجھے بٹھایا جائے اور ان کی وردی مجھے پہنائی جائے اور فوج کے سپاہی دورویہ کھڑے ہو کر مجھے سلوٹ ماریں گا رڈ آف آنر یعنی سلام احترامی پیش کریں اور لوگ میرے اوپر پھول نچھاور کریں اور اس طرح مجھے شہر کا چکر لگوا دیا جائے تو خیر چونکہ قانون تھا تو کہا کہ ٹھیک ہے وائسرائے کی گاڑی بھی آگئی اور دیگر سارے انتظامات کیے گئے اور خوب اس کو گھمایا گیا تو جتنے بے وقوف لوگ تھے جو جانتے نہیں تھے کہ مسئلہ کیا ہے تو سب دل میں تمنا کرنے لگے کہ یار! یہ دیسی آدمی ہو کر ہندوستانی ہو کر یہ کتنی بڑی پوسٹ پر بیٹھا ہے کہ ساری دنیا اس کو سلام کر رہی ہے خیر! لوگ بڑی حسرت سے تذکرہ کر رہے تھے لیکن جب حقیقت پتہ چلی کہ اصل میں تو میاں اس کو پھانسی دی جانی ہے اس پھانسی سے پہلے یہ سارا نالک کیا جا رہا ہے تو سب نے کانوں کو ہاتھ لگایا یاد رکھو! ایسی نعمت جس کے آنے کے بعد آدمی نافرمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ اس خوراک کی طرح ہے جو بکرے کو کھلا کر موٹا کیا جاتا ہے تاکہ اس کو ذبح کیا جائے یہ

دراصل جہنم کا ایندھن تیار ہو رہا ہے۔

نعمت ایمان پر شکر

میری ماؤں بہنوں! وہ بات جو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہی تھی کہ تو اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر خواتین کے بارے میں فرمایا کہ یہ ناشکری کرتی ہیں اور ہماری ناشکری کہاں سے شروع ہوتی ہے ہماری ناشکری سب سے پہلے ایمان اور اسلام سے شروع ہوتی ہے کہ ہم اپنے ایمان اور اسلام پر شکر گزار نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مؤمن بنایا ہمیں مسلمان بنایا اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اس راز کو سمجھتے تھے آپ رحمۃ اللعالمین تھے اس بات کو جانتے تھے کہ میری اُمت اتنی بڑی نعمت جو اسلام اور ایمان کی نعمت ہے جس کی برکت سے انہیں دنیا و آخرت کی ہر خیر ملتی ہے یہ اس نعمت کا شکر یہ نہ بھول جائیں تو کھانے کی دعا میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نعمتِ اسلام کا شکر یہ اٹیچ (Attach) کر دیا جب آدمی کو بھوک لگتی ہے کھانا کھاتا ہے تو شکر کرتا ہے بڑا اچھا کھانا مل گیا یا اللہ! تیرا شکر ہے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پی لیا اللہ تیرا شکر ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ میری اُمت کھانے پینے کی چیزوں کا شکر یہ ادا کرے گی جو ایک ڈرودڈا الر میں ملنے والا ہے اور یہ ایمان اور اسلام کی نعمت جو ڈالروں سے ملنے والی نہیں ہے سوائے خدا تعالیٰ کے فضل کے اس نعمتِ اسلام کے شکر یہ ادا کرے گا احساس ان کو نہیں ہوگا تو ہم پر رحم فرماتے ہوئے پیارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعا ہمیں تلقین فرمائی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اٰطَعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کہ شکر اس اللہ تعالیٰ کا جس نے کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا یہ جملہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساتھ جوڑ دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کی ناشکری کی وجہ سے یہ نعمت ان سے چھن جائے تو جہاں یہ کھانے پینے کی چیزوں کا شکر یہ ادا کریں گے وہاں میں ایک جملہ اور اضافہ کر دیا کہ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اسلام کی

دولت سے نوازا) تاکہ نعمتِ اسلام کا شکر خود ادا ہوتا چلا جائے
میری ماؤں بہنوں! آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے کھانے کے بعد کی دعائیں یہ جملہ ملایا یہ اسی لیے ملایا کہ سب سے پہلی چیز جس کا
ہمیں شکر یہ ادا کرنا ہے وہ ایمان اور اسلام ہے۔

شکر کی حقیقت

اب میں دوسری بات کی طرف آتا ہوں کہ حقیقی شکر کیسے ادا ہوتا ہے؟ وہ قرآن مجید
نے حضرات صحابہ کرام کو تلقین فرمایا سب سے پہلے نعمت بیان کی وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ
بِبَدْرِ وَاَنْتُمْ اَدْلٰهُ اے صحابہ کی جماعت! اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی بدر کے
میدان میں جب تم کچھ بھی نہیں تھے تمہاری کوئی تعداد نہیں تھی کوئی طاقت نہیں تھی لہذا اب
اس کا شکر تم کیسے ادا کرو؟ اَتَقُو اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ کہ دیکھو تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم
شکر گزار بن جاؤ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بتاتا ہے جو صحابہ کرام کو دیا گیا کہ اگر میرے
حقیقی شکر گزار بندے بنا چاہتے ہو تو گناہوں کو چھوڑ دو تقویٰ نام ہے گناہ کو چھوڑنے کا
اگر نافرمانی بھی کرتے رہو گناہ بھی کرتے رہو تو پھر تم ناشکرے ہو اگرچہ زبان سے ہر
وقت الحمد للہ کی تسبیح پڑھتے رہو لیکن اس کے ساتھ خدا کی نافرمانی کرتے رہو تو یہ شکر کہاں
ہے؟ اب آپ بتائیے ایک آدمی پر اُس کا ابا احسان کرتا ہے اور ماں باپ کا تو احسان ہی
احسان ہوتا ہے یا درکھو! ماں باپ کے احسان کا بدلہ انسان کبھی نہیں دے سکتا۔

باپ کی عظمت

مجھے ایک واقعہ یاد آیا پیغمبر علیہ السلام کے پاس ایک صحابی آئے تو اپنی پیٹھ پر اپنے
والد کو لادا ہوا تھا والد معذور تھے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے لا کر ڈال دیا اور کہا کہ حضرت!
ایک سوال کرنے آیا ہوں فرمایا کہ کیا؟ کہا کہ میری والدہ بچپن میں فوت ہو گئی تھیں تو
میرے والد نے مجھے بچپن سے پالا ہے میری پوٹی صاف کرتے تھے میرے کپڑے بھی
دھوتے تھے کپڑے چینیج بھی کراتے تھے نوالہ منہ میں نرم کر کے مجھے کھلاتے تھے پانی

پلاتے تھے میرے والد نے بالکل میری ماں کی طرح مجھے پالا ہے میں بڑا ہو گیا اب میرا والد معذور ہو گیا ہے اب میں بھی وہی خدمت باپ کی کر رہا ہوں کہ میرا باپ پیشاب پاخانہ بستر پر کرتا ہے میں بستر دھوتا ہوں استنجاء کراتا ہوں یہ کھا نہیں سکتے دانت نہیں ہیں میں روٹی چبا کر نرم کر کے ان کے منہ میں ڈالتا ہوں پانی پلاتا ہوں اور پھر کہیں جاتا ہوں تو جس طرح باپ مجھے اپنے کندھے پر بٹھا کر لے جاتا تھا تو میں اپنے باپ کو اپنی پیٹھ پر لاد کر لے جاتا ہوں اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا میں نے اپنے ابا کے احسانات کا بدلہ دے دیا میں نے باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا تو پیغمبر ﷺ نے عجیب بات فرمائی فرمایا کہ نہیں! تو نے حق ادا نہیں کیا صحابی رونے لگے بچکی بندھ گئی اور پوچھا کہ حضرت کیوں نہیں؟ فرمایا کہ تیری اور اس کی نیت میں فرق ہے ماں باپ جب بچے کی خدمت کرتے ہیں تو دل میں تمنا ہوتی ہے کہ بچے کی عمر دراز ہو اور تو خدمت کرتا ہے تیرے دل میں یہ ہے کہ میرا باپ آج مر جائے یا شاید کل مر جائے شاید پرسوں مر جائے جلدی جلدی خدمت کر لوں تیری نظر اس کی موت پر ہے اس کی نظر تیری زندگی پر تھی جب سوچ اور نیت کا فرق ہے تو پھر اس خدمت کی قیمت کا بھی فرق ہو جاتا ہے کیونکہ ساری قیمت تو انسان کے ارادے اور نیت پر ہی لگتی ہے۔

ماں باپ کے احسانات کا بدلہ صرف ایک صورت میں ادا ہوتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو کسی کا غلام پائے اور انہیں خرید کر آزاد کر دے تو اس نے اپنے ماں باپ کا حق ادا کر دیا۔

زبانی شکریہ

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایک آدمی کے ماں باپ اس پر احسان کرتے ہیں اور وہ ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہے چاہے زبان سے تھینک یو تھینک یو کرتا ہے تھینکس ڈیڈی تھینکس ڈیڈی (Thanks Daddy!) کی تسبیح پڑھتا رہے ”very much“ بھی ساتھ لگا دے اور بھی کوئی جملہ ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ لگا دے لیکن

باپ کی مانتا نہیں باپ کہتا ہے آفس جاؤ بازار چلا جاتا ہے باپ کہتا ہے مسجد میں جاؤ کہیں اور چلا جاتا ہے تو آپ مجھے بتائیے آپ اس کو شکر گزار بچہ کہیں گے کہ یہ ماں باپ کا بڑا شکر ادا کرنے والا ہے۔

میرے دوستو! میری بہنوں! رتا بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر نافرمانی میں مبتلا ہے گناہوں میں مبتلا ہے یہ ناشکرابندہ ہے یہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو غلط استعمال کر رہا ہے زبان غلط استعمال ہو رہی ہے غیبت کر رہا ہے اور اس زبان سے بدگوئی کر رہا ہے جھوٹ بول رہا ہے اس زبان سے اور گندی باتیں کر رہا ہے تو یہ زبان کا شکر یہ نہیں ہے یہ ناشکری ہے اللہ تعالیٰ نے تو زبان کی نعمت اپنے نام رٹنے کے لیے دی تھی۔

امام رازیؒ کا عجیب فرمان

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مفسر قرآن ہیں تو حضرت نے اپنی تفسیر میں ایک عجیب بات لکھی ہے فرماتے ہیں کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس وقت بچہ اپنی زبان کی حفاظت پر قادر نہیں ہے کیونکہ اس وقت وہاں اس کو کوئی ہوش نہیں ہے اب سب کو معلوم ہے کہ ماں کے حیض کا خون بچے کی خوراک ہے اب اگر منہ کے ذریعہ یہ خوراک پہنچائی جاتی تو یہ ایک پلید چیز تھی نجس چیز تھی تو زبان پلید ہو جاتی تو اللہ نے ناف کے ذریعے بچے کے پیٹ تک خوراک کی ترسیل کا راستہ بنا دیا تاکہ زبان محفوظ رہے زبان گندی نہ ہو کیونکہ اس زبان پر اللہ تعالیٰ کا نام آنا ہے تو جہاں بچے کا اختیار نہیں تھا ماں کے پیٹ میں وہاں اللہ تعالیٰ نے خوراک کا راستہ بدل دیا تاکہ زبان گندی نہ ہو اب دنیا میں آئے اور اختیار ملا تو اپنی زبان گندی کر رہے ہیں اسی سے جھوٹ بول رہے ہیں اسی سے غیبتیں کر رہے ہیں اسی سے دوسروں پر تبصرے کر رہے ہیں اسی سے چغلیں خوریاں کر رہے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں اور میں نے اپنے شیخ کے سامنے یہ بات کی حضرت والا بہت خوش ہوئے میں نے کہا کہ دیکھئے! ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت زبان کی قیمت کا اندازہ لگائیں جو میں اور آپ گندی کرتے ہیں اس کی قیمت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ موت کے لیے

اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ رکھا ہے وہ یہ ہے کہ موت کی ابتدا ناگوں سے ہوتی ہے کہ پہلے پیروں کی طرف سے جان لکنا شروع ہوتی ہے اوپر سے نہیں تاکہ آخر تک یہ زبان میرا نام لیتی رہے چاہے جان نکل رہی ہے لیکن زبان پھر بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام رکھا اگر اوپر سے جان نکالتے تو ناگئیں مارنا تو ثواب نہیں لہذا نیچے سے نکالی کہ جن اعضاء کی اب ضرورت نہیں رہی ان کی جان پہلے نکال دو لیکن یہ زبان جو ہمارا نام لے سکتی ہے آخر تک بالکل آخری لمحے میں جا کر جب جان نکلتی ہے تو یہ سینے سے کھینچی جاتی ہے اس کے بعد آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے تو آخر تک وہ کلمہ پڑھتا رہتا ہے آخر تک وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہتا ہے اور حدیث شریف میں ہے من کان آخر کلام لا الہ الا اللہ جس کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہو گا دخل الجنة فرمایا کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابو زرعہ البجلیؒ کا آخری وقت

امام ابو زرعہ البجلی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں ایک آدمی حضرت سے ایک حدیث سننے کے لیے بہت دور دراز کا سفر کر کے آیا تقریباً ایک ہزار میل سفر کر کے آیا جب وہاں پہنچا دروازہ دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک خادم آیا تو اس نے بتایا کہ حضرت بالکل آخری لمحات پر ہیں ملاقات مشکل ہے وہ بہت پریشان ہوا کہ میں بہت دور سے آیا ہوں مجھے تو ایک حدیث سننی ہے حضرت سے میں منت کرتا ہوں کہ حضرت کی وفات سے پہلے پہلے میری ملاقات کر دیجیے تو حضرت نے آواز سن لی اور اشارہ کیا کہ اس کو اندر بلاؤ وہ اندر آ گیا تو اس وقت حضرت کی ناگوں سے جان لکنا شروع ہو چکی تھی لیکن چونکہ زبان کام کر رہی تھی اوپر کے حواس کام کر رہے تھے تو پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہا کہ حضرت! فلاں حدیث مجھ کو سننی ہے پہلے زمانے میں رواں ہوتا تھا کہ سند پہلے بیان کرتے تھے کہ کس کس سے سنی اس آدمی نے سند بیان کی کہ میرے استاذ فلاں ان کے استاذ فلاں اس طرح چلتے چلتے کہا کہ میرے جو فلاں استاد ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ سے یہ روایت انہوں نے سنی ہے تو آپ نے فرمایا بس آگے امام ابو زرعہ البجلی رحمۃ اللہ

نے اپنے استاد حضرت ابو ہریرہؓ کا نام لیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا من کان
آخر کلام لا الہ الا اللہ اتا کہا تھا تو جان نکل گئی انتقال ہو گیا۔

ہمارے استاد مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن صاحب ٹوکی شیخ الحدیث
جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی فرمایا کرتے تھے کہ امام بخاری آدمی حدیث لائے
ہیں اپنی کتاب میں پوری حدیث نہیں لائے ”دخل الجنة“ یہ جملہ نہیں لائے فرمایا
کہ یہ دراصل اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ زندگی ایسی بسر کرو کہ لا الہ الا اللہ زبان
پر ہو اور جنت میں داخل ہو جاؤ دخل الجنة کہ جنت میں چلے گئے

آنکھ کی حفاظت

تو میری ماؤں بہنوں اسی طرح آنکھ کی نعمت ہے اور وہ اس کو غلط استعمال کر رہا
ہے غیر محرموں اور دوسروں کی عورتوں کو دیکھ رہا ہے فلمیں دیکھ رہا ہے دوسری گندگیاں
اس آنکھ کے راستے دل میں جا رہی ہیں تو یہ آنکھ کی ناشکری ہے۔

میرے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب امت برکاتہم فرماتے ہیں جو دنیا میں
اپنی آنکھیں خراب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنا دیدار نہیں کرائیں گے کیونکہ جب تم
نے دنیا میں آنکھ گندی کر لی ہمیں کیا دیکھو گے ناپاک آنکھ سے کوئی خدا کا نظارہ کرے
گا؟ یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو مختلف نظارے اور رنگینیاں بکھیر دی ہیں اور حکم دیا فرمایا
اس کو دیکھو اس کو نہ دیکھو تو یہ آنکھ کا امتحان ہے کہ دیکھو جن سے منع کر دیا اس کو مت
دیکھو جب نہیں دیکھو گے تو پھر ہم اپنا سراپا تمہیں دکھائیں گے وجوہ یومئذ ناظرہ
الی ربہا ناظرہ تروتازہ چہرے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے لیکن جب نگاہوں کو گندا
کریں گے تو نجس چیز سے آپ کیسے نظارہ کر سکتے ہیں پاک ذات کا؟ آپ بتاؤ!
آپ کا لالچشمہ لگائیں اور یہ چاہیں کہ وائٹ چیز آپ کو وائٹ نظر آئے تو کالے شیشے
سے وائٹ کہاں نظر آئے گا تو یہی کہا جائے گا کہ آپ شیشہ اُتاریں تو پھر آپ کو اس کا
صحیح ویژن (vision) نظر آئے گا تو اسی طرح سمجھئے کہ جن آنکھوں میں گناہوں

کے اثرات ہوں گے اور نجاست اور گندگیوں کے اثرات ہوں گے اور ڈارک نس (Darkness) کے اثرات ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے انوارات کا مشاہدہ نہ دنیا میں کر سکتے ہیں نہ آخرت میں کر سکتے ہیں یہ آنکھ کی ناشکری ہے۔

شکر کرنے کی ترتیب

شکر دل سے شروع ہوتا ہے سب سے پہلے تو دل خدا کے شکر میں ڈوب جاتا ہے پھر دوسرے نمبر آدمی زبان سے کہتا ہے الحمد للہ پھر اپنے اعضاء و جوارح سے عمل کر کے بتاتا ہے کہ میں اللہ کا شکر گزار بندہ ہوں یہ تین اسٹیپ (Step) ہیں اس کے اگر دل میں شکر نہیں ہے زبان سے کہہ رہا ہے تب بھی کوئی قیمت نہیں ہے۔

جس طرح حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا کہنے لگا استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ فرمایا کہ اس استغفار پر بھی استغفار پڑھو تیرے دل میں ندامت نہیں تو زبان سے کیوں کہتا ہے زبان ترجمان ہے دل کی اور دل ندامت سے خالی ہے۔ آج میں اور آپ الحمد للہ کہیں اور دل میں کوئی شکر نہیں بلکہ ناشکری چھپی ہوئی ہے کہ فلاں کے پاس اتنا زیور ہے میرے پاس نہیں ہے فلاں کے پاس یہ ہے میرے پاس نہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آدمی نے خط لکھا کہ میں بہت پریشان رہتا ہوں حضرت نے بڑا پیارا جواب لکھا کہ تمہارے پاس جو نعمتیں موجود ہیں اس کا شکر نہیں کرتے اور جو موجود نہیں ہے اس کی فکر میں لگے ہوئے ہو اس آدمی نے خود مجھے قسم کھا کر بتایا کہ میں نے جب سے یہ نسخہ آزما یا کہ موجودہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا اور اگلی کی فکر نہ کرنا میری پریشانی ختم ہو گئی۔

جس کے پاس سائیکل ہے وہ سائیکل کا شکر ادا نہیں کرتا اور اس فکر میں لگا ہوا ہے مجھے موٹر سائیکل مل جائے اب موٹر سائیکل مل گئی تو کہتا ہے کہ کار مل جائے کار والا کہتا ہے مجھے پراڈویا لینڈ کر دز مل جائے تو آپ مجھے بتائیں ایسے شخص کو چین کیسے ملے گا؟

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ حج

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں حج کے واقعات میں ان کی ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حج کو جا رہے تھے پیدل تھے پاؤں میں جوتی بھی نہیں تھی گھوڑوں پر قافلے گزر رہے تھے اونٹ پر جا رہے تھے گدھوں پر جا رہے تھے تو ان کے دل سے ایک آواز سی لگی اور ناز کی بات کر دی ناز وہی کر سکتا ہے جس کے پاس حسن ہو حسن سے مراد یہ کہ اس نے خوب خدا کو راضی کیا ہو اور غلبہ حال بھی ہو تو ناز کرے میرے اور آپ جیسے ناز کریں گے تو جوتے کھائیں گے اگر کسی کے پاس حسن نہ ہو اور ناز دکھا رہا ہو تو دس جوتے لگا دیں گے۔

تو یہ حضرات ہر وقت خدا کو راضی رکھتے تھے تو ناز کر سکتے تھے تو غلبہ حال میں آ کر کہا یا اللہ! ہم رات دن تیری یاد میں لگے رہتے ہیں اور سعدی کا حال یہ ہے کہ جوتی بھی نہیں ہے اور لوگ گھوڑے اور اونٹ پر جا رہے ہیں بس اللہ تعالیٰ نے ان کو تشبیہ فرمائی تھوڑا سا آگے گئے تو ایک آدمی کو دیکھا جو چمڑے کے اندر لپٹا ہوا ہے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں ہیں اور گیند کی طرح لڑھک کر جا رہا ہے شیخ سعدی نے پوچھا کہ بھئی! آپ کون ہو؟ کہا میں بخارا سے آیا ہوں حج کے لیے جا رہا ہوں پوچھا کب نکلے تھے؟ کہا یہ دسواں سال ہے سفر کرتے ہوئے تو فرماتے ہیں بعد میں میں نے اس شخص کو مطاف میں دیکھا وہ اسی حالت میں لڑھکتے ہوئے طواف کر رہا تھا میں نے کہا اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے پاؤں تو عطا فرمائے ہیں۔

دل و دماغ کی نعمت اور صحابی رسول ﷺ

اسی طرح کان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے یہ اس نعمت کی ناشکری ہے کہ اس سے گانے سنے جا رہے ہیں غیبتیں سنی جا رہی ہیں جھوٹ سنا جا رہا ہے اس طرح ہاتھ پاؤں کی نعمت دل کی نعمت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور دماغ کی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنی فکر کے لیے دی تھی اس دل و دماغ سے ہماری ذات کی معرفت حاصل

کروز میں و آسمان کو دیکھ کر ہماری محبتوں کو حاصل کرو۔

دیکھئے! صحابی رسول ہیں بالکل دیہاتی صحابی ہیں گرمی کا موسم ہے صحن میں لیٹے ہوئے ہیں رات کا وقت ہے بالکل اندھیری رات ہے ستارے آسمان پر بالکل صاف نظر آرہے ہیں انہوں نے ستاروں کو دیکھا اور کہا اے ستارو اے آسمانو! تمہارا بھی کوئی رب ہے کوئی پیدا کرنے والا ہے یا اللہ! مجھے معاف کر دے فجر کی نماز کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کون تھا جو رات کو اپنے رب سے باتیں کر رہا تھا؟ صحابی ڈر گئے کہ کوئی ایسا غلط جملہ تو میرے منہ سے نہیں نکل گیا تھا جب تین بار پوچھا گیا تو کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے پوچھا تو کیا کہہ رہا تھا؟ کہا حضرت! میں نے جب ستاروں بھرا آسمان دیکھا تو مجھے جوش آیا تو میں نے کہا اے آسمانو! اے ستارو! تمہارا بھی پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ تو مجھے معاف کر دے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے سے کہہ دو میں نے معاف کر دیا۔

تفکر فی خلق اللہ کی قیمت

یہ ہے ان حضرات کی سوچ! انہوں نے اپنی سوچ و فکر کو کس میں لگایا خدا کی عظمتوں کو سوچتے رہے یہ شکر ہے اس صلاحیت کا میری اور آپ کی سوچ تو رات دن دنیا میں لگی ہے ہمیں تو اس کی فرصت ہی نہیں ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ ہم آئے کس لیے اور اللہ تعالیٰ نے یہ زمین آسمان بنائے کس لیے۔

اس لیے آدمی ایک لمحے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عظمت میں غور و فکر کرے اور اس کی اس کائنات میں غور کرے اور خدا کی معرفت حاصل کرے تو فرمایا ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ ایسی فکر خدا تک پہنچا دیتی ہے۔

نعمتوں کی کثرت اور ہماری ناشکری

تو میری ماؤں! بہنوں! ناشکری کا معاملہ آج بہت زیادہ پایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ہم خسارے میں جا رہے ہیں اتنی نعمتیں خدا نے ہمیں اس زمانے میں دے رکھی ہیں کہ ہم

اگر شمار کرنا بھی چاہیں تو شمار نہیں کر سکتے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے اور اس میں آدھا سایہ آدھی دھوپ تھی ایک صحابیؓ وہ کنویں کا پانی لے کر آیا اور کھجوریں پیش کی تو آپ نے فرمایا اے عمر! تجھے پتہ ہے یہی وہ نعمتیں ہیں جن کا قیامت کے دن مجھ سے اور تجھ سے سوال ہوگا۔

اضطراری مجاہدہ

آج تو میں اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے آج ناشکری ہے اور شکایت ہے دیکھیں! اگر آدمی کو کسی چیز کی کمی ہے مثلاً آدمی کو بیوی ایسی مل گئی کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرے مزاج کی نہیں ہے یا بیوی کو شوہر ایسا مل گیا جو اس کے مزاج کا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ تک بغیر مجاہدے کے کوئی نہیں پہنچ سکتا مجاہدہ کرے گا تکلیف اٹھائے گا تو خدا تک پہنچے گا پہلے زمانے میں بزرگ حضرات بہت مجاہدے کرتے تھے روزے رکھتے چلے جارہے ہیں نمازیں پڑھتے چلے جارہے ہیں اور جنگلوں میں جا کے خدا کو راضی کر رہے ہیں اب اس زمانے میں ہم میں سے کوئی بھی یہ کرنے کو تیار نہیں تو اللہ تعالیٰ زبردستی کبھی مجاہدہ ڈال دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے اسے اضطراری مجاہدہ کہتے ہیں لیکن پہنچیں گے کب؟ جب اس مجاہدے اور تکلیف کو خدا کی طرف منسوب کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو تکلیف دی ہے یہ میری اصلاح کے لیے دی ہے جس طرح گاڑی میں ڈینٹ نکل آئے اُس ڈینٹ کو ہتھوڑی کے ساتھ مار کر سیدھا کرتے ہیں تو اسی طرح کبھی روح کے اندر ڈینٹ (dent) پڑ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر ہتھوڑی مارتے ہیں جب انسان کے دل کا پیالہ گندگی سے بھر جاتا ہے تو غم کی چوٹ مار دیتے ہیں جس سے پیالہ ٹوٹے اور اس میں سے گند نکل جائے اور پھر پیالہ صاف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی تجلی و انوارات اس میں اتار دیں سید جگر مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہمیں وہ کیوں جفائے خاص کے قابل سمجھتے ہیں

یہ رازِ دل ہے اس کو محرمانِ دل سمجھتے ہیں

اور حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا شعر ہے۔

درود دل دے کے مجھے اس نے یہ ارشاد کیا

ہم اس گھر میں رہیں گے جسے برباد کیا

تو انسان کو شوہر کی طرف سے مجاہدہ ہے کوئی تکلیف ہے اس کو برداشت کرے

اپنے شوہر کی خدمت کرے حق ادا کرے۔

عورت کے لیے جنت کی ضمانت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو عورت نماز پڑھے شوہر کی اطاعت کرے شوہر

کے مال کی حفاظت کرے اپنی عزت کی حفاظت کرے وہ جنت کے آٹھوں دروازوں

میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے اب بتائیے خواتین کے لیے کام کتنا آسان

کر دیا لیکن ناشکری کا مرض نہیں جاتا اس کی وجہ سے سب ملیا میٹ ہے ورنہ ان کا

نصاب تو بہت آسان ہے اماں عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا ہمیں جہاد میں جانے کی

اجازت دیجیے فرمایا حج کر لینا تمہارا جہاد ہے حج کر لیا عمرہ کر لیا جہاد ہو گیا مجاہدین میں

نام لکھ دیا گیا یہ مردوں کے لیے تھوڑی ہے وہ تو جب تک سر پر کفن باندھ کر نہیں جائیں

گے تو حق ادا نہیں ہوگا خواتین کے لیے کام آسان ہے لیکن ناشکری کے میدان میں

ماری گئیں شوہر کی ناشکری ہو رہی ہے اولاد کی ناشکری ہو رہی ہے ہماری اولاد ایسی نہیں

ہے ویسی نہیں ہے فلاں کی ایسی ہماری کیسی؟ بھئی! خدا کا شکر ادا کرو اگر کوئی مجاہدہ آئے

اُسے برداشت کرو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو جو نعمت دی ہے اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔

دلچسپ واقعہ

مجھے ایک بڑا دلچسپ واقعہ یاد آیا امام اصمعی عربی لغت کے بہت بڑے امام

گزرے ہیں اور اس مقصد کے لیے گاؤں دیہات میں جایا کرتے تھے ایک دیہات

میں پہنچے دیکھا وہاں ایک خوبصورت عورت تھی اور اس کا شوہر نہایت بد صورت اور

کریمہ المنظر تھا آپ نے فرمایا یہ کیسا جوڑا ہے؟ بلیک اینڈ وائٹ (Black &)

(white) یہ کس قسم کا جوڑا ہے تو وہ عورت بڑی سمجھدار تھی اس نے کہا کہ ہم دونوں جنتی ہیں کہا کیسے جنتی ہو؟ کہا دیکھو میں ایسے شوہر پر صبر کرتی ہوں اور یہ مجھے لے کر شکر کرتا ہے اور صابر و شاکر دونوں جنتی ہیں لہذا ہم دونوں جنتی ہیں۔

تو میں ماؤں بہنوں سے کہا کرتا ہوں کہ یہ جو تکلیفیں آتی ہیں مجاہدات آتے ہیں شوہر کی طرف سے اولاد کی طرف سے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھو کہ یہ میری خطاؤں کی وجہ سے ہے میرے اندر کمی ہے تو وہی مجاہدہ اور تکلیف خدا تک پہنچا دیتی ہے اللہ تعالیٰ اپنا تعلق نصیب کر دیتے ہیں کتنے مردوں کو جنہوں نے عورتوں کی نافرمانی اور ستانے پر صبر کیا وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گئے اسی طرح عورتیں بھی۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا صبر

آپ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھئے فرعون کے گھر میں تھیں کتنی تکلیفیں دیتا تھا صبر کیا اللہ تعالیٰ نے جنت دنیا میں دکھائی دی دو خواتین ایسی ہیں جن کو دنیا کی زندگی میں جنت دکھائی گئی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات سے پہلے ان کو دنیا میں جنت دکھادی گئی حضرت آسیہ علیہا السلام فرعون کے گھر میں تھی کتنی تکلیفیں دیتا تھا صبر کیا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جنت دکھادی۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جنت میں آسیہ رضی اللہ عنہا اور مریم علیہا السلام کا نکاح میرے ساتھ ہوگا دیکھئے! فرعون کا فر تھا لیکن اس زمانے میں کافر کے ساتھ نکاح کی اجازت تھی لہذا آپ اس کے نکاح میں تھیں لیکن اس کی سختیوں پر آپ نے صبر کیا اور ان تکلیفوں کو خدا کی طرف پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جنت دکھادی اور آخرت میں کتنا بڑا اعزاز دے دیا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی ہونے کا اعزاز ان کو حاصل ہوگا تو ہم پھر کیوں اس ناشکری میں مبتلا ہوتی ہیں ہمیں صبر کرنا چاہیے ان مجاہدات کو ان تکالیف کو آخرت کی طرف پھیر دو نعمت ملے شکر کرو تکلیف آئے صبر کرو یاد رکھو! میرے شیخ دامت برکاتہم کا شعر ہے

ہے اسی طرح سے ممکن تیری راہ سے گزرنا
کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

صبر و شکر

یہ صبر اور شکر عبدیت کی گاڑی کے دو ٹائرز ہیں جس سے مومن کی گاڑی اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ جاتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ہر موقع پر خدا کو یاد رکھے نعمت آئے تب بھی مولیٰ کو یاد کرے اور تکلیف آئے تب بھی مولیٰ کو یاد کرے پھر یہ دونوں چیزیں خدا تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں اس لیے میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں مرد اور عورت دونوں اللہ تعالیٰ کے ولی بن سکتے ہیں اس لیے کہ دونوں کو گناہ کے اسباب پیش آتے ہیں جس سے جب وہ بچیں گے تقویٰ آئے گا خدا مل جائے گا۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء کرام کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے تو اس میں لکھا ہے کہ میں ان مردوں کے حالات لکھوں گا جو اللہ تعالیٰ کے ولی گزرے ہیں تو اس میں رابعہ بصریہ کے حالات بھی لکھ دیئے تو کسی نے اعتراض کر دیا کہ آپ نے لکھا کہ مردوں کے حالات لکھوں گا یہ عورت کو کیوں بیچ میں لے آئے؟ تو حضرت نے جواب دیا یہ اللہ تعالیٰ کے راستے کی عورت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کے راستے کا مرد ہے عورت تو وہ ہے جو نفس و شیطان سے مغلوب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچ سکے اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہمت کر کے مولا تک پہنچ جائے وہ عورت بھی مرد ہے۔

رابعہ بصریہ کا اعزاز

رابعہ بصریہ کو کتنا بڑا اعزاز اللہ تعالیٰ نے دیا کہ جب وفات ہوئی اور قبر میں رکھ دیا گیا تو فرشتے آئے کہ من ربک تیرا رب کون ہے؟ تو پوچھنے لگی تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آسمان سے آئے ہیں کہا کہ آسمان کتنے فاصلے پر ہے کہا اتنے ہزار سال کے فاصلے پر کہا کہ تمہیں اپنا رب یاد ہے انہوں نے کہا کہ یاد ہے تو کہا دو گزر

نیچے آنے سے مجھے رب بھول گیا جو تم سوال کرتے ہو تو ہاتھِ نبی نے آواز دی کہ ہماری بندی کو چھوڑ دو ہم جانیں ہماری بندی جانے۔

آخری بات

بس میری ماؤں بہنوں! یہی میرا اور آپ کا سبق ہے کہ خدا کے شکر کو لازم پکڑو اور شکر کی حقیقت کیا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو گناہ چھوڑ دو فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون میرے اور آپ کا کوئی عضو بھی گناہ میں مبتلا ہے تو ہم پھر ناشکرے بندے ہیں شکر گزار بندے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْكَرْ أَنْتَ أَهْلُ وَالتَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقْوَى وَالعِفَافَ وَالعَنَى. اللَّهُمَّ اكْفِنَا بِحَلَالِكَ عَنِ حَرَامِكَ وَاعْنِنَا بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اللَّهُمَّ وَاقِيَةَ كَوَاقِيَةِ الْوَالِدِيَا حَى يَاقِيَوْمَ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ اصْلِحْ لَنَا شَانَنَا كُلَّهُ وَلَا تَكْلِنَا إِلَى أَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ.

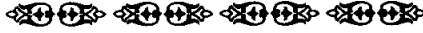
یا اللہ! ہم سب کو تو اللہ والا بنا ہمارے گھر والوں کو اللہ والا بنا ہمارے بال بچوں کو اللہ والا بنا پوری امت مسلمہ کو اللہ والا بنا ہمیں تقویٰ کی دولت نصیب فرما ہمیں حقیقی شکر گزار بندہ بنا دے۔ یا اللہ! ہر ہر لمحہ اور ایک ایک عضو تیری یاد میں لگانے کی توفیق عطا فرما تیری فرمانبرداری اور اطاعت میں گزارنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! ہماری کمی پیشیوں کو تو معاف فرما اب تک جو خطائیں ہوئی جو غلطیاں ہوئی تو معاف فرما۔ یا اللہ! آپ بڑے کریم مالک ہیں آپ کے علاوہ کون معاف کرنے والا ہے۔ یا اللہ! آپ کی شانِ کرم کی وجہ سے ہم بھول گئے۔ یا اللہ! اپنی شانِ کرم کی وجہ سے تو ہمیں معافی عطا فرما ہمارے

بڑوں کو بھی تو معافی عطا فرما ہمارے چھوٹوں کو بھی تو معافی عطا فرما۔ یا اللہ! سو فیصد ہمیں اپنا بنا لے۔ یا اللہ! ایک فیصد بھی ہم نفس و شیطان کے نہ رہیں۔ یا اللہ! پوری اُمت مسلمہ کو تو ہدایت نصیب فرما کافروں کو بھی ایمان کی دولت نصیب فرما۔ یا اللہ! اہل افریقہ کو ہدایت و رحمت سے نواز دے اور یہاں کے اہل ایمان کو خوب خوب دین و دنیا کی ترقی نصیب فرما۔ یا اللہ! ہمارے جتنے مرحومین مرحومات ہیں سب کی مغفرت فرما تمام بیماروں کو شفا عطا فرما ہر طرح کی پریشانیوں کو دور فرما رزق کی تنگیوں کو دور فرما قرض کے بوجھ کو دور فرما۔ یا اللہ! ان گھروالوں کو جنہوں نے اس بیان کا اہتمام کیا اور کرتے رہتے ہیں ان کو بے شمار برکتیں رحمتیں نصیب فرما اور جتنی مائیں بہنیں دوست احباب یہاں آتے ہیں کسی کو محروم نہ فرما۔ ہم میں سے کسی کو بھی اپنی محبت اور تعلق سے محروم نہ فرما۔ یا اللہ! عافیت فرما کر م فرما رحم فرما۔ ہر دوست کی اور ماؤں بہنوں کی جو حاجتیں ہیں آپ خوب جانتے ہیں ہماری حاجات کو اپنے خزانوں سے پوری فرما۔

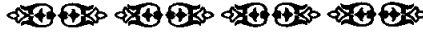
ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم وتب علينا انک انت التواب
الرحيم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فارم کی سیر

خواتین کے بیان کے بعد یعقوب نعمانی صاحب کے ساتھ ایک مسلمان کے فارم پر تشریف لے گئے فارم بہت خوبصورت تھا اور اس میں ایک بہت خوبصورت جھیل تھی جھیل کا زائد پانی ایک نالے کے ذریعے نیچے وادی میں جا رہا تھا اس کا منظر بھی بہت خوبصورت تھا وہاں لوگ فشنگ (مچھلی شکار) کر رہے تھے فارم کی سیر کے بعد حضرت شیخ جامع مسجد میں عصر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے نماز کے بعد شبیر بھائی لوسا کا (Lusaka) کے سدھی کے ہاں چائے کی دعوت تھی جنہوں نے چائے کے ساتھ گجراتی سموسہ پا پڑ وغیرہ سے ضیافت کی پھر مغرب سے پہلے جامع مسجد میں تشریف لے آئے آج تبلیغی جماعت والوں کا گشت اور بیان تھا انہوں نے حضرت شیخ سے بیان کے لیے درخواست کی جس پر حضرت شیخ نے اصلاح نفس پر بڑی مفصل تقریر فرمائی بیان کے بعد تشکیل بھی ہوئی۔



اللہ تعالیٰ کی دوستی



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حلیل احمد خون دابر کاتھم

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام جامع مسجد چیپاتا (Chipata)

وقت بعد مغرب

بتاریخ 24 مارچ 2010ء

ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ
جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر
0300-6939953
www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَيِّدَنَا وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ .
 الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون . الذين امنوا وكانوا يتقون .

صَدَقَ اللَّهُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ .

اللہ تعالیٰ کا پیغام دوستی

میرے محترم بزرگوار دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہم انسانوں کو اپنی دوستی کی دعوت دی ہے کہ تم میرے دوست بن جاؤ کہاں اللہ تعالیٰ کی ذات اور کہاں ہم جیسی کمزور مخلوق جس کی پیدائش ہی نطفہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسکی حقیقت بھی بتائی کہ تمہاری حقیقت کیا ہے ”مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ“ ایک بوند ملی ہوئی سے ناپاک بوند (قطرے) سے ہم نے تمہیں بنایا ہے لیکن ہم تم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں جب بادشاہ خود کسی غلام سے کہے کہ میں تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں تو غلام کو ہمت ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں تو ہمیں بھی ہمت ہو جاتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دوست بن جائیں دنیا میں ہم آئے ہی اللہ تعالیٰ کی دوستی لینے کے لیے ہیں کھانے پینے کے لیے نہیں آئے کھانا پینا تو جنت میں اعلیٰ تھا آدم علیہ السلام کو نکالنے کی کیا ضرورت تھی وہاں سے اگر کھانا پینا اور پہننا مقصود ہوتا تو جنت ہی سے نہ نکالتے

لیکن اگر ہم جنت میں رہ جاتے اور آسمانوں پر رہ جاتے تو غلام رہتے دوست نہ بنتے۔

دوستی کے تقاضے

دوستی کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں آپ جب کسی کو اپنا دوست بناتے ہیں تو اس کو پہلے آزماتے ہیں کہ آیا یہ دوستی کے لائق بھی ہے یا نہیں اگر آپ کوئی راز کی بات کسی کو بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کسی کو نہ بتانا اور وہ جا کر بتا دیتا ہے یا اس کے پاس امانت رکھواتے ہیں اور وہ خیانت کرتا ہے معلوم ہوا یہ شخص دوستی کے لائق نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوست کے ساتھ سفر کرو سفر میں اس کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ یہ با وفا ہے یا بے وفا ہے یہ لائل (Loyal) ہے یا ڈس لائل (Disloyal) ہے سفر میں پتہ چلے گا جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا ”اَلْاَسْتُ بِرَبِّكُمْ“ (سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا تھا کیوں نہیں آپ ہی ہمارے رب ہیں با وفا لوگوں نے بھی کہا تھا آپ ہمارے رب ہیں بے وفاؤں نے بھی کہا تھا آپ ہمارے رب ہیں وہاں کسی نے انکار نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے کہا اچھا اب ہم تمہیں دنیا کی اندھیر نگری میں بھیجتے ہیں وہاں پتہ چلے گا ہمارے ہو یا غیر کے ہو ہمارے ہو یا نفس و شیطان کے ہو ہمارے ہو یا ہمارے دشمن کے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے راستے کے دو دشمن

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے راستے کے دو دشمن ہیں ایک شیطان ہے اور دوسرا نفس ہے اور یہ نفس شیطان سے بھی بڑا شیطان ہے کیونکہ شیطان کو گمراہ کرنے کا شیطان کو گمراہ کرنے والا کوئی اور شیطان نہیں تھا اس کے نفس نے گمراہ کیا اس کے نفس میں کبر کی بیماری تھی اس نے کہا اِنَّا خَيْرٌ مِنْهُ میں تو آدم علیہ السلام سے اعلیٰ ہوں اس بد بخت کی نظر حکم پر گئی حکم دینے والے پر نہیں گئی اگر اللہ تعالیٰ سے اس کا حقیقی تعلق ہوتا تو حکم نہ دیکھتا حکم کو دیکھتا کہ کہہ کون رہا ہے حکم کو دیکھتا کہ یہ حکم میں پورا کر سکتا ہوں یا نہیں میری سمجھ میں آتا ہے یا نہیں عاشقوں کا کام نہیں موجودہ ماحول (Environment) میں اس پر عمل کر سکتا ہوں یا نہیں یہ دیکھنا خدا کے

عاشق کا کام نہیں ہے یہ تو شیطان کا کام ہے جس نے حکم دیکھا اور کہا کہ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ اے اللہ! کیسے آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں میں تو اس سے افضل ہوں یہ مفضل ہے میں آگ سے بنا ہوں یہ مٹی سے بنا ہے مٹی تو مٹی ہوتی ہے اور آگ میں تو بڑی طاقت ہے آگ میں اُڑان ہے آگ اوپر جاتی ہے مٹی نیچے جاتی ہے اس کے مادہ میں نیچان (پستی) ہے جس کا مادہ ہی نیچان ہو آپ مجھے کیسے حکم دیتے ہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں؟

اس لیے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان اگر خدا کا عاشق ہوتا کبھی یہ بات نہ کرتا کیونکہ عاشق کبھی ایسی بات نہیں کرتا وہ کہتا ہے محبوب جو تو نے حکم دے دیا بس یہی میرے لیے سب کچھ ہے۔

عاشق کا طرز عمل کے بعد بھی ندامت

ہمارے پیر و مرشد اور شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا کہ عاشق کا طرز کیا ہوتا ہے فرماتے ہیں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک غلام تھا جو اس کا عاشق تھا بادشاہ کے ساتھ بڑی محبت تھی زیادہ محبت ہی کا نام عشق ہے اتنی محبت ہو کہ کبھی دل سے بھلا نہ سکے اس کا نام عشق ہے ہر وقت دکان دل پر سوار ہے وہ دکان کا عاشق ہے بیوی بچے ہر وقت دل پر سوار ہیں تو بیوی بچوں کا عاشق ہے مال سوار ہے تو مال کا عاشق ہے عشق کہتے ہیں ایسی محبت جو دل کو گھیر لیتی ہے ہر وقت دل پر چھائی ہوئی ہے کام بھی کرتا رہے گا لیکن دل اُدھر ہی لگا ہوا ہے۔

جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے تو محبوب بھی اس کا خیال کرتا ہے تو بادشاہ اس غلام کی بہت زیادہ رعایت کرتا تھا بادشاہ کے منسٹر نے اعتراض کیا کہ یہ جاہل آدمی ہے غلام ہے سلیو (Slave) ہے آپ نے چار ٹکے کا اور ڈالر کا خریدا ہے پونڈ کا خریدا ہے ہم تو منسٹر ہیں آپ کی بادشاہت چلا رہے ہیں کوئی ایجوکیشن منسٹر ہے کوئی ڈیفنس کا منسٹر ہے کوئی کسی چیز کا آپ اس کو ہم سے زیادہ پریفر (Prefer) کرتے ہیں کیا بات ہے؟

بادشاہ نے کوئی جواب نہیں دیا ایک دن بادشاہ دریا کی سیر کر رہا تھا سب وزیر ساتھ تھے تو بادشاہ نے غلام سے کہا کہ دریا میں چھلانگ لگاؤ اس نے فوراً کپڑوں سمیت جب لگا دی کہا نکل آؤ باہر نکل آیا کہا کپڑے گیلے کیوں کیے کہا معاف کر دیں غلطی ہو گئی حالانکہ کہہ دیتا کہ آپ ہی کا حکم تھا جلدی چھلانگ لگاؤ اس لیے میں نے کپڑے گیلے کر لیے لیکن وہ بادشاہ کا عاشق تھا تو کہا معاف کر دیں کپڑے گیلے ہو گئے۔ جن اللہ والوں کے بارے میں لکھا ہے کہ نماز پڑھ کر معافیاں مانگتے تھے روزے رکھ کر معافیاں مانگتے تھے حج کر کے معافیاں مانگتے تھے کہ اے اللہ! تو قبول کر لے تو تیرا کرم ہے ورنہ ہمارے عمل قبولیت کے قابل نہیں ہے یہ عشق کی علامت ہے کہ طاعات کر کے بھی خدا کے سامنے رور ہے ہیں۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں قرآن مجید نے کہا **وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَعْفِرُونَ** (سورہ الزلزالہ آیت ۱۸) صحابہؓ کی جماعت پوری رات خدا کے سامنے روتی تھی زاری کرتی تھی نمازیں پڑھتی تھی ذکر و تلاوت کرتی تھی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتی تھی لیکن **وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَعْفِرُونَ** جب صبح ہوتی تو معافی مانگتی یہ عشق و محبت کی علامت ہے کہ عاشق سب کچھ کر کے بھی معافی مانگتا ہے اور جس کا تعلق نہیں ہوتا وہ نافرمانی کر کے بھی معافی نہیں مانگتا۔

حضرت عطا سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

حضرت عطا سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے (تابعی ہیں) کہ نماز پڑھ کر جاتے تو چہرے پر ایسی شرمندگی ہوتی جیسے چوری کر کے آئے ہیں کسی نے کہا کہ حضرت! آپ جب نماز پڑھ کر آتے ہیں تو آپ کے چہرے پر اتنی شرمندگی ہوتی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی گناہ کر کے آئے ہیں حالانکہ آپ تو نماز پڑھ کے آئے ہیں رونے لگے کہا کہ جب میں خدا کی عظمت کو سوچتا ہوں اور اپنی نماز کو دیکھتا ہوں تو مجھے شرم آتی ہے کہ وہ ذات کیسی اور میری نماز کیسی یہ عاشق ہے عاشق نیکی کر کے بھی روتا ہے گناہ تو دور کی بات ہے نیکی پر روتا ہے آج گناہوں پر بھی رونا نہیں آتا حالانکہ

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی نمازیں کتنی بہترین ہوتی ہیں ہماری نماز تو دکان پر ہوتی ہے کھیت میں ہوتی ہے جسم یہاں ہوتا ہے دل کہیں اور ہوتا ہے۔

لطیفہ

ایک امام صاحب نے نماز پڑھائی ان کا ایک کاروباری دوست تھا اس نے کہا امام صاحب آج سجدے میں آپ نے تسبیح کم پڑھی ہے پہلے آپ الیون (11) پڑھتے تھے آج لگتا ہے آپ نے سیون (7) پڑھی ہے امام صاحب نے کہا آپ بڑے دھیان سے نماز پڑھتے ہیں دوکاندار نے کہا کہ نہیں دکان کا سارا حساب سجدوں میں ہو جاتا تھا آج نہیں ہوا میں سمجھ گیا کہ آپ نے تسبیح کم پڑھی ہے ہماری نماز تو ایسی ہوتی ہے اسی لیے ہمارا جسم یہاں ہے اور دل پتہ نہیں کہاں ہے۔

قیامت میں عرش کا سایہ

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن اس شخص کو عرش کا سایہ ملے گا قلبہ معلق بالمساجد کہ جس کا دل خدا کے گھر کے ساتھ لٹکا ہوگا خود دکان پر ہوگا کھیت میں ہوگا بیوی بچوں میں ہوگا لیکن دل خدا کے گھر میں چھوڑ کے جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم تمہاری حاضری لگاتے ہیں کہ تم ہمارے گھر ہی میں تھے چوبیس گھنٹے لہذا آؤ! ہم تمہیں اپنے عرش کا سایہ دیتے ہیں کیونکہ تم ہر وقت ہمارے گھر میں تھے کیونکہ دل جہاں ہوتا ہے حاضری وہاں لگتی ہے جس کے ساتھ دل ہوگا اسی کے ساتھ سمجھا جائے گا۔

گناہوں پر فوری توبہ

اس لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو نصیحت کی و ابک علیٰ خَطِئَتَيْكَ اپنے گناہ پر رو یا کرا اپنے دامن کو صاف کرتا رہا کرا اس دامن پر داغوں کو جمنے نہ دے

تنہائیوں میں شب کی کرنتیں تو رب کی
داغ گناہ دھو لے آنسو بہا بہا کر

میرے دوستو! ہم اپنے قلب پر گناہوں کا داغ لیے پھرتے ہیں کل تو بہ کر لیں گے پرسوں تو بہ کر لیں گے میرے دوستو! داغ پکتا چلا جاتا ہے اور پھر کوشش بھی کرتے ہیں تو اُترتا نہیں اس لیے فرمایا ابکِ عَلٰی خَطِيئَتِكَ اے میرے صحابی! اپنے گناہوں پہ رویا کر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت

ہماری ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے جب آپ کی وفات ہونے لگی پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر تھی اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں بیوہ ہو گئی تھیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ اماں بیٹھی رو رہی ہیں بہت رو رہی ہیں پریشان ہو گئے طبیعت بھی خراب تھی اور اتنا رونا تو تسلی دی کہا کہ اماں! آپ کیوں گھبراتی ہیں؟ آپ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی پیاری اہلیہ اور بیوی ہیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پیار سے کبھی آپ کو ”حمیرا“ فرماتے کبھی ”عُويْشَة“ فرماتے اور آپ کے بستر پر قرآن مجید اُترتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت میں سورۃ نور کی اٹھارہ آیات نازل فرمائیں اور آپ کے حجرے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ہمیشہ کے لیے سلا دیا اور وہ قیامت تک کے لیے انوارات کا مرکز بن گیا تو آپ کیوں گھبراتی ہیں؟ تو روتے ہوئے فرمایا عبد اللہ! جب میں یہ سوچتی ہوں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے اپنے سامنے کھڑا کریں گے تو میں گھبرا جاتی ہوں کہ اپنے رب کو کیا جواب دوں گی۔

عاشق کا مقام

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر شیطان اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوتا تو کبھی سوال نہ کرتا کہ یہ حکم کیوں دیا بلکہ وہ تو مرثا حکم کو دیکھتا کہ ہم کربھی سکتے ہیں یا نہیں یہ خدا کے عاشقوں کا کام نہیں ہے یہ بیگانوں کا کام ہے بیگانہ ہمیشہ حکم دیکھتا ہے اور عاشق یہ دیکھتا ہے کہ حکم کس کا ہے حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے نکلے

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں دانہ کھایا؟

آدم علیہ السلام کا عشق

آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے تو شیطان نے عشق کے راستے سے ان کو مارا شیطان نے کہا اے آدم! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ جنت میں رہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہے اور ہمیشہ تجلیات الہیہ اور عرش الہی کا نظارہ کرتا رہے تو یہ دانہ کھالے اگر تو دانہ نہیں کھائے گا تو تجھے جنت سے نکلنا پڑے گا عاشق تو یہ چاہتا ہے کہ محبوب سے کبھی جدا نہ ہو تو آدم علیہ السلام نے دانہ اس وجہ سے کھایا کہ میں خدا سے دور نہ ہوں۔

مفسرین نے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اٹھا کر دیکھیں سورۃ بقرۃ کی تفسیر میں حضرت نے بڑی تفصیل سے اس کو لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خطا، نفسانیت کی بنیاد پر نہیں تھی جیسے میں اور آپ کرتے ہیں آدم علیہ السلام کی خطا اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کی بنیاد پر تھی لیکن جب زمین پر آئے تو آ کر یہ نہیں کہا اے اللہ! تیری وجہ سے ہی تو میں نے یہ غلطی کی تھی بلکہ ہمارا بسنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین (سورۃ الاعراف آیت ۲۳) یا اللہ! ہم سے خطا ہو گئی ہمیں آپ معاف فرما دیجیے معاف نہیں کریں گے تو ہم کہاں جائیں گے آپ کے در کے علاوہ تو کوئی در نہیں ہے تو دیکھئے رَبَّنَا ظَلَمْنَا سَے اس کو اپنی طرف نسبت کر رہے ہیں کیونکہ خدا کے عاشق تھے عاشق ہر خطا کو خواہ وہ محبوب کی وجہ سے کی جائے اپنی طرف منسوب کرتا ہے کہ غلطی میری تھی یہ ہے علامتِ عشق۔

آدمی کی وجہ تسمیہ

میرے دوستو! میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ آدمی کسے کہتے ہیں ہم سب آدمی کہلاتے ہیں آدمی کا مطلب ہے آدم والا جیسے لاہوری کا مطلب لاہور والا ہندوستانی کا مطلب ہندوستان والا لکھنوی کا

مطلب لکھنؤ والا گجراتی کا مطلب گجرات والا آدمی کا مطلب ہے آدم والا یعنی اگر کوئی خطا ہو جائے تو آدم علیہ السلام کی طرح فوراً اپنے رب کے درپے جا کرے یہ اصل میں آدمی ہے اگر غلطی پر جما ہوا ہے گناہ پر گناہ کر رہا ہے یہ آدمی کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے جانور ہے اگر آدمی ہوتا تو آدم علیہ السلام کے راستے پر ہوتا ذرا خطا کرتا رورو کے رب کو مناتا جب تک منانہ لیتا خدا کے در کو نہ چھوڑتا ۔

آن کہ فرزند ان خاص آدم اند
نفسه انا ظلمنا می دمند

جو آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں خطا کے بعد ان کا نغمہ (نعرہ) اَنَا ظَلَمْنَا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی کی دو شرائط

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ولایت اور دوستی کی دعوت دی ہے کہ آؤ! میں تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں ہمیں بھی ہمت ہوئی کہ یا اللہ! ہم کیسے دوست بنیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو کام کرنے سے دوست بنو گے دو کام کرو گے تو دو انعام دوں گا دو بشارتیں (خوشخبریاں) دوں گا اللہ کا ولی اور دوست بننے کے لیے دو کام کرنے ہیں (۱) پہلی چیز اَلدِّينَ اٰمَنُوْا نمبر ایک ایمان الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بغیر ہمارے استحقاق کے ایمان کی نعمت اور دولت عطا فرمائی ہم میں سے کسی نے درخواست نہیں دی تھی عالم بالا میں کہ یا اللہ! ہمیں ایمان دینا ہمیں انسان بنانا ہمیں امت محمدیہ میں سے بنانا۔

میرے دوستو! اس امت میں ہونا بڑی نعمت ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا مَتْنِيْ اَلْحَبَابِيْ میں اپنے پیاروں سے کب ملوں گا؟

صحابہ نے کہا اَلَسْنَا مِنْ اَحْبَابِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اے اللہ کے نبی! ہم آپ کے پیارے نہیں ہیں؟

فرمایا اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ تم میرے اصحاب ہو انصار ہو! تم میرے مددگار ہو

تمہارے ساتھ میرے سسرالی رشتے ہیں میرے پیارے وہ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے قیامت تک ان کی تمنا ہوگی کہ جان چلی جائے مال چلا جائے بال بچے قربان ہوئیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو جائے میرا عشق و محبت ان کے دل میں اتنا ہوگا کہ سب کچھ قربان کر کے میری زیارت کو ترجیح دیں گے وہ میرے پیارے ہوں گے مجھے ان سے ملاقات کا انتظار ہے چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملاقات کی جگہ بھی بتائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت پر احسان

بخاری شریف کی حدیث ہے فرمایا کہ جس آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بالغ نہیں ہوئے تھے وہ اس کے لیے آگے جا کر پہلے سے انتظام کر لیں گے ”فَرَطٌ“ کہا جاتا ہے عربی میں پہلے سے جو سارا کام میٹھین (Maintain) کر دے آپ کی ہوٹل کی بنگ پہلے سے کوئی کرادے کسی گیم پارک میں جا کر ہر چیز کی بنگ ہو جائے اور آپ جائیں تو آپ کا بستر وغیرہ اور ساری سیرپائے کی چیزیں تیار ہوں تو اسکو عربی زبان میں فرط کہیں گے فرمایا جس کے تین بچے ہوں وہ اپنے ماں باپ کے لیے فرط ہیں جو آگے جا کر اس کے لیے جنت کی تیاری کریں گے حدیث شریف میں آتا ہے قیامت کے دن اپنے ماں باپ کے لیے جتنے بچے ضد کریں گے اتنا کوئی ضد نہیں کر سکے گا یہ اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑ لیں گے جب تک ماں باپ کے لیے جنت کا فیصلہ نہ کروائیں گے اللہ تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا مَوْفِقَہُ ان کا خطاب ہے یعنی ”توفیق دی ہوئی“ یعنی تو فوراً ایسا سوال کر لیتی ہے کہ اُمت کے لیے راستہ کھل جاتا ہے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین (فوت شدہ اولاد) کا فرما دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تو آخرت کے خزانے تھے آپ نے تین کی بات کر دی تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً پوچھا اگر کسی کے دونوں فوت ہو جائیں فرمایا دو کے لیے بھی یہی بشارت ہے کام بن گیا دو والوں کا عرض کیا کہ اگر کسی کا ایک

فوت ہو جائے فرمایا ایک کے لیے بھی یہی بشارت ہے عرض کیا کہ کسی کا اگر کوئی بھی فوت نہ ہوا ہو تو اس کے لیے فرط کون ہوگا؟ فرمایا انا فَرَطُ أُمَّتِي عَلَى الْحَوْضِ اے عائشہ! میں اپنی امت کے لیے حوضِ کوثر پر جا رہا ہوں کہ میں اپنی امت کو حوضِ کوثر پر ملوں گا میں پہلے سے تیاری کر کے رکھوں گا کہ میری امت آئے گی میرے ہاتھ سے جامِ کوثر پئے گی ملاقات کی جگہ بھی بتادی تمنا بھی کر لی فَتَنِي أَلْفَا أَحْبَابِي

معراج میں نمازوں کا تحفہ

میرے دوستو ایمان جیسی کتنی بڑی نعمت اللہ تعالیٰ نے بغیر ہمارے مانگے ہوئے ہمیں دیدی اور پھر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں ہمیں پیدا فرمایا جس میں سب کچھ مفت ہی ملتا ہے پنشن کھاتے ہیں کام نہ کرو اور تنخواہ لے لو توھوڑا سا کام کر لو پنشن لگ جائے گی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پچاس نمازیں واپس آئے موسیٰ علیہ السلام نے کہا پچاس زیادہ ہیں یہ عجیب بات ہے موسیٰ علیہ السلام سے اوپر ابراہیم علیہ السلام ہیں ساتویں آسمان پر چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کے پاس نہیں رک رہے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر رک رہے ہیں اور وہ مشورہ دے رہے ہیں کہ زیادہ ہیں واپس جائیے تو واپس گئے کم ہوتے ہوتے آخر میں صرف پانچ رہ گئیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس کیوں نہیں رُکے اس میں ایک راز ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے زندگی میں اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا تھارَبِّ اَرْضِيْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ (سورہ ابراہیم آیت ۱۳) اے اللہ! میں اس دنیا میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں ان خاکی آنکھوں سے مٹی کی ان آنکھوں سے میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَنْ تَرَانِيْ اے موسیٰ اس دنیا میں تو مجھے کبھی نہیں دیکھ سکتا اگر تو سمجھتا ہے کہ تو دیکھ سکتا ہے تو میں اپنی جگہی کوہ طور پر ڈالتا ہوں اگر کوہ طور سلامت رہا تو تو بھی مجھے دیکھ لے گا چنانچہ جب تجلی ظاہر ہوئی تو کوہ طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو چونکہ یہ مطالبہ موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا کہ میں آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب معراج کی رات دیا کہ میری

زیارت تو نہیں کر سکتا لیکن جو میری زیارت کر کے آرہا ہے تو اس کی زیارت کر لے ان نگاہوں کو دیکھ لے جن نگاہوں میں میرے جلوے سمائے ہیں۔

حاجی کا استقبال عجیب نکتہ

میرے دوستو! حاجی کا استقبال کرنا سنت کیوں قرار دیا ہے؟ نمازی کا استقبال سنت نہیں ہے کہ کوئی نماز پڑھ کر آئے تو استقبال کرو گلے ملو ثواب ملے گا کہیں نہیں لکھا روزے دار کا کوئی استقبال نہیں کوئی زکوٰۃ مدرسے میں جمع کر کر آیا تو اس کو آپ پر نوٹو کول دیں اور ویکم کہیں تو آپ کو ثواب نہیں ملے گا حاجی کے استقبال پر ثواب کیوں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کر کے آرہا ہے اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے گھر نہیں آسکا تو جو گھر سے ہو کر آیا ہے اس کی زیارت کر لو۔

پانچ نمازیں رہ گئیں آواز آئی یا محمد انہ لا یتبدل القول لددی۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ میرے ہاں بات تبدیل نہیں ہوتی ہی خمس وھی خمسوں وہ پانچ ہیں تم پانچ پڑھو میں اپنے حساب میں پچاس لکھوں گا نمازیں پانچ پڑھو گے میرے ہاں پچاس لکھی جائیں گی میں پچاس ہی کا ثواب لکھوں گا کہ ان بندوں نے پچاس پڑھی ہیں تو بتائیے بغیر کام کیے پشمن مل رہی ہے یا نہیں پڑھ پانچ رہے ہیں اور پچاس لکھی جا رہی ہیں کاؤنٹ (Count) پچاس ہو رہی ہیں یہی حال حج عمرہ روزہ زکوٰۃ خیرات کا ہے کسی بھی عمل کو اٹھالیں اس اُمت کو تو مفت میں ثواب مل رہا ہے یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کا صدقہ ہے کہ کام تھوڑا کرو ثواب زیادہ پالو۔

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا فضل

چنانچہ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہم پر مقدمہ دائر کریں گے یہودی کہیں گے اللہ! ہم نے محنتیں بہت کی ثواب تھوڑا ہے ہمارا ثواب ایک قیراط ہماری محنت فجر سے لے کر ظہر تک ہے نصاریٰ کہیں گے ہماری محنت ظہر سے لے کر

عصر تک ہمیں بھی صرف ایک قیراٹو اب؟ اور یہ ہمارے بعد آئے عصر سے مغرب تک کام کیا۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت کو عصر سے مغرب تک کا وقت ملا ہے تو یہود و نصاریٰ کہیں گے اللہ! تا تم ان کا تھوڑا اور ثواب دو قیراٹ یعنی ان کا ڈبل ثواب ہے ان کی نمازوں کا ثواب زیادہ ان کے روزوں کا ثواب زیادہ حج و عمرے کا ثواب زیادہ زکوٰۃ و خیرات کا ثواب زیادہ اور ہم نے کام اتنا کیا ہمارا ثواب کم ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بتاؤ! تمہارے پیغمبروں کے ذریعے سے ثواب کا جو وعدہ تھا وہ پورا ہوا یا نہیں یہودی کہیں گے جی ہوا نصاریٰ کہیں گے جی ہوا فرمائیں گے پھر یہ میرا فضل ہے جس کو چاہے دے دوں میرا فضل کسی قانون کا پابند نہیں ہے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میرے دوست کیسے بنو گے نمبر ایک
الَّذِينَ آمَنُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ! ہمیں ایمان حاصل ہے۔

تقویٰ کی حقیقت گناہوں سے بچنا

(۲) دوسری چیز و کاناوا یتقون وہ لوگ ہمیشہ تقویٰ سے رہتے ہیں اور گناہوں سے بچتے ہیں ایمان کے ساتھ ساتھ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے گناہوں سے بچتے ہیں۔

”وَذُرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ“ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے گناہ چھوڑ دو۔

سب سے پہلے ظاہری گناہ ہے کہ دیکھنے والے کہیں یہ گناہ کر رہا ہے اُس گناہ کو چھوڑ دو اس کے بعد باطنی گناہ جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے جو تم چھپ چھپ کر کرتے ہو جس کو کوئی مخلوق نہیں دیکھ سکتی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان گناہوں کو بھی چھوڑ دو اور ان گناہوں کو بھی چھوڑ دو کہ جو مخلوقات دیکھتی ہے کہ تم گناہ کر رہے ہو جب تک ان گناہوں کو نہیں چھوڑو گے تو میری دوستی نہیں مل سکتی ایمان کے بعد میری دوستی کے لیے تقویٰ شرط ہے و کاناوا یتقون فعل مضارع ہے یعنی ہمیشہ تقویٰ سے رہتے ہیں یہ نہیں ایک دن یا دو دن بعض لوگ چند دن کے لیے تو بالکل بائزید

بسطامی بن جاتے ہیں بہت نیک اور کوئی گناہ نہیں اور پھر کچھ دن کے بعد دوبارہ شیطان سوار ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو! ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کو چکر نہیں دے سکتے جیسے بعض بیٹے ہوتے ہیں باپ سے مال نکالنا ہو تو باپ کے آگے پیچھے پھرتے رہتے ہیں اور جو نئی مال ہاتھ میں آیا تو سال بھر نظر بھی نہیں آتا تو ایسا آؤٹ ہو جاتا ہے کہ باپ یاد کرتا رہ جاتا ہے جس طرح ابا کہتا ہے کہ یہ لڑکا بڑا فراڈیا ہے تو رہتا بھی کہتا ہے یہ بڑا فراڈیا ہے کہ کوئی کام پڑ جائے جیسے امتحان (Exam) ہو رہے ہیں تو پانچ ٹائم نمازیں پڑھ رہا ہے اور بڑا نیک ہو گیا کوئی مشکل آگئی تو بڑا نیک ہو گیا جو نئی مشکل ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر چلا گیا فرمایا ایسے لوگوں کو ہم دوست نہیں بناتے۔

وڪسانو یتقون کہ مرتے دم تک موت تک گناہوں سے بچنے کے لیے ہمت استعمال کرتے رہتے ہیں گناہوں سے بچنے کے لیے مجاہدہ کرتے رہتے ہیں نفس و شیطان کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں فرمایا ان لوگوں کے سروں پر ہم اپنی دوستی کا تاج سجاتے ہیں۔

یاد رکھو! لاصغیرۃ مع الاصرار جو آدمی ہر وقت ایک صغیرہ گناہ کرتا رہتا ہے تو وہ صغیرہ پھر صغیرہ نہیں رہتا (مسلل اصرار کی نحوست سے) وہ کبیرہ ہو جاتا ہے کیونکہ کنکریاں جمع ہوتے ہوتے پہاڑ بن جاتا ہے۔

اور لاکبیرۃ مع الاستغفار اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ بھی فوراً معاف کر دیتے ہیں لیکن صغیرہ میں یہ ہوتا ہے کہ نماز روزے کی پابندی سے بھی صغیرہ معاف ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان صغیرہ کرتا رہے۔

توبہ کا مرہم ایمر جنسی کے لیے

توبہ کی ہمارے شیخ بڑی پیاری مثال دیتے ہیں فرمایا توبہ کی مثال تو ایسی ہے جیسے گھر میں کوئی آئینٹ ہوتی ہے کہ کہیں جل جائے تو مرہم لگا لو اب آپ کہیں کہ چلو میں اپنے ہاتھ کو جلاتا ہوں کیونکہ آئینٹ تو موجود ہے وہ لگا لوں گا تو کیا ایسا کوئی

کرے گا؟ سب کہیں گے یہ تو ایرجنسی کے لیے ہے خدا نخواستہ ہاتھ جل جائے تو ایسے موقع کے لیے آئمنٹ ہے یہ نہیں کہ آئمنٹ کی کارکردگی جانچنے کے لیے ہاتھ جلاتا پھرے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے جو توبہ و استغفار کا مرہم اور آئمنٹ دیا ہے وہ اس لیے دیا ہے کہ اگر خدا نخواستہ بشری تقاضے سے نفسانی تقاضوں سے مغلوب ہو کر تجھ سے گناہ ہو جائے تو توبہ کا آئمنٹ لگا لینا ہم تیرے گناہوں کو معاف کر دیں گے لیکن توبہ کے بھروسے پر گناہ کرنا یہ پرلے درجے کی نالائقی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی کبھی آگ پر اپنا ہاتھ لے جاتے فرماتے کہ میں اپنے نفس کو سبق دیتا ہوں کہ عمر! جب تو دنیا کی اس آگ کو (جس کو ستر دفع پانی میں بجھا کر دنیا میں ہمیں فائدے کے لیے دی گئی) برداشت نہیں کر سکتا اور صبر نہیں کر سکتا تو جہنم کی آگ پر تو کیسے صبر کرے گا یہ بڑوں کا عمل تھا آج تو آدمی گناہ کرتا ہے بریک بھی نہیں لگاتا بغیر بریک کے چلتا چلا جا رہا ہے جیسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے کوئی پکڑنے والا نہیں۔

گناہ پر سزا

یاد رکھو! آدمی جس وقت گناہ کرتا ہے اسی وقت اس کی سزا مقرر ہو جاتی ہے ابھی گناہ کیا سزا مقرر ہوگئی کہ سال کے بعد سزا دیں گے یا دو سال کے بعد سزا دیں گے اگر توبہ نہیں کی تو وہ سزا نازل ہوتی ہے پھر کہتا ہے میں نے کون سا جرم کیا ہے جو میرے اوپر اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب نازل کیا ہے وہ بھول جاتا ہے نہ چیخے کوئی گناہ کیا تھا۔

اس کی مثال میں دیتا ہوں جس سے بات واضح ہو جائے گی جب شیر کا شکار کرنا ہوتا ہے تو شکاری اوپر بیٹھ جاتا ہے اور آگے بکر باندھ دیتا ہے تو شیر بکرے کی آواز سن کر آتا ہے بڑا خوش ہے مجھے کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے اور اس کو پتہ نہیں ہوتا کہ اوپر شکاری بندوق لے کر اپنی رینج (Range) کا انتظار کر رہا ہے کہ جب رینج میں آئے گا تو مارے گا۔

یاد رکھو! جب بندہ گناہوں میں آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ایک رنج مقرر کر لیتے ہیں کہ جب فلاں وقت آئے گا تب میں اس کو پکڑوں گا اور اس وقت پکڑتے ہیں جب وہ سزا اس کو سونگنا زیادہ محسوس ہوا ایسے حالات میں پکڑیں گے کہ جب اس کو احساس بہت زیادہ ہو۔

50 نمبر کی کوشش

الذین امنوا وکانوا یتقون جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں تقویٰ کے ساتھ رہتے ہیں گناہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کو ہر وقت راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے اعمال کرتے ہیں فرمایا یہ ہمارے ولی ہیں۔

دیکھئے میرے دوستو! پچاس نمبر تو ہمارے پاس ہیں یعنی ایمان ہے اب پچاس نمبر چاہیے فرسٹ ڈویژن پاس ہونا چاہیں تو گناہ چھوڑ دیں تقویٰ اختیار کریں آج ہی سے عزم کر لیں گناہ نہیں کریں گے آنکھ کا گناہ زبان کا گناہ کان کا گناہ ہاتھ پاؤں کے گناہ اور دل میں بھی گناہوں کے خیالات نہیں آنے دیں گے۔

دیکھو! ایک ہوتا ہے دل میں گناہ کا وسوسہ آنا اور ایک ہوتا ہے دل میں گناہ پکانا دل میں گناہ پکارا ہے ہیں دل میں گناہ کے خیالات لا کر مزہ لے رہے ہیں ایسا دل زنا کرتا ہے حدیث شریف میں آتا ہے آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا غلط دیکھنا ہے کان زنا کرتے ہیں اس کا زنا غلط سننا ہے زبان زنا کرتی ہے اس کا زنا غلط بولنا ہے ہاتھ پاؤں زنا کرتے ہیں اور دل بھی زنا کرتا ہے القلب یتمنیٰ ویشتہی دل بھی تمنا اور اشتہاء کرتا ہے والفرج یصدفہ اویکذبہ شرمگاہ کی باری تو بالکل آخری میں آتی ہے وہ ان مراحل کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

تقویٰ کتنا ہونا چاہیے؟

تقویٰ کتنا ہونا چاہیے؟ ہمارے شیخ فرماتے ہیں تقویٰ ایسا ہونا چاہیے کہ ذرا سی بھی بے قاعدگی ہو جائے تو دل کی سوئی ہلنے لگ جائے جس طرح سنا Gold smith کا کاشا ہوتا ہے وہ جب سونے کو توالتا ہے تو سانس بھی روک لیتا ہے کیونکہ

اس کو پتہ ہے کہ میں سانس لوں گا تو ترازو میں رتی تو لے کا فرق پڑ جائے گا وہ سانس بھی نہیں لیتا اس کا ترازو اتنا حساس ہوتا ہے دوسری طرف وہ ترازو ہوتا ہے جسے Weigh bridge کہتے ہیں اس پر بڑے بڑے ٹرک تلتے ہیں وہاں پر آپ اپنے جوتے رکھ دیں کپڑا جوتا چشمہ رکھ دیں تو لنے کے لیے تو اس کو فرق نہیں پڑے گا پاکستان میں ہمارے ایک دوست نے وہ برج بنایا تو میں نے کہا کہ ہمارے جوتے کا وزن کرو کہنے لگے مولانا صاحب پانچ چھ کلو دس کلو کا پتہ بھی نہیں چلتا کیونکہ یہاں پر بڑی بڑی چیزیں تولی جاتی ہیں۔

میرے شیخ فرماتے ہیں کہ آج ہم نے بھی یہ سمجھ لیا کہ ہم متقی ہیں نہ چوری کرتے ہیں نہ ڈاکہ ڈالتے ہیں پانچ دس بڑے بڑے گناہ گنواتے ہیں کہ یہ تو ہم کرتے ہی نہیں ہم تو متقی ہوئے اب اللہ تعالیٰ کو چاہیے کہ ہمیں اپنا ولی بنا دے تو یہ ہم نے ٹرک تولنے والا وہ برج سمجھا ہوا ہے اپنے دل کو لیکن اگر حقیقی تقویٰ آجائے تو ذرا سی بھی بے قاعدگی دل میں آئے گی ذرا سی بھی خدا کی نافرمانی ہوگی دل پریشان ہو جائے گا رو کر اپنے رب کو منائے گا بلکہ نیکی بھی کرے گا تو خدا کے سامنے روئے گا اے اللہ! ہماری نیکی کس کام کی بس تو ہمیں معاف کر دے۔

خدا کی دوستی اور ولایت کے لیے ایسا تقویٰ چاہیے آج کتنے لوگ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہم کوئی گناہ نہیں کرتے نہیں میرے دوستو! تقویٰ کا معاملہ بڑا باریک ہے تقویٰ والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس کو ولایت اور دوستی دیں گے۔

اللہ کی دوستی کا انعام

جب دوستی مل جائے گی لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (سورۃ البقرہ آیت ۶۲) پھر کوئی خوف ہوگا نہ غم آپ کہیں گے خوف اور غم تو سب پر آتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے دل کو غم پر وف کر دیتے ہیں جس طرح واٹر پروف گھڑی ہوتی ہے وہ پانی میں گر تو سکتی ہے لیکن پانی اندر نہیں جائے گا اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کے دل کو غم پر وف کر دیتے ہیں غم تو آتا ہے مجھے اور آپ کو بھی نظر آتا ہے کہ اس پر غم آرہا ہے لیکن وہ غم

اس کے دل کے اندر نہیں گھسے گا باہر ہی باہر رہے گا اور دل میں خدا کی محبت رہے گی وہ اپنے مولیٰ کے در کو کبھی اس غم کی وجہ سے نہیں چھوڑے گا ورنہ لوگوں پر غم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ جاتے ہیں پہلے نمازیں پڑھتے تھے اب چھوڑ گئے نماز روزے کا فائدہ کیا ہے نعوذ باللہ ہم نے نمازیں شروع کی ہماری تو روٹی ہی نہیں کھلی بے وقوف سمجھائی نہیں کہ مقصد یہ تھوڑی ہے کہ روٹی کے لیے نماز پڑھ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھ پھر روٹی بھی کھل جائے گی۔

اہل دل کے دل کو پیغام محبت

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کے قلوب کو اللہ تعالیٰ غم پر وف کر دیتے ہیں اپنے پیاروں کو جو تقویٰ پر آجاتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی دوستی اور اپنی نسبت عطا فرمادیتے ہیں ان کو صرف یہی نہیں کہ آخرت میں کوئی غم نہیں ہوگا آخرت میں تو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو کیا غم ہوگا وہاں تو مزے ہی مزے ہیں یہ دنیا کے بارے میں بھی فرمایا کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کہ کوئی خوف اور کوئی غم ان کو نہیں ہوگا خوف کے نقشے ہوں گے غم کے نقشے ہوں گے لیکن ان کا دل متاثر نہیں ہوگا ان کے دل کو ہم غم پر وف کر دیں گے لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْآخِرَةِ ان کے لیے دنیا میں بھی بشارتیں اور آخرت میں بھی بشارتیں ہیں اس کا دل ان کو محسوس کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کے پیغام اس کے دل کو آئیں گے۔

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربط خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے
اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کا ربط (رابطہ) اس بندے کے دل سے فرما لیتے ہیں
تائب صاحب کا شعر یاد آیا۔

محسوس تو ہوتے ہیں دکھائی نہیں دیتے
اُس جو منے والے کے ہیں لب اور طرح کے

ماں پیار کرتی نظر آتی ہے کہ اپنے بیٹے کے گال پر پیار کر رہی ہے رب پیار کرتا ہے تو اس پیارے کے دل پر پیار کرتا ہے تاکہ مخلوق میں کسی کو پتہ نہ چلے کہ میں اپنے اس پیارے کے دل پر اپنے پیار کی کیسی برساتیں برسار رہا ہوں اس پیار کو دل محسوس کرتا ہے۔

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ مخفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے
تم سا کوئی ہمد کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آواز آتی رہتی ہے اشرف علی یہ کام کر اشرف علی یہ کام نہ کر میرا اللہ مجھے صدائیں دیتا رہتا ہے اور خود حضرت نے واقعہ لکھا ہے کہ میں بیان القرآن لکھ رہا تھا میرے گھر والے اپنے میکے گئے ہوئے تھے (میکے یعنی ماں کے یہاں) جاتے ہوئے کہا کہ مرغیوں کا ڈربہ کھول دینا اور ان کو دانہ پانی ڈال دینا فرمایا کہ میں بھول گیا کیونکہ حضرت فجر کے وقت اپنے گھر سے خانقاہ چلے جاتے تھے فرماتے ہیں جب بیان القرآن لکھنے بیٹھا تو کوئی مضمون نہیں آ رہا تھا بہت پریشان ہوا سو چتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں مجھ سے کون سی نالائقی ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم کا دروازہ مجھ پر بند کر دیا سوچتے سوچتے مجھے یاد آیا اوہو! مرغیاں ڈربے میں بند ہیں دانہ پانی ان کو نہیں دیا میری بیوی مجھے کہہ گئی تھیں جلدی سے اٹھے واپس گئے دروازہ کھولا مرغیوں کو دانہ ڈالا پانی پلایا واپس آ کر بیٹھے فرمایا فوراً علم کے دروازے کھل گئے اور میں تفسیر لکھنے لگا۔

اولیاء اللہ مخلوق پر مہربان

خالق سے جب کسی کو پیار ہو جاتا ہے تو تب مخلوق سے بے غرض پیار کرتا ہے ورنہ مخلوق سے یہ پیار غرض کی بنیاد پر ہوگا جب خالق سے پیار ہو جاتا ہے اس کو مخلوق سے بھی پیار ہوتا ہے جس کو ابا سے زیادہ پیار ہوگا اس کو بھائی سے بھی زیادہ پیار ہوگا

کیونکہ وہ ابا کی نشانی ہے اگر ربتا سے پیار ہوگا تو اس کی مخلوق سے بھی پیار ہوگا۔
حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو پانے کے لیے بادشاہت چھوڑ دی یاد رکھو! خدا کی دوستی وہ قیمتی چیز ہے بادشاہوں نے بادشاہت چھوڑ دی لیکن اللہ تعالیٰ کی دوستی کو حاصل کیا بادشاہت کی کوئی حیثیت نہیں ہے یہ تو ختم ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ولایت دنیا کی بھی بادشاہت ہے اور آخرت کی بھی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جا رہے تھے تو ایک نوجوان شراب پی کر بے ہوش پڑا ہوا تھا حضرت نے دیکھا اوہو! میرے ربتا کا بندہ ہے میرے اللہ کا بندہ کس حال میں ہے پانی لے کر آئے منہ پر چھینٹیں ماریں منہ صاف کیا کپڑے وغیرہ صاف کیے ہوش آیا دیکھا کہ نہایت نورانی شکل شخص میری اس گندگی کو دھورہا ہے چیخ ماری قدموں پر گر گیا معاف کر دیجیے بہت غلطی اور نالائقی ہوئی آج سے میں توبہ کرتا ہوں کہ میں کبھی ایسی نالائقی نہیں کروں گا اور کہا آپ نے کیوں ایسا کیا فرمایا کہ بھئی میں تو تجھے نہیں جانتا لیکن تو میرے ربتا کا بندہ ہے مجھے اس لیے تجھ پر پیار آ گیا۔

کچھ دن گزرے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اُس نوجوان کا پتہ کیا تو کشف ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس نوجوان کو اپنے زمانے کے ولیوں کا سردار بنا دیا اتنی اونچی پوسٹ ولیوں کا سردار ایسی کیفیات ایسا تعلق ایسی محبت ایسی معرفت اس کو دے دی تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بڑے حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کی اے اللہ تعالیٰ! ہم سے تو آپ نے اتنی محنتیں کرائیں ہم سے بادشاہت تک ترک کروائی دس سال نیشاپور کے جنگل میں عبادت کروائی اور پھر اب تک تجھے منارہے ہیں اور یہ نوجوان کل تک شراب پیتا تھا اور آج تو نے اتنی بڑی ولایت اور دوستی دے دی تو ہاتھ غیبی سے آواز آئی ابراہیم! تو نے اس کا منہ دھویا تھا میری وجہ سے میں نے اس کا دل دھو دیا تیری وجہ سے یہ تیری وجہ سے کیا کیونکہ ہمیں تجھ سے پیار ہے تجھے ہم سے پیار ہے جب تو نے اس کے منہ کو دھویا تو ہمیں بھی پیار آ گیا کہ تو منہ دھورہا ہے دل دھونا تو تیرے بس میں نہیں ہے وہ ہم دھو دیتے ہیں کیونکہ دل دھونا

تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔

میرے شیخ فرماتے ہیں اسی لیے تو وضو کے بعد دعا تلقین فرمائی اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ اے اللہ! دل کو دھو دے تو بہ کیا ہے کہ دل دھل جائے پانی تھا ہم نے وضو کر لیا یہ ہم نے کر لیا اب دل دھونا تیرے بس میں ہے ہم تیری دربار میں یہ فریاد کرتے ہیں اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ اے اللہ! ہمیں تو بہ کرنے والا بنا دے ہمارے دلوں کو کبھی دھو دے ہماری روح کو کبھی دھو دے اور ہمیں پاکیزگی دے دے ظاہر و باطن کو پاک کر دیجیے ایسی پاکیزگی کہ ہمارا ظاہر بھی پاک ہو جائے باطن بھی پاک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لیے بشارتیں

تو فرمایا کہ لَهْمُ الْبُشْرَىٰ دُنْيَا كِي زَنْدَگِي مِيں هَم بَشَارَتِيں دِيْتِي هِيں اِن كَا دَل مَحْسُوس كَرْتَا هِي كِيَا بَشَارَتِيں آر هِي هِيں؟ يِه ڈَاك دَل مِيں آتِي هِي يِه پُوسْت بَكْس مِيں نِهِيں جَاتِي يِه اللّٰهُ تَعَالَىٰ كِي ڈَاك اِس بَكْس (دَل) مِيں آتِي هِي اُس كِي پِيَارِي مَحْسُوس كَرْتِي هِيں كِي هِيَاں كِيَا آر هَا هِي اُور آخِرْت مِيں بَشَارَتِيں مَرْنِي سِي پِهْلِي بَشَارَتِيں فَرِشْتِي سَوَال كَر رِهِي هِيں مَن رِيك اُور رَحْمَت كِي فَرِشْتِي هِي سَا تَه كَهْرِي هِيں كِي كَهْرَانَا نِهِيں يِه تُهْتِي تُولُكَا نَا هِي وِي زِي سِي هِي تُهْتِي لُكْتَا هِي تُو كِه دِيْتِي هِيں كُوِي مَسْئَلِه نِهِيں هِي اُپ اُدْهَر تَشْرِيْف رَكْهِيں تُهْتِي لُك رِهَا هِي اِس لِيِي كِي كَار رُوَايِي ضَرْوَرِي هِي مَن رِيك كِي كَار رُوَايِي ضَرْوَرِي هِي قُرْآن مَجِيْد كِهْتَا هِي فِكْر كِي ضَرْوَرَت نِهِيں هِي تَمِهَارِي لِيِي تُو بَشَارَتِيں هِيں

حدیث میں آتا ہے کہ مرنے کے بعد کفن و دفن سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی روح کو عرش پر بلا کر ملاقات کر لیتے ہیں جو وہاں سے پھر کر آئے وہ فرشتوں کی ملاقات سے کیا گھبرائے گا؟ دنیا کی زندگی میں بھی بشارتیں مرنے سے پہلے بھی بشارت و فی الآخرة قبر میں حشر میں بشارتیں ہی بشارتیں !!!

قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آؤ ہمارے عرش کے نیچے آ جاؤ عرش کے نیچے مزے کرو میرے شیخ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کہ ہماری نمازوں میں عیب

نکل سکتا ہے روزوں میں زکوٰۃ و خیرات میں حج میں عیب نکل سکتا ہے لیکن یہ دل جب خدا پر فدا ہوگا محبت میں کبھی عیب نہیں نکلا کرتا سو فیصد قبول ہے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا کہ ہم ولی کیسے بن سکتے ہیں دو چیزیں اختیار کر لیں ایمان اور تقویٰ۔

ایمان بھی اس کا ہی بچتا ہے جس میں تقویٰ ہوتا ہے اگر گناہ میں لگا رہے تو پھر شیطان اس کے ایمان پر حملہ کرتا ہے کیونکہ شیطان کا کام ہی یہ ہے پہلے گناہ پر لگائے گا پھر گناہ سے ایمان چھوڑنے پر لگائے گا

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے جب خود فرمایا کہ ہم تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ہمت کرنی چاہیے آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی دوستی کو حاصل کریں اور خدا کی دوستی ہمت سے حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے دوستی کرو اور ہمت اختیار کرو گناہ سے بچنے میں جان کی بازی لگا دو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ و استغفار کرو ہر وقت روتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہو۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَافْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْكَرْ أَنْتَ أَهْلَ التَّقْوَى وَاهْلَ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنْكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتَّقَى وَالعِفَافَ وَالعَنَى. اللّٰهُمَّ احْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَاجْرِنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ.

عشاء کی نماز کے بعد یعقوب نعمانی صاحب کے گھر آکر رات کا کھانا کھایا اور آرام کیا

25 مارچ بروز جمعرات 2010ء

لوساکا (Lusaka) واپسی

فجر کی نماز جامع مسجد میں ادا کی اور فوراً یعقوب نعمانی صاحب کے گھر واپس آگئے جہاں ہلکا پھلکا ناشتہ کیا اتنی دیر میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ کی ملاقات کے لیے یعقوب نعمانی صاحب کے گھر تشریف لائے میزبان اور دیگر احباب بہت خوش بھی ہوئے اور حیران بھی انہوں نے حضرت شیخ سے مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا اور شہید ملت حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کے بارے میں دیر تک تذکرہ ہوتا رہا پھر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے ان کے جانے کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اتنی بڑی علمی روحانی شخصیت حضرت شیخ کے خلیفہ نے خود تشریف لا کر ہم اصاغر کی دلداری فرمائی پھر فرمایا کہ آخرت کی منازل بھی محض فضل الہی سے ہی پار ہوں گی ہمارے پاس تو کوئی ایسا عمل نہیں ہے ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں۔

کام بنتا ہے فضل سے اختر
فضل کا آسرا لگائے ہیں

سنڈا (Sinda) روانگی

لوساکا (Lusaka) کے راستے میں ایک چھوٹی سی جگہ سنڈا (Sinda) ہے جہاں چند گھر مسلمانوں کے ہیں لیکن ان کا بڑا کاروبار ہے وہاں سے نذیر بھائی نے ناشتہ کی دعوت دی تھی تقریباً ساڑھے نو بجے سنڈا کے لیے روانہ ہوئے جناب حاجی اسماعیل چتا صاحب اپنے دونوں صاحبزادوں کے ہمراہ حضرت شیخ کوالوداع کرنے کے لیے تشریف لائے تھے تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد سنڈا پہنچے رفیق سفر مولانا اقبال صاحب اپنے والدین کے ساتھ 1968ء میں سنڈا میں رہتے تھے مولانا نے سب سے پہلے اپنا پرانا گھر مدرسہ اور سکول دکھایا جہاں ان کا بچپن اور لڑکپن گزارا تھا یہاں پر کٹھن (یہ بہت بڑا پھل ہوتا ہے جس کا وزن 20 کلو تک بھی ہوتا ہے ذائقہ دار ہوتا ہے بنگلہ دیش وغیرہ میں بکثرت ہوتا ہے) کے درخت بہت تھے مولانا کے پرانے گھر میں جو کالوں کی فیملی ٹھہری ہوئی تھی انہوں نے کافی سارے کٹھن کے پھل اتار کر مولانا کو تحفے کے طور پر دیے اس کے بعد نذیر بھائی کے گھر تشریف لے گئے اور ان کا گھر ماشاء اللہ پورا محل تھا اور اتنا وسیع تھا کہ اس میں ٹینس کھیلنے کا کورٹ بنا ہوا تھا اور مہمانوں کے لیے خالص افریقی طرز کی جھونپڑیاں بنائی گئیں تھیں جس میں بیٹھ کر گپ شپ لگائی جاتی اور مہمانی کی جاتی تھی انہوں نے بہت پر تکلف ناشتہ سے اکرام کیا اور اس کے بعد حضرت شیخ سے کچھ نصیحت کی درخواست کی جس پر حضرت شیخ نے دس پندرہ منٹ اللہ تعالیٰ کی محبت پر گفتگو فرمائی اسی دوران ان کے بڑے بھائی اور والدہ لوساکا (Lusaka) سے آگئے تھے انہوں نے بھی ملاقات کی۔

پٹو کے میں

سنڈا (Sinda) سے روانہ ہو کر ظہر کے وقت پٹو کے پہنچے اور ظہر کی نماز پٹو کے پڑھی ظہر پڑھ کر محمد بھائی کے گھر تشریف لے گئے وہ بہت ہی محبت سے ملے اور انہوں نے دوپہر کے کھانے کا بڑا پر تکلف انتظام کیا تھا خاص طور پر کبوتر روٹ کر دوائے تھے اور ان کے گھر میں بھیڑ بکریاں کبوتر مرغیاں بطنخیں بکثرت تھیں حضرت شیخ کے استفسار

پر فرمایا کہ یہ سب مہمانوں کے لیے پالتا ہوں جب وہ یہاں آتے ہیں تو ان کی ضیافت کرتا ہوں کیوڑکاروسٹ بہت ہی لذیذ تھا سب بہت تھکے ہوئے تھے کھانے کے بعد ایسا شدید نیند کا غلبہ ہوا کہ جو جہاں تھا وہیں پرسو گیا کچھ دیر ستانے کے بعد لوساکا (Lusaka) کے لیے روانہ ہوئے لوساکا (Lusaka) کے راستے میں حضرت شیخ نے فرمایا ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے ایام فتوحات نہ دیکھو بلکہ ایام مجاہدہ دیکھو اور اس کی اتباع کرو اس سے اللہ والوں پر بدگمانی نہیں ہوگی اور پیغمبر علیہ السلام نے بھی رزق کی وسعت آخری عمر میں مانگی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے دعا کی اللھم اجعل اوسع رزقی فی آخر عمری عمری۔

نماز عصر

راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا مولانا اقبال صاحب نے ایک جگہ گاڑی روک کر جنگل میں داخل کر دی کچھ فاصلے پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی جس کے ساتھ ایک دوکانے مسلمانوں کے مکانات تھے اور مولانا نے بتایا کہ یہ ہمارے ٹرسٹ کی طرف سے بنائی گئی تھی جو پیدل چلنے والی تبلیغی جماعتوں کے لیے میزبانی اور مرکز تبلیغ کا کام دیتی تھی اور ان کا انتظام و انصرام ٹرسٹ کی طرف سے ہوتا تھا باقاعدہ امام مؤذن خادم وغیرہ مقرر ہوتے تھے اور آنے والے مہمانوں کے اکرام کا پورا انتظام ہوتا تھا جماعتوں کے علاوہ ان راستوں سے گزرنے والے مسلمان بھی ان جگہوں سے مستفید ہوتے تھے لیکن خاص سازش کے تحت جب ٹرسٹ پر پابندی لگادی گئی تو یہ مساجد ویران ہو گئیں بہر حال اس مسجد میں عصر کی نماز پڑھی وہاں جو کالے مسلمان آباد تھے ان سے ملاقات کی اور جو چائے ناشتہ ساتھ لے گئے تھے اس سے استفادہ کیا پھر سفر شروع ہوا مغرب کے وقت واپس لوساکا (Lusaka) پہنچے۔

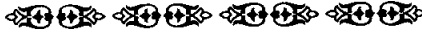
قیام مولانا اقبال صاحب کے گھر ہی تھا عشاء کے بعد کافی حضرات حضرت شیخ کی زیارت کے لیے گھر آئے اور حضرت شیخ نے شیخ کی ضرورت پر گفتگو فرمائی۔

26 مارچ 2010ء بروز جمعہ

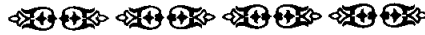
فجر کے بعد محمد نادات بھائی ملاقات کے لیے تشریف لائے ان سے گفتگو کے دوران ایک اہم بات بتائی کہ بزرگوں کے غلبہ حال کی اتباع جائز نہیں خود پیغمبر علیہ السلام نے غلبہ حال میں کوئی کام کیا وہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص رہے گا جیسے ہجرت سے پہلے خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو کسی مشرک نے اونٹ کی اوجھڑی آپ ﷺ کی پیٹھ پر ڈال دی لیکن آپ ﷺ نے نماز جاری رکھی تو اب اگر کوئی اس کی اتباع کرنے لگے کہ اس کے کپڑے پر نجاست لگی ہو تو وہ نماز کو جاری رکھے تو یہ درست نہیں۔

نماز جمعہ مسجد النور میں

حضرت شیخ نے جمعہ کی نماز مسجد النور میں پڑھائی اور اس سے قبل بیان فرمایا بہت بڑا مجمع تھا اور بیان کے آخر میں سیلاب زدگان کے لیے جن میں زیادہ تر عیسائی لوگ متاثر ہوئے تھے اپیل فرمائی اس میں لوگوں نے بڑھ چڑھ کے حصہ لیا عام مسلمانوں نے ان علاقوں میں جا جا کر امداد کی اس سے اسلام کے بارے میں ان پر بڑا اچھا اثر پڑا بیان حاضر خدمت ہے۔



اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کی چار علامات



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حبیب اللہ احمد خاں دہلوی

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مسجد النور

وقت خطبہ جمعہ

بتاریخ 26 مارچ 2010ء

ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختریه

جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

0300-6939953

www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ
وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسِنْدَنَا وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ
وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا
بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الَّذِينَ يَنْفَقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ
النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ.

وقال النبي صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد
الموت. او كما قال عليه الصلوة والسلام صدق الله وصدق رسوله
النبي الكريم.

باطن پر دلیل ظاہر ہے

میرے محترم بزرگوار دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیاروں کی
کچھ علامتاں بتائی ہیں کہ میرے پیارے کون لوگ ہیں؟ میرے پیاروں کا عمل کیا ہوتا
ہے جن کو مجھ سے پیار ہو جاتا ہے اور میری ذات سے جن کو تعلق ہو جاتا ہے ان کا عمل
پھر کیسا ہو جاتا ہے اس کی علامت کیا ہے؟

میرے دوستو! محبت اندر کی چیز ہے جو انسان کے دل میں ہوتی ہے علامت
سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی
محبت ہے اگر ایک آدمی دعویٰ کرے کہ مجھے اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ سے محبت ہے لیکن
اس کا عمل اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کے خلاف چل رہا ہے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے
اس لیے کہ محبت تو دل کی چیز ہے باطن کی چیز ہے جو کسی کو نظر نہیں آتی۔

دیکھئے! ایمان ایک باطن کی چیز ہے اور اسلام ایک ظاہر کی چیز ہے اسلام دلیل
ہے اس بات پر کہ یہ آدمی ایمان رکھتا ہے نماز پڑھنا اسلام ہے روزہ رکھنا اسلام ہے حج

کرنا اسلام ہے زکوٰۃ خیرات دینا اسلام ہے اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر فدا ہونا اور عقیدے کا درست ہونا یہ ایمان ہے ایمان دل کی چیز ہے اور اسلامی احکامات کو بجالانا اس پر دلیل ہے۔

میرے دوستو! اسلام ہماری ایمان کی علامت ہے اس لیے کہتے ہیں ایمان کی مضبوطی اسلام کی مضبوطی سے پتہ چلتی ہے اسلام مضبوط ہے تو معلوم ہوتا ہے اس کا ایمان مضبوط ہے اسلام کی کمزوری اس کے باطن کی کمزوری کو بتاتی ہے۔

ایمان اور اسلام کا فرق

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنازہ کی جو دعا امت کو سکھائی اس میں یہ فرق ظاہر ہے کہ اسلام اور ایمان میں فرق ہے آپ دیکھیے! اس دعا کے آخری جملے اللّٰهُمَّ مِنْ اٰحِبِّيْهِ مَنْ اَفَا حِيْهِ عَلٰى الْاِسْلَامِ كَهَ اللّٰهِ! ہم میں سے تو جس جس کو زندہ رکھ تو اسلام پر زندہ رکھ یعنی اسلامی اعمال پر عمل کی توفیق دے زندہ رہ کر اسلامی احکامات پر کاربند رہے وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنْ اٰمِنَانِ عَلٰى الْاِيْمَانِ اور ہم میں سے جس کو آپ وفات دیں تو اس کو ایمان پر موت نصیب فرما کیونکہ موت کے بعد ظاہری اعمال انسان نہیں کر سکتا اب دل کے اندر جو ایمان ہے وہ اپنے ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں چلا جائے اس کی توفیق اس کو نصیب ہو جائے تو موت کے وقت ایمان مانگا گیا اور زندگی میں اسلام مانگا گیا کیونکہ موت کے وقت عمل ختم ہو جاتا ہے انسان نماز نہیں پڑھ سکتا روزہ نہیں رکھ سکتا دل کے اندر کی دولت رہ جاتی ہے اس دولت کو جو بچا کر لے جاتا ہے تو اسی پر فیصلے ہو جاتے ہیں۔

حکیم الامت کا ارشاد

اس لیے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرتے ہی آدمی کا دل دیکھا جاتا ہے کہ اس دل میں ہمارے لیے کیا ہے اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ اس دل میں کون ہے؟ دنیا کی غلاظت بھری ہے یا ہم سے تعلق کی دولت بھری ہے اس لیے فرمایا من احب لقاء اللہ احب لقاءہ جس کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا اشتیاق

ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں احبَّ اللہ لقاء اللہ تعالیٰ بھی اشتیاق فرماتے ہیں کہ میں بھی اس بندے سے ملوں جو ہم سے ملنا چاہتا ہے ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاء ہ اور جو موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرے کہ مجھے موت کیوں آرہی ہے میری دکان چھوٹ رہی ہے میرے بچے چھوٹ رہے ہیں میری بیوی چھوٹ رہی ہے ابھی میں نے اتنا بڑا گیم فارم (game farm) لیا تھا اب تو میں نے مزے بھی نہیں لیے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا لیا کرہ اللہ لقاء ہ تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں خبردار! ہمارے دربار میں اس کو مت لانا جو اس وقت بھی ہمیں یاد نہیں کرتا پوری زندگی ہماری روٹی کھا کھا کر اب آخری لمحوں میں بھی ہم اس کو یاد نہیں ہیں اور دنیا اس کو یاد ہے جا آگے رہا ہے دیکھتا پیچھے ہے فیصلہ ہو جاتا ہے اوپر نہ لانا نیچے سے ہی اس کو جہنم کے گڑھے میں پہنچا دو۔

بزرگوں نے بتایا ہے یہ سبق یاد کرنے کا ہے موت سب کو آتی ہے جب دیکھ لے کہ موت آرہی ہے تو دل سے سب کو نکال دے نہ بیوی نہ بچے نہ دکان نہ کاروبار کسی کی فکر نہ کرے سب کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو کہ اللہ تعالیٰ تیرے حوالے ہے اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و ملاقات کا اشتیاق ظاہر کرے کہ اللہ تعالیٰ اب تیری زیارت ہوگی ملاقات ہوگی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں مجھے ملیں گی۔

ایک نوجوان کا قصہ

ایک نوجوان فوت ہونے لگا اُس کا ابا رورہا تھا ایک اللہ والے آئے ہوئے تھے تو اس جوان نے کہا کہ ابا! آپ کیوں روتے ہیں؟ کہا بچے تو نوجوانی میں دنیا سے جا رہا ہے تو اُس نے کہا ابا! میں جس کے پاس جا رہا ہوں وہ تجھ سے زیادہ رحمت کرنے والا اور شفقت کرنے والا ہے یہ کہا کلمہ پڑھا موت آگئی اُس بزرگ نے کہا اس کے اس جملے نے خدا کی ساری رحمتیں لوٹ لی ہیں بزرگوں نے نصیحت کی یہ سبق یاد کرنے کا ہے یہ نہیں کہ جا آگے رہا ہو دیکھتا پیچھے ہو حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارقی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ۔

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے

ہر ہر دن قبر کی طرف جا رہا ہے اور دیکھ پیچھے رہا ہے حالانکہ آدمی جس رُخ پر جا رہا ہو ادھر ہی دیکھنا چاہیے آپ گاڑی چلاتے ہیں پیچھے تو نہیں دیکھتے لیکن آخرت کے معاملے میں پیچھے دیکھتے ہیں اور جا آگے رہے ہیں ہمار ہر دن ہمیں موت کے قریب کر رہا ہے پیدائش سے موت کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔

میرے دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کی علامتیں بیان فرمائیں کہ میرے پیارے کون ہیں؟ فرمایا جو ہمارے پیارے ہیں اور جن کے دل میں ہم بٹتے ہیں جن کے دل میں ہماری محبت ہے جن کے دل میں ہمارا عشق ہے ان کی چار علامات ہیں۔

نمبر ایک **الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ** (سورہ آل عمران آیت ۱۳۲) ہمارے پیارے ہماری راہ میں مال خرچ کرتے ہیں تنگی میں بھی آسانی میں بھی یہ پہلی علامت ہے کہ مال خرچ کرتے ہیں تنگی دل ہوتے ہیں خدا کا پیارا کبھی کنجوس نہیں ہوتا بخیل اور کنجوس ہونا قرآن مجید نے یہودیوں کی علامت بتائی ہے اور پیغمبر علیہ السلام کی صفات میں سے ہے **كان اجود الناس سرکار** دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے کوئی سوال کر لیتا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ نے کبھی بھی اس کا ہاتھ خالی نہیں لوثا یا یہ شانِ کرم تھی۔

کریم آقا کے غلام

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ غزوہ خیبر میں ایک یہودی سے لڑ رہے تھے لڑتے لڑتے اس یہودی کی تلوار ٹوٹ گئی قریب تھا کہ حضرت علی تلوار چلائیں اور اس کی گردن اڑادیں اُس نے کہا کہ علی! اپنی تلوار مجھے دے دیں میری تلوار ٹوٹ گئی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار دے دی یہ لو اُس نے تلوار ہاتھ میں لے کر کہا کہ تو بے وقوف ہے عین حالتِ جنگ میں اپنا ہتھیار مجھے دے دیا اب تو بغیر ہتھیار کے ہو گیا تو حضرت

علیؑ نے کیا جواب دیا ہم کریم آقا کے غلام ہیں اور کریم وہ ہوتا ہے کہ جس کے سامنے کوئی ہاتھ پھیلائے تو خالی ہاتھ واپس نہ جانے دے تو نے چونکہ تلوار مانگی تھی اس لیے میں نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر دے دی کیونکہ میں نے کریم کی صحبت اٹھائی ہے وہ یہودی رونے لگا کہ یہ تو غلام کی شانِ کریمی کا حال ہے تو آقا کی شانِ کریمی کا کیا حال ہوگا اس سخی پیغمبر کی غلامی میں مجھے بھی لے چلو اور کلمہ پڑھ لیا۔

فرمایا کہ جو میرے پیارے ہیں ان کا دل کھلا ہوتا ہے ہر وقت موقع تلاش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر کیسے مال خرچ کریں اللہ تعالیٰ پر کیسے مال فدا کریں فسی السَّراءِ وَالصَّراءِ یعنی جب بہت نوٹ ہیں تب بھی خرچ کر رہا ہے اور تنگی میں بھی کچھ نہ کچھ خرچ کر رہی رہا ہے

نمبر دو وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظِ اپنے غصے کو پی جاتے ہیں جب کسی بات پر غصہ آتا ہے تو برداشت کر لیتے ہیں غصہ آتا ہے ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو غصہ نہیں آتا لیکن اس کو پی جاتے ہیں بات بات پر گالی گلوچ مارنا پیننا اللہ تعالیٰ کے پیارے ایسا نہیں کرتے۔

نمبر تین وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں کسی سے غلطی ہو جائے معاف کر دیا یہ نہیں کہ منتیں کروائیں ہاتھ جزوائیں پاؤں پکڑوالیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ وہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے جس سے کوئی معافی مانگے اور وہ معاف نہ کرے یہاں مخلوق کو معاف کر دے تو خالق ہمیں معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو مخلوق ہو کر معاف کر سکتا ہے میں خالق ہو کر معاف نہیں کر سکتا۔

چوتھی علامت وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ فرمایا اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں۔

یہ چار علامتیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کی بیان فرمائی ہمیں

اپنے اندر ان صفات کو پیدا کرنا چاہیے یاد رکھو! جب تکلف ان صفتوں کو اپنے اندر پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا پیارا بنا لیں گے۔

خرچ کرنے کی عادت ڈالیں غصے کو پینے کی عادت ڈالیں معاف کرنے کی عادت ڈالیں خاص طور پر رشتے داروں کو میرے شیخ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ رشتے داروں سے غلطی ہو جائے تو ان کے معافی مانگنے کا بھی انتظار مت کرو کہ تم سے معافی مانگے پہلے ہی معاف کر دو اور ان کی خوشی غمی میں شریک ہو جاؤ میرے شیخ نے فرمایا صلہ رحمی کا تقاضا یہ ہے کہ بغیر ان کے معافی مانگے معاف کر دو۔

اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ہمیشہ احسان کی عادت ڈالیں مخلوق خدا خواہ وہ انسان ہو یا جانور ہوان پر احسان کی عادت ڈالیں۔

میرے دوستو! یہاں پر بارش اور سیلاب کی جو کیفیت ہے میں بھی یہاں دو ہفتے سے ہوں اور اس میں کتنے لوگوں کے گھر ڈوب گئے اور کتنے نقصانات ہوئے ان کے لیے یہاں کے منتظمین حضرات درد رکھنے والے آپ جیسے حضرات ان کے ساتھ تعاون کریں تاکہ وہ غریب سنبھل سکیں۔

میرے دوستو! جب آدمی سُکھ میں ہوتا ہے اور دکھ والے کا تعاون کرتا ہے تو جب خود اس پر اس طرح کے حالات آجائیں تو اللہ تعالیٰ براہ راست اُس بندے کا تعاون فرماتے ہیں۔

اس لیے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا الخلق عیالُ اللہ کہ پوری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور احبُّ الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ اور پوری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندوہ ہے جو اس کی مخلوق اور عیال کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے تو آپ حضرات اس میں بھرپور تعاون فرمائیں اور بتا رہے ہیں کہ کل مغرب کے بعد مفتی خان پوری صاحب دامت برکاتہم کا یہاں بیان بھی ہوگا اس میں بھی آپ شرکت فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نواب بھائی کے گھر

نماز جمعہ کے بعد ادریس نواب بھائی کے گھر کھانے کی دعوت تھی جہاں بہت سے علماء اور احباب کو مدعو کیا گیا تھا اور ان میں زامبیا (Zambia) کے صدر کا مشیر بھی مدعو تھا جو مذہباً عیسائی تھا اور تصوف میں دلچسپی رکھتا تھا وہ حضرت شیخ سے ملاقات کا خاص اشتیاق لے کر آیا تھا کھانے کے بعد مجلس جم گئی اس نے حضرت شیخ سے پوچھا کہ **What is Sufiizem** تصوف کیا ہے؟ تو حضرت شیخ نے انگریزی میں ہی جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ صوفی ازم تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ اپنے خالق کی معرفت پیدا کی جائے۔

۲۔ معرفت کے بعد محبت اور اطاعت کی جائے۔

۳۔ خالق کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ کے طریقوں پر عمل کیا جائے پھر فرمایا کہ تصوف ایک وجدانی کیفیت کا نام ہے جس سے ایمان قالی اور استدلالی ایمان حالی اور ذوقی بن جاتا ہے اور یہ کسی کامل صوفی کی صحبت میں رہنے اور اس کے سامنے مٹنے سے حاصل ہوتا ہے جیسے کہ عارف روئی فرماتے ہیں۔

قال بگذار مرد حال شو

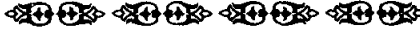
پیش مرد کامل ہا مال شو

باتیں چھوڑو حالت درست کرو اور کسی مرد کامل کے سامنے مٹ جاؤ۔

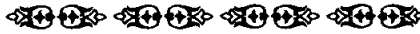
وہ بہت متاثر ہوا اہل مجلس کو بھی بہت مزا آیا حضرت شیخ نے جس لطیف انداز میں اسے دعوت ایمان و اسلام دی تھی اس پر سب بہت حیران ہوئے۔ ماشاء اللہ

مسجد عمر میں مجلس ذکر

عصر کے بعد مسجد عمر میں ذکر کا اہتمام کیا گیا تھا چنانچہ عصر کی نماز مسجد عمر میں پڑھی اس کے بعد ذکر کی فضیلت پر مختصر بیان کیا۔



آداب مجلسِ ذکر



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا شاہ حلیل احمد خون درت کاتھم

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مسجد عمر لوساکا (Lusaka)

وقت بعد نماز عصر

بتاریخ 26 مارچ 2010ء بروز جمعہ المبارک

ناشر:

خانقاہ اشرفیہ اختریه
جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر
0300-6939953
www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ
عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ
يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَيِّدَنَا
وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيدُونَ وَجْهَ صَدَقِ اللَّهِ مَوْلَانَا الْعَظِيمِ

ذکر سے پہلے نیت

آدابِ ذکر میں سب سے پہلی چیز نیت ہے ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم
محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ذکر شروع کرنے سے پہلے اس بات کی
نیت کریں کہ میں ذکر اس لیے کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے
حدیث شریف میں ہے ”انما الاعمال بالنیات“ اعمال کا مدار نیت پر ہے
کوئی بھی عمل ہو جب اس میں نیت آجاتی ہے تو اس عمل کے ثمرات اور اثرات کا
رزلت بڑھ جاتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا اپنا اثر ضرور دکھائے گا بلکہ یہاں تک لکھا
ہے کہ جو آدمی مسلمان نہیں ہے وہ بھی اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے گا تو اس کو بھی اس نام کا
اثر محسوس ہوگا چونکہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اثر ایسا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جو اس کائنات
کا موجد اور خالق ہے تو اس کے نام میں کیسے اثر نہیں ہوگا اس لیے حضرت حاجی امداد
اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ جن کے پاس ہندو دعالینے آتے تھے فرماتے تھے ان
غیر مسلموں کو ذکر نہ بتایا کرو ورنہ ان کو بھی ذکر میں اللہ تعالیٰ کے نام کا اثر محسوس ہوگا تو
یہ کہیں گے کلمے کی ضرورت نہیں بلکہ کہو پہلے کلمہ پڑھو پھر ہم تمہیں ذکر بتائیں گے۔

ذکر میں پہلی چیز نیت ہے کہ آپ اس بات کی نیت کریں کہ میں اس لیے ذکر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے مجھے محبت ہو جائے چونکہ جس شے کا تکرار ہو وہ چیز دل میں گھر کر جاتی ہے۔

ذکر کا فائدہ

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں یہ جو اللہ تعالیٰ کے نام کا تکرار کرایا جاتا ہے اللہ اللہ اللہ یہ تکرار اس لیے کرائی جاتی ہے کہ تاکہ دل میں ان کا نام قرار پکڑ لے جس طرح بچہ حفظ کرتا ہے اور ایک آیت کو بار بار دھراتا ہے تو اس کا مقصد کیا ہے تاکہ قرآن مجید اس کے دل میں بیٹھ جائے تو جب بار بار ذکر میں تکرار ہوتی ہے کلمہ طیبہ بار بار پڑھ رہے ہیں اللہ اللہ بار بار کر رہے ہیں تو پھر یہ کلمہ طیبہ اور اللہ تعالیٰ کا نام دل میں قرار پکڑ لیتا ہے اور جب دل میں قرار پکڑ لیتا ہے تو اس کو قرار آجاتا ہے سکون آجاتا ہے تو پھر یہ شخص اللہ تعالیٰ کو بھولتا نہیں ہے اس کو ہر وقت اللہ تعالیٰ یاد رہتا ہے۔

ہمارے دادا پیر حضرت سلطان العارفین مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اس کو بہت پیارے اور سادہ انداز میں فرماتے تھے ”ذکر ذکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے“ ہمارے حضرت والا فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی کا بھی آپ نام لیں تو اس کا مٹسی آپ کے پاس موجود نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کا اسم ایسا ہے کہ دنیا میں کہیں بھی کسی بھی وقت ادھر آپ نے نام لیا اور ادھر مٹسی موجود ہے ادھر آپ نے ذکر کیا ادھر مذکور بھی موجود ہے ذکر اور مذکور میں فاصلہ نہیں ہے آپ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لیں گے اللہ تعالیٰ وہیں موجود ہونگے۔

ہر نفلی عمل میں نیت

تو آداب نیت میں سے سب سے پہلی چیز یہی ہے کہ نیت کر کے ذکر شروع کریں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں حاصل ہو جائے۔

بلکہ ہمارے دادا پیر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ ہر نفلی عمل میں نیت کیا کرو کہ میں اس لیے نفل نماز پڑھ رہا ہوں نفلی صدقہ دے رہا ہوں نفلی عمرہ کر رہا ہوں نفلی حج کر رہا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے

محبت ہو جائے ہر نفلی عمل کو محبت خداوندی کے حصول کا ذریعہ بنا سکتے ہیں لیکن نیت شرط ہے ورنہ اثر تو ظاہر ہوگا جیسے آپ وضو کریں اور نیت نہ ہو تو وضو ہو گیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن اس وضو کا ثواب نہیں ملے گا ایسے وضو پر اجر مرتب نہیں ہوگا اور اگر نیت کے ساتھ وضو ہوگا تو اجر و ثواب بھی مرتب ہوگا پھر اُس کے ہاتھ پاؤں کے گناہ بھی جھڑیں گے آنکھ کے گناہ بھی جھڑیں گے ناک کان کے گناہ بھی جھڑیں گے اور اگر بغیر نیت کے کرو گے تو پاکی تو آگئی نماز تو پڑھ سکتے ہو لیکن اس پر اجر و ثواب کا ترتب جو ہونا تھا گناہوں کی معافی جو ہونی تھی وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

آدمی بغیر نیت اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح شروع کر دے تو اس کا اثر تو ہوگا لیکن اس کا حقیقی اثرات بغیر نیت کے ظاہر نہ ہوں گے اس لیے اللہ والے اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ جب بھی آدمی ذکر کرنے بیٹھے تو کہے کہ یا اللہ! تیری محبت کے حاصل کرنے کے لیے میں یہ تسبیح پڑھ رہا ہوں اور یہ ذکر کر رہا ہوں۔

فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولاتکفرون (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو ناشکری نہ کرو)

ذکر کا تقدم شکر پر

اللہ تعالیٰ نے ذکر کو مقدم کیا شکر پر میرے شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کو شکر پر اس لیے مقدم فرمایا کہ ذکر کرنا دراصل منعم (نعمت دینے والے) میں مشغول ہونا ہے اور شکر کا حاصل نعمت میں مشغولیت ہے تو فرمایا کہ پہلے منعم سے رابطہ کرو پھر نعمتوں کے مزے اڑانا اس آیت کی ترتیب بتا رہی ہے کہ پہلے مجھے یاد کرو پھر میری نعمتوں میں مشغول ہونا۔

صحابہ کرام اور ذکر الہی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات میں سے ہے یدعون ربہم بالغداة والعشیٰ صبح وشام اپنے رب کو یاد کرتے تھے یریدون وجہہ اور ارادہ یہ کرتے تھے

کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مل جائے یا اللہ! آپ مل جائیں ہم آپ کو چاہتے ہیں ہمارا مقصود آپ ہیں ہمارا مطلوب آپ ہیں۔

لا مقصود الا اللہ لا مطلوب الا اللہ لا محبوب الا اللہ

یا اللہ! آپ کی ذات ہمارا مقصود و مطلوب ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح و شام اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کو مراد بناتے تھے میرے شیخ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کو مراد بناؤ گے تو تبھی تم مراد آباد پہنچو گے یعنی اپنی مقصد کی جگہ پر تب پہنچو گے جب تم مرید بنو گے ارادہ کرو گے میرے شیخ فرماتے ہیں یہ اللہ والوں کے جو مرید ہیں یہ مجازی مرید ہیں یہ حقیقی مرید نہیں ہیں ہر سالک اصل میں اللہ تعالیٰ کا مرید ہوتا ہے مرید یعنی ارادہ کرنے والا تو کسی اللہ والے سے آپ اسی لیے جڑتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچیں بس یہی مقصود ہے خود اللہ والا مقصود نہیں ہوتا اللہ والا تو راہبر ہوتا ہے۔

ذات پیغمبر باب فیضان مولیٰ

میرے شیخ فرماتے ہیں ذات پیغمبر بھی درازہ ہے فیضان الہیہ کا اس لیے قرآن مجید نے کہہ دیا اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اُحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (سورہ اسراء آیت ۵۱) اے پیغمبر! آپ ہدایت نہیں دے سکتے آپ ہدایت کا دروازہ ہیں ہم اس دروازے سے جس کو چاہیں گے داخل ہونے دیں گے تو ہدایت دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن آدمی کو جب بھی کوئی چیز لینی ہوتی ہے تو دروازے پر آتا ہے آپ جب کسی دوست سے ملنے جائیں گے تو دروازے سے جائیں گے کھٹکھٹائیں گے تو دروازے سے گھر والا ملے گا تو فرمایا کہ پیغمبر بھی دروازہ ہے اور اللہ والے بھی نائین پیغمبر ہونے کی وجہ سے دروازہ ہوتے ہیں تو سنو اللہ یہی جاری ہے کہ دروازے تک آنا پڑے گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کسی اللہ والے کے پاس جانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ویسے ہی گھر بیٹھے بیٹھے ولی بنا سکتے ہیں تو میں بڑے ادب کے ساتھ مثال دیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تو اس پر بھی قادر ہے کہ مرد کے پیٹ سے بچہ پیدا فرمادیں آدم علیہ السلام سے

حواعلیہا السلام کو پیدا کیا اور اماں مریم علیہا السلام کے لطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے تینوں مثالیں بیان فرمائیں لیکن اب سنت الہیہ یہ ہے کہ ماں باپ سے اولاد ہوگی۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک جوان آتا تھا کہ حضرت دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک صالح اولاد دے دے تو حضرت دعا کر دیتے تھے جب دو تین سال گزر گئے اور یہی دعا کراتا رہا تو حضرت نے اپنی فراست سے پہچانا اور پوچھا تو نے شادی بھی کی ہے یا نہیں؟ کہا کہ شادی تو ابھی نہیں کی تو حضرت فرمایا تو کیا بچہ نیرے پیٹ میں سے نکلے گا ظالم؟

تو پیغمبر ہوں یا اولیاء کرام یہ دروازے ہیں دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے میرے شیخ فرماتے ہیں جو کسی پیر و مرشد کا مرید ہوتا ہے وہ مجازاً مرید ہے حقیقی مرید تو اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن مجازاً کہہ دیتے ہیں کہ بھئی! یہ فلاں بزرگ کا مرید ہے کیونکہ مقصود دروازہ نہیں ہے دروازے سے مالک تک پہنچنا ہے اسی لیے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں دینے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں جو خدا دیتا ہے میں اُسے آگے تقسیم کرتا ہوں لیکن لینے کے لیے اس تقسیم کرنے والے کے پاس آنا پڑے گا براہ راست کوئی رابطہ نہیں کر سکتا یہی دعویٰ مشرکین نے بھی کیا تھا کہ کیوں نہیں ہمارے گھر میں قرآن مجید اترتا اور اللہ تعالیٰ ہم سے رابطہ کیوں نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی شکل کو دیکھو ”کیا پڑی کیا پڑی کا شور بہ“ کیا تم اس قابل اپنے کو سمجھتے ہو کہ خدا کی ذات تم سے رابطہ کرے تم یہ شکر کیوں نہیں کرتے کہ ہم نے اپنا پیغمبر تم میں بھیج دیا ہے کیا یہ احسان کم ہے کہ ایسا عظیم پیغمبر تمہارے لیے بھیج دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام کی مشق

تو ذکر اس لیے کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمارے قلوب میں قرار پکڑے

ہمارے دادا پیر حضرت سلطان العارفین مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اللہ

تعالیٰ کی عاشقانہ عبادت کیا کرتے تھے اور انگلی کے اشارے سے فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھتے تھے جیسے مجنوں دریا کے کنارے بیٹھ کر اپنی لیلیٰ کا نام ریت پر لکھتا رہتا تھا کسی نے کہا کیا کر رہا ہے

گفت مشقِ نامِ لیلیٰ می کنم

خاطرِ خود را تسلیٰ می دهم

کہا کہ لیلیٰ کے نام کی مشق کرتا ہوں اور اپنے دل کو تسلیٰ دیتا ہوں اس سے میرے دل میں اس کا نام قرار پکڑے گا تاکہ میں کسی وقت اُس کو بھلا نہ سکوں تو ہمارے داد پیر رحمۃ اللہ علیہ زمین پر نہیں لکھتے تھے فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھتے تھے کیونکہ ذاتِ الہی کے تقدس کا تقاضا یہ ہے اور چونکہ لیلیٰ کو مٹی میں ملنا تھا تو مٹی پر اس کا نام لکھا جاتا تھا اور جس ذاتِ مقدس کے انوارات فضاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں اس کا نام فضاؤں میں لکھتے تھے وہ لیلیٰ تو دفن ہو گئی میرے شیخ فرماتے ہیں

پھول مر جھا گئے چاندنی ڈھل گئی

اپنا انجام بھی کہہ گئی ہر کلی

قبر میں خاک چھانی مگر کیا ملی

نہ تو مجنوں ملا نہ تو لیلیٰ ملی

کچھ بھی نہ رہا سب ختم ہو گیا ایک اللہ کا نام رہ گیا

گیا حسن خوبانِ دل خواہ کا

ہیشہ رہے نامِ اللہ کا

ایسے ایسے حسین و جمیل جو دل کو کھینچتے تھے ان کا حسن چلا گیا ان کی شکلیں بگڑ گئیں قبروں میں دفن ہو کے مٹی ہو گئے ایک اللہ کا نام باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نام کی بار بار تکرار سے قرار آئے گا۔

کلمہ طیبہ کا ذکر

میرے شیخ فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کی ایک تسبیح کر لو لا الہ الا اللہ کیونکہ کلمہ طیبہ تلوار ہے جو ہر غیر اللہ کو کاٹ دیتی ہے ہمارا دل غیر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہے ہمارے دل میں بہت سے خواہشات کے بُت ہیں تو یہ لا الہ الا اللہ کی تلوار ہر غیر اللہ کو کاٹ کر کھرج کر نکال دیتی ہے اور میرے حضرت فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ اور اللہ میں فاصلہ نہیں ہے جتنا لا الہ مضبوط ہوگا اتنا الا اللہ مضبوط ہوگا لا الہ کمزور ہوگا الا اللہ کمزور ہوگا۔

لا الہ ہے مقدم کلمہ توحید میں

غیر حق جب جائے ہے حق دل میں آجائے ہے

حضرت ابراہیم بن ادھم کا واقعہ

مجھے ایک چھوٹا سا واقعہ یاد آیا حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ذکر کر رہے تھے دریا کے کنارے بیٹھ کر تو دیکھا کہ ایک آدمی دریا کے اوپر بے لکڑی کے پل سے نیچے گرا تو فوراً ان کی زبان سے نکلا ”اللہ“ جب اللہ کا نعرہ لگایا تو وہ شخص ہوا میں لٹک گیا احواء العلوم میں یہ واقعہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے تو خیر وہ آدمی پل اور دریا کے درمیان فضا میں معلق ہو گیا لوگ جمع ہو گئے اور رستے ڈال کر اس کو اوپر کھینچا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ ہم تو اتنی تسبیح پڑھتے ہیں ہمارا تو چھوٹا سا کام نہیں ہوتا اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اللہ کہا اور اتنی بڑی کرامت ظاہر ہو گئی کہ وہ آدمی دریا میں گرنے سے بچ گیا اور ہوا میں معلق ہو گیا تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جب ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کہا تھا تو ان کے دل میں غیر اللہ نہیں تھا تو ان کا ایک اللہ کہنا اثر کر گیا ہم اللہ کہتے ہیں تو دل میں غیر اللہ بیٹھے ہیں اس لیے ہمارا (اللہ) اثر نہیں کرتا۔

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

حدیث شریف میں آتا ہے جو روزانہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے قیامت کے

دن اس کا چہرہ ایسے چمکے گا جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔
میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ صرف اس ایک تسبیح کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کو چہرہ چمکانے والے اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور چہرے کو سیاہ کرنے والے اعمال سے حفاظت فرماتے ہیں۔

جب آدمی لا الہ کے تو سوچے کہ میرا دل ڈھل رہا ہے اس میں سے گند نکل رہا ہے غیر اللہ نکل رہا ہے اور لا الہ کہیں تو سوچیں عرشِ اعظم سے نور میرے دل میں آ رہا ہے اور درمیان میں کہیں کہیں محمد رسول اللہ پڑھ کر کلمہ پورا کر لے محمد رسول اللہ دراصل عقیدہ ہے محمد رسول اللہ ذکر نہیں ہے محمد رسول اللہ کا ذکر درد شریف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لیکن عقیدے کا بھی کبھی اظہار کرے کہ درمیان میں تسبیح کرتے کرتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لے میرے شیخ فرماتے ہیں اگر مصروف ہو کچھ نہ کچھ ہی کر لیا کرو کاؤنٹنگ (counting) کی بھی ضرورت نہیں ہے بغیر کاؤنٹنگ (counting) کے بھی کر لو گے تب بھی کام بن جائے گا۔

درمیان درمیان میں یہ اشعار بھی پڑھ لے۔

یار رہے یارب تو میرا اور میں تیرا یار رہوں
مجھ کو فقط تجھ سے ہو محبت خلق سے میں بیزار ہوں
ہردم ذکر و فکر میں تیرے مست رہوں سرشار رہوں
ہوش رہے نہ مجھ کو کسی کا تیرا مگر ہوشیار رہوں
اب تو رہے بس تادمِ آخرِ وردِ زباں اے میرے الہ
لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ

ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بے شمار نعمتیں دیتا ہے تو

تم بھی بغیر شمار کیے یاد کر لیا کرو ہم طالب علم تھے تو حضرت شیخ سے عرض کیا کہ مصروفیت ہوتی ہے پڑھائی کا بوجھ ہے فرمایا دس مرتبہ صبح دس مرتبہ شام اگر لا الہ الا اللہ پڑھ لو گے تب بھی تمہارا کام بن جائے گا کیونکہ ایک پردس کا وعدہ ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها تو دس بھی پڑھ لو گے تو سمجھو کہ تسبیح پوری ہوگئی وہ اپنے کرم سے اسے پوری تسبیح شمار کر لیں گے لیکن جب وقت ہو تو آدمی پوری تسبیحات کر لے۔

ذکر اسم ذات

اور دوسری تسبیح اسم ذات لفظ اللہ کی کرے پہلے اللہ پر جل جلالہ کہے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضرت سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تو حضرت نے فرمایا لفظ اللہ کو کھینچ کر پڑھو اس طرح کھینچ کر ایک تسبیح انسان پڑھ لے تو چوبیس ہزار مرتبہ اللہ اللہ کہنے کے برابر نور آجاتا ہے اس کے اندر ایک راز ہے کہ اللہ کا لفظ کھینچ کر کہے۔

میرے شیخ فرماتے ہیں اللہ کا نام کتنا پیارا ہے دوسرے معبودانِ باطلہ جتنے گزرے ہیں جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ان کے نام دیکھ لو فرعون، نمرود، ہامان، ہذا، و دجال کسی کے نام میں آہ نہیں ہے لیکن اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ہماری آہ رکھی دیکھئے! اللہ کو ذرا کھینچ کر پڑھیں آخر میں ہماری آہ ہے کہ اے بندو! میں تمہاری آہوں کو سننے والا ہوں اور تمہاری آہ و فغاں میرے نام میں شامل ہے ایسا خوبصورت نام کسی نے بھی نہیں رکھا۔

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے

عاشقوں کا مینا اور جام ہے

میرے شیخ نے بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی کہ کسی نے اپنے نام کے ساتھ بندوں کی آہ کو نہیں رکھا ہے کیونکہ ان کا مقصد ہی چودراہٹ ہے ہم پر رحم کرنا نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا مقصد ہم سے پیار ہے ہمیں اس دنیا میں بھیجے کی بھی خاص حکمتیں ہیں

تاکہ ہم کو نوازیں اپنی دوستی دیں اور پھر اپنے قرب میں ہم کو ہمیشہ کے لیے رکھیں۔

سچے اللہ اور جھوٹے خداؤں کا ایک فرق

اور دوسری بات میری شیخ فرماتے ہیں کہ کسی بھی جھوٹے خدا نے بڑی بڑی مخلوقات کے پیدا کرنے کا دعویٰ نہیں کیا فرعون نے نہیں کہا کہ سمندر میں نے بنایا ہے آسمان میں نے بنایا ہے کیونکہ پتہ تھا میں کہوں گا تو سب جھٹلائیں گے کہ اگر تم نے آسمان بنایا ہے تو آسمانوں کی سیر کر کے دکھا دیجیے سمندر بنایا ہے تو ذرا گھوم پھر کے دکھا دیجیے لیکن اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم نے آسمان بنائے ہم نے زمین بنائی ہم نے سمندر پہاڑ دریا اور عرش و کرسی سب ہم نے بنایا یہ دعویٰ انہی کے لائق تھا تو کسی جھوٹے خدا کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ یہ کہہ سکے کہ یہ بڑی بڑی مخلوقات میں نے پیدا کی ہے بلکہ یہ کہا کہ حکومت ہماری ہے جب حکومت ہماری ہے تو لہذا ہم خدا ہیں

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

میرے شیخ فرماتے ہیں لفظ اللہ کھینچ کر کہو جیسے دل سے آواز آرہی ہے اور یاد رکھو! اس ماحول میں ہر چیز ذکر کر رہی ہے ہر چیز ذکر میں مشغول ہے وان من شئی الا یسبح بحمدہ کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرے ولکن لاتفقہون تسبیحہم لیکن تمہیں ان کی تسبیح معلوم نہیں ہے لہذا جب آدمی ذکر کرے تو یہ سمجھے کہ میں اکیلا نہیں ہوں میرے ساتھ ماحول میں جتنی چیزیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہی ہیں اس کے بعد استغفار اور درود شریف استغفار پہلے کرو درود شریف بعد میں۔

استغفار کو درود سے مقدم کرنے کی حکمت

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ناؤن کراچی کے دفتر میں بہت عرصہ پہلے کی بات ہے حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالی موجود تھے تو کسی نے سوال کیا کہ استغفار پہلے

پڑھیں یا درود شریف پہلے پڑھیں؟ تو سب نے کہا ہم میں سب سے زیادہ معمر حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے صرف سات سال چھوٹے تھے لہذا وہ جواب دیں تو حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیکھو پہلے تم کپڑے صابن سے دھوتے ہو اور پھر عطر لگاتے ہو اسی طرح ”استغفار“ روح کو دھونے کا صابن ہے تو پہلے استغفار کر کے روح کی صفائی کر لو پھر درود شریف کا عطر استعمال کرو لہذا پہلے استغفار پھر درود شریف پڑھئے تو ان شاء اللہ تھوڑا ذکر کر لیں درمیان میں وقفے وقفے سے تھوڑے اشعار ہوں گے

(اس کے بعد ذکر کی مجلس ہوئی اور حضرت والا نے ذکر کروایا۔ جامع)

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ
وَأَفْعَلْ بِنَا كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ فَانْكَرْ أَنْتَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ رَبَّنَا
ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَسْئَلُكَ الْهُدَىٰ وَالتَّقْوَىٰ وَالعِفَافَ وَالعَنَىٰ. اللّٰهُمَّ احسن عاقبتنا فى
الامور كلها واجرنا من خزى الدنيا وعذاب الآخرة. اللّٰهُمَّ ارنا الحق
حقًا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه. يا حى يا قيوم
برحمتك نستغيث اصلح لنا شاننا كله ولا تكلنا الى انفسنا طرفه
عين. اللّٰهُمَّ واقية كواقية الوليد. اللّٰهُمَّ واقية كواقية الوليد. اللّٰهُمَّ
واقية كواقية الوليد.

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الہی میں تجھ سے طلبگار تیرا
تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو
الہی رہوں اک خبردار تیرا

آپ چاہیں ہمیں ہے کرم آپ کا
ورنہ ہم چاہنے کے تو قابل نہیں

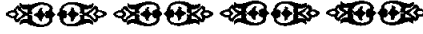
یا اللہ! ہم دور افتادوں کو اپنے نزدیک فرما۔ یا اللہ! ہم نا آشناؤں کو اپنی ذات کا
عارف بنا۔ یا اللہ! ہم جاہلوں کو اپنا علم عطا فرما۔ یا اللہ! اپنے قرب کی لذت ہمیں نصیب
فرما۔ یا اللہ! ہم سب کو تو اللہ والا فرما ہمارے گھر والوں کو بال بچوں کو اللہ والا بنا ہماری
قیامت تک کی آنے والی نسلوں کو اللہ والا فرما اپنی ولایت اور دوستی سے ہم میں سے کسی کو
بھی محروم نہ فرما۔ اے کریم! اے کریم! اے کریم! بغیر استحقاق کے ہمیں بہت ساری
نعمتیں دینے والے! ہمیں بغیر استحقاق کے اپنی دوستی کی نعمت بھی نصیب فرما ہمارے دل
کو اپنی محبت کے راز نصیب فرما اپنے قرب کی لذت نصیب فرما۔ یا اللہ! ہمیں تقویٰ کی
دولت نصیب فرما ہمارے ایمان کو کامل فرما اپنی رضائے کامل ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ!
ہمارے حال پر رحم فرما۔ یا اللہ! میں مسافر ہوں بڑی دور سے سفر کر کے محض آپ کی رضا
اور آپ کی محبت کی خاطر اس دیار غیر میں آیا ہوں یا اللہ! مجھے بھی اور ہمارے تمام
دوستوں کو اللہ والا بنا۔ یا اللہ! یہاں کے تمام مسلمانوں کو اللہ والا بنا۔ یا اللہ! کائنات کے
ذرے ذرے پر رحم کی بارش فرما۔ یا اللہ! صحراؤں میں کیڑے مکوڑوں پر بھی اپنی رحمت
کی بارش نازل فرما دریاؤں میں مچھلیوں پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرما آسمانوں میں
فرشتوں پر بھی رحمتیں نازل فرما زمین کے مکینوں پر بھی رحمتیں نازل فرما۔ یا اللہ! کائنات
کے ذرے ذرے پر اپنی رحمت نازل فرما۔ یا اللہ! کافروں کو بھی ایمان کی توفیق عطا فرما
ایمان والوں کو اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرما اپنا قرب خاص نصیب فرما۔ یا اللہ!
ہماری کوتاہیوں کو نالائقوں کو معاف فرما اب تک جو گناہ کر چکے ہیں ہمیں معاف فرما۔
یا اللہ! ہمارے بدن کے ہر ہر جزء کے گناہوں کو معاف فرما۔ یا اللہ! اب تک نفس و
شیطان کو خوش کیا تجھے بھول گئے ہمارا یہ جرم معاف فرما ہمہ وقت اپنی ذات کا دھیان
نصیب فرما کیفیات احسانیہ نصیب فرما۔ یا اللہ! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع

نصیب فرما۔ یا اللہ! عافیت و کرم کا معاملہ فرما۔ یا اللہ! دنیا کی حسنت (اچھائیاں اور بھلائیاں) بھی نصیب فرما آخرت کی حسنت بھی نصیب فرما۔ یا اللہ! ہمارے مسائل کو حل فرما ہماری حاجات کو پورا فرما ہماری مشکلات کو دور فرما مصائب کو دور فرما تمام امت مسلمہ کے حال پر رحم فرما امت مسلمہ کی مدد فرما امت مسلمہ کی نصرت فرما امت مسلمہ کو ہدایت نصیب فرما۔ یا اللہ! غیروں کو بھی اسلام کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! عافیت و کرم کا معاملہ فرما۔ یا اللہ! یہاں کے قیام کو قبول فرما کہنے سننے کو قبول فرما۔ یا اللہ! ہم سب کو اپنے عشق و محبت میں گرفتار فرما۔ یا اللہ! اپنا عشق و محبت ہمیں عطا فرما اپنا غم و محبت ہمیں عطا فرما کچھ اپنا درد و غم دے دو کہ ہم دلشاد ہو جائیں

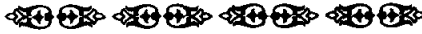
تم اپنی قید میں لے لو کہ ہم آزاد ہو جائیں

یا اللہ! تو اپنی قید میں لے لے گا تو ہم نفس و شیطان کی چنگل سے آزاد ہو جائیں گے۔ یا اللہ! اپنی محبت کی قید ہمیں نصیب فرما۔ یا اللہ! تمام دینی مراکز کی حفاظت فرما دینی جماعتوں کی حفاظت فرما دین والوں کی حفاظت فرما ہر مسلمان کی حفاظت فرما۔ یا اللہ! ہمارے حال پر رحم فرما ہمارے گھر والوں بال بچوں کے حال پر رحم فرما سو فیصد آپ کو راضی رکھنے کی توفیق فرما آپ کی ناراضگی سے بچنے کی توفیق فرما۔ یا اللہ! ہر لمحہ حیات آپ کو راضی رکھنے کی توفیق عطا فرما اور آپ کی ناراضگی اور غضب و قہر والے اعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! عافیت و کرم کا معاملہ فرما۔

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ حُبِّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يَبْلُغُنِي
الْحَيٰى حُبِّكَ . اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبِّكَ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ اِنْفُسِنَا وَاهْلِنَا وَمِنْ الْمَاءِ
الْبَارِدِ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيَّ خَيْرَ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ اَصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ .



”اللَّهُمَّ وَاقِيَةَ كَوَاقِيَةِ الْوَلِيدِ“ کی تشریح



(بیان)

شیخ الحدیث مولانا الشاہ حلیل احمد خون دابر کا تہم

جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر (پنجاب) پاکستان

مقام مسجد عمر لوساکا (Lusaka)

وقت بعد مغرب

بتاریخ 26 مارچ 2010ء

ناشر

خانقاہ اشرفیہ اختر یہ
جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر
0300-6939953
www.jamia-ul-uloom.com +92-63-2272378 +92-63-2274378

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ
عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ
يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَسَدَنًا
وَحَبِيبَنَا وَشَفِيعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ أَمَا بَعْدُ
فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النَّبِيَّ الْوَالِدَ الْوَالِدَةَ كَوَاقِبَ
الْوَالِدِ. او كما قال عليه الصلوة والسلام

میرے محترم بزرگوار دوستو! پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعا ہمیں تلقین
فرمائی ہے ”اللَّهُمَّ وَاقِبَةَ كَوَاقِبِ الْوَالِدِ“
”اے اللہ! آپ ہماری ایسی حفاظت کیجیے جس طرح ماں اپنے بچوں کی
حفاظت کرتی ہے۔“

جب بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو جانے
نہیں دیتے جس طرح ماں کو اپنے بچے سے محبت ہوتی ہے وہ کبھی بھی اس کو گڑھے میں
نہیں گرنے دے گی کبھی گندا نہیں رہنے دے گی کبھی دشمن کے حوالے نہیں کرے گی
کیونکہ ماں کو بچے سے پیار ہے۔

نسبت مع اللہ

اللہ تعالیٰ کو بھی بندے سے پیار ہوتا ہے اس لیے مولانا شاہ محمد احمد صاحب
پر تباگڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام
ان کی گلی سے آپ نکلنے نہ پائیے

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت نسبت کیا چیز ہے؟ فرمایا جب تمہاری کسی لڑکی سے نسبت (جس کو اردو میں معنی کہتے ہیں) ملے ہو جاتی ہے تو کیا ہوتا ہے ہر وقت اسی کا دھیان رہتا ہے اس کے محلے میں سے بھی اگر کوئی آجائے گا تو اس کو بھی چائے پلائے گا اس جگہ سے پیار وہاں کے رہنے والوں سے پیار وہاں سے آنے والوں سے پیار اور ہر وقت دل اس کے لیے بے قرار حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب خدا سے بندے کو نسبت ہو جاتی ہے تو پھر ہر وقت اس کے خیال میں گم رہتا ہے پھر اس کو اُن سے منسوب ساری چیزیں اچھی لگتی ہیں مسجد میں مزہ آئے گا نیک آدمی کو دیکھ کر پیار آئے گا قرآن مجید کو دیکھ کر مزہ آئے گا خدا کے گھر کو دیکھ کر مزہ آئے گا کیوں؟ اس لیے کہ جب کسی سے پیار ہو جاتا ہے تو پھر اس کے ارد گرد جتنی بھی چیزیں ہوتی ہیں انسان کو اس سے بھی پیار ہو جاتا ہے

آج سے پینتیس چالیس سال پہلے کی بات ہے ہم نے اپنی طالب علمی میں حضرت سے سنا کہ ایک مرتبہ کوشش اور ہمت کر کے خدا کے پیاروں کی فہرست میں نام درج کروا پھر زندگی بھر بے پرواہ ہو جاؤ تمہیں کبھی اپنے پیار سے نکلنے ہی نہیں دیں گے۔

دعاء نبوی کی شرح

اللّٰهُمَّ وَاقِيَةَ كَوَاقِيَةِ الْوَالِدِ . بِبَيْتِ عَلِيٍّ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ كِي اس دعا کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ایسے حفاظت کر جیسے ماں اپنے بچے کی حفاظت کرتی ہے میرے شیخ نے فرمایا دیکھو اس کے تین اسٹیپ (مرحلے) ہیں تین اقدام ہیں پہلا قدم مثلاً بچہ مٹی کھاتا ہے تو ماں کی کوشش ہوتی ہے کہ مٹی ہی وہاں نہ رہنے دے اس کے ماحول میں مٹی کو نہ آنے دے جہاں سے بچہ مٹی کھا سکتا ہے اسی طرح پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو گناہ کے اسباب میں جانے ہی نہیں دیتے یا گناہ ہی کو اس سے دور کر دیتے ہیں جس کے ارتکاب سے بندہ خدا سے دور ہو جاتا ہے تو پہلا مرحلہ کیا ہوتا ہے کہ ماں اس ماحول میں مٹی ہی نہیں رہنے دیتی گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے کہ کوئی

ایسی چیز نہ ہو جو میرا بیٹا اپنے منہ میں ڈال لے اور اس کو نقصان پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے یہ انتظام فرماتے ہیں کہ گناہوں کے سامان کو دور کر دیتے ہیں کہ میرا بندہ کمزور ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ گناہوں کی مٹی میرا بندہ کھالے۔

دوسرا قدم کہ کسی طرح بچہ مٹی تک پہنچ گیا اور مٹی کھالی تو ماں جلدی سے جاتی ہے اور اس کے منہ سے مٹی نکالتی ہے اسی طرح گناہ کے قریب بندہ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ وہیں سے پکڑ لیتے ہیں اور بندہ ہوشیار ہو جاتا ہے وہیں رُک جاتا ہے

”إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ“ (سورۃ الاحزاب آیت ۲۰)

کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو شیطان جب مس (چھوتا ہے) کرتا ہے تَذَكَّرُوا ان کو اپنا مالک یاد آ جاتا ہے فاذا هم مبصرون اللہ تعالیٰ دوبارہ راستہ کھول دیتے ہیں۔ اس لیے متقی کا گناہ اور غافل کے گناہ میں فرق ہے متقی آدمی کی غفلت اور طرح کی ہے اور غافل کی غفلت اور طرح کی ہے متقی کو کبھی گناہ میں نہیں رہنے دیتے۔

اور تیسرا قدم بچہ مٹی کھا گیا تو ماں جلدی سے جلاب دیتی ہے تاکہ جلدی سے مٹی پیٹ سے نکل جائے کہیں آنتوں میں جا کر سُودے نہ بنا لے گا نہیں نہ بنا لے تو فوراً جلاب دیتی ہے جس سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ جب گناہ کر لیتا ہے تو اس کو توفیق تو بہ دے کر اپنے در پر گراتے ہیں رورو کے اپنے رب کو مناتا ہے اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں یہ استغفار تو بہ جلاب کی طرح ہے جو گناہوں کو دھو دیتا ہے اور روح کو پاک کر دیتا ہے۔

اس دعا اللهم واقية كواقية الوليد کی تکمیل تین مرحلوں پر ہے (۱) یا تو گناہ کے قریب ہی نہ جانے دیں گے (۲) یا قریب ہو تو فوراً کھینچ لیں گے (۳) گناہ کر لیا تو فوراً اس کو استغفار تو بہ کی توفیق دے دیں گے یہ تین مراحل ہیں اس سبق کو یاد کر لو۔

گناہوں کا تقاضا

اور ایک اہم بات سمجھ لو جس کے نہ سمجھنے سے بہت لوگ پریشان رہتے ہیں وہ یہ کہ گناہوں کے تقاضا سکتے ہیں انسان ہے اس کے دل میں گناہوں کے خبیث تقاضے آئیں گے اس سے خدا کی دوستی میں فرق نہیں آئے گا بس اس پر عمل نہ ہونے دو گناہوں کے تقاضوں کو دبا دو اس پر عمل نہ کرو بس۔

یہ نہیں ہے کوئی خواہش ہی نہ ابھرے دل میں
صرف اتنا ہے کہ خواہش کو دبائے رکھنا

میرے شیخ نے فرمایا یہ تقاضے اسی لیے دیئے ہیں کہ ان تقاضوں پر جب عمل نہیں کرو گے تو انہی تقاضوں کو اللہ تعالیٰ نور میں تبدیل فرما دیں گے یہی تقاضے نور میں بدل جاتے ہیں اور میرے شیخ نے مثال دی کہ جیسے جانوروں کا گوہر جس کو ہندوستان پاکستان میں بطور کھادا استعمال کرتے ہیں نجس ہے گندی چیز ہے لیکن اس کو زمین میں ڈالنے سے نتیجتاً جو پھول پیدا ہوتا ہے اور جو پھل پیدا ہوتا ہے اور اناج پیدا ہوتا ہے وہ کتنا پاکیزہ کتنا خوبصورت کتنا ذائقہ دار کتنا طاقتور ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ اعیان کے بدلنے پر قادر ہیں کسی چیز کی عیبت مصطلح کو تبدیل کرنا اس کے لیے مشکل نہیں وہ عین کو تبدیل فرماتے رہتے ہیں عین نجاست کو عین طہارت اور عین پاکی میں تبدیل کر دیا تو جب وہ عین نجاست کو عین طہارت میں تبدیل کر سکتے ہیں تو پھر وہ اپنے گنہگار بندوں کو توفیق تو بہ دے کر پاک کیوں نہیں کر سکتے اور ان کے گناہوں کو نیکیوں سے کیوں نہیں بدل سکتے۔

غالب کے اشعار کی تصحیح

ہمارے حضرت نے سنایا کہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ غالب نے شعر کہا ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

کہ اتنے گناہ کر لیے اب کعبہ کیا لینے جا رہے ہو تو فرماتے تھے غالب کو اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں تھی اس لیے اتنی بڑی بات کہہ دی میں کہتا ہوں کعبہ جانے کے لیے کسی خاص منہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ۔

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا
ان کو رو رو کے مٹاؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک نام جبار ہے جبار کا مطلب کیا ہے جو ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑ دے ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑنے والے کا نام جبار ہے اس لیے کسی کی ہڈی ٹوٹ جائے تو بزرگ فرماتے ہیں یا جبار کی تسبیح پڑھو جلدی تمہاری ہڈی ٹھیک ہو جائے گی اس لیے کہ جبار کے معنی ہیں ٹوٹی ہوئی چیزوں کو جوڑنے والا تو جب کوئی گنہگار خدا سے ٹوٹ جاتا ہے اپنی قسمت کو بگاڑ لیتا ہے پھر جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں جبار ہوں میں تیری اس ٹوٹی ہوئی قسمت کو جوڑ کر تجھے خوش قسمت بنا دوں گا۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پرانا بگڑھی) بعض مشہور شعراء کے اشعار پر بڑی پیاری تفسیہ کرتے تھے فرمایا کہ غالب نے کہا تھا ۔
عشق نے غالب نکلتا کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

یعنی ہم کام کے آدمی تھے عشق نے ہمیں کابل اور نکلتا کر دیا ہے بیٹھے سرد آہیں کھینچ رہے ہیں میرے شیخ نے فرمایا کہ غالب کو گلنے سڑنے والی لاشوں کا عشق تھا گلنے

موتنے والوں کا عشق تھا تو جیسا معشوق ہوگا ویسا عاشق ہوگا کیونکہ عاشق + معشوق ہوتا ہے تو آپ کو پتہ ہے کہ پلس کے ساتھ جو چیز آئے گی وہ اثر انداز ہوگی یا نہیں اور اگر یہی عاشق پلس لیلیٰ ہونے کی بجائے پلس مولیٰ ہو جائے تو اس پر بھی مولیٰ کے اثرات آجائیں گے جب گلنے سڑنے والوں پر مرے گا تو گلنے سڑنے کا اثر آئے گا اس پر خواجہ صاحب فرماتے ہیں ۔

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پر مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوق نظر نہیں ہے

جو حسینوں کے چکر میں ہے وہ بلند ذوق نظر سے محروم ہے وہ پست ذہنیت کا شکار ہے جو کرگس (گدھ) کی طرح مردار خوری اور تعفن زدہ رہنے کو اپنا مقصد حیات سمجھتا ہے یہ باز شاهی نہیں ہے جو بادشاہ کے کلائی پر بیٹھ کر اس کے قرب کے مزے لوٹتا ہے پھر شیر پر حملہ آور ہوتا ہے اللہ والے باز شاهی ہیں جو ہر لمحہ حیات میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

خیر! فرمایا کہ غالب نے تو کہا تھا کہ

عشق نے غالب نکلتا کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

تو حضرت شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ لاشوں کا

عشق ہے جو شاعر کی خوئے کرگسیت پر دلالت کرتا ہے ورنہ میں کہتا ہوں ۔

عشق نے احمد مجبلیٰ کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی تھے نام کے

ہم تو نام کے آدمی تھے خدا کے عشق نے آج مجبلیٰ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی دوستی دائمی

میرے دوستو! ایک دفعہ ہمت کر کے تقویٰ اختیار کر کے خدا کے پیاروں کی

فہرست میں نام درج ہو جائے پھر قیامت تک نہیں نکل سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو دوست بناتے ہیں تو ہمیشہ کے لیے بناتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مستقبل کا علم ہے کہ کون باوفا ہے اور کون بے وفا وہ دوست بناتے ہی اس کو ہیں جو مستقبل میں بھی دوست رہے گا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو دوست بناتے ہیں تو پھر اس کو آئندہ باوفا رہنے کی توفیق بھی عطا فرماتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا راستہ زاری سے

یہ آہ و نغاں کا راستہ ہے یہ زور کا نہیں بلکہ زاری کا راستہ ہے۔

زور را بگزار زاری را بگير

رحم سونے زاری آید امے فقیر

زور چھوڑ اللہ کا راستہ کسی نے اپنے طاقت سے طے نہیں کیا ہے زاری اختیار کر اے فقیر! رحیم کا رحم زاری ہی کی طرف آتا ہے۔

اس لیے ایک مرتبہ کوشش کر کے انسان اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو جائے اور وہ کس سے ہوگا تقویٰ سے ہوگا کہ انسان چوبیس گھنٹے کی زندگی ایسے گزارے کہ کوئی گناہ نہ ہو اور یہ دعا بھی مانگے اللّٰهُمَّ وَاقِيَةَ كَوَاقِيَةَ الْوَالِدِ بَسْ جس دن دعا قبول ہوگئی کام بن گیا ماں کی طرح حفاظت کریں گے جرم ہو جائے گا جلاب دے دیں گے جلاب یعنی توفیق تو بہ

مصیبت ذریعہ قرب

جب پیاروں پر مشکل آتی ہے تو وہ خدا کے اور قریب ہو جاتے ہیں جس طرح بچے پر کوئی مصیبت آجائے تو کس کو پکارتا ہے اماں کو اماں! اماں! کرتے ہوئے دوڑتا ہے تو فرمایا کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیاروں پر جب کوئی مشکل آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اور قریب ہو جاتے ہیں مشکلات دور نہیں کرتی ان کو اللہ تعالیٰ سے بلکہ قریب کرتی ہیں۔

ایک اللہ والے کو شیر نے پنجہ مار کر زخمی کر دیا تو وہ زخم دھور ہے تھے اور کہہ رہے تھے الحمد للہ! الحمد للہ! کسی نے کہا کہ یہ کون سا موقع ہے الحمد للہ پڑھنے کا تو اس اللہ والے نے بڑا عجیب جواب دیا فرمایا کہ ۔

شکر آنکہ بمصیبتے مگر فتارم نہ بمعصیتے

میں اس بات کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ مصیبت میں مبتلا ہوں معصیت (گناہ) میں مبتلا نہیں ہوں مصیبت میں مبتلا ہوں جو خدا سے قریب کرتی ہے معصیت میں مبتلا نہیں جو خدا سے دور کرتی ہے اناللہ تو مجھے معصیت پر پڑھنی چاہیے کہ میں گناہ کروں اور خدا سے دور ہو جاؤں یہ تو مصیبت آئی ہے اس پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے ۔

اک غم میں ان سے دور ہوا دوسرا قریب

فاسق کا غم الگ ہے الگ متقی کا غم

ٹوٹے دل کی قیمت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب کسی مؤمن کا دل ٹوٹتا ہے کسی مصیبت کی وجہ سے یا گناہ چھوڑنے کی وجہ سے اس کے بدلے میں ہم اس کو کیا دیتے ہیں اناعند المنسکرة قلوبہم ان ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہم آجاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات بدلہ میں دے دی۔

اس لیے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فرمایا ۔

درود دل دے کر مجھے اُس نے یہ ارشاد کیا

ہم اسی گھر میں رہیں گے جسے برباد کیا

جب مؤمن کا دل مصائب سے ٹوٹتا ہے یا اپنی افسوسناک گنہگار حالت پر ٹوٹتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ایسے ٹوٹے ہوئے دل کے قریب آجاتا ہوں اناعند المنسکرة قلوبہم میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے قریب رہتا ہوں۔

بس میرے دوستو! آپ حضرات سے یہی گزارش ہے آپ حضرات کی محبتیں

سمیٹنے کا اور حاصل کرنے کا موقع ملا جو باتیں بزرگوں سے سنی اس کے سنانے کا موقع ملا اب واپسی کے دن قریب ہیں۔

بس میرے دوستو! یہی سبق یاد کر لو کہ ایک دفعہ ان کے پیاروں کی فہرست میں شامل ہو جاؤ پھر ان شاء اللہ ولی بن کر ہی نکلو گے وہ جانے نہیں دیں گے کیونکہ وہ جب کسی سے دوستی لگاتے ہیں اور اپنی ولایت کے لیے قبول کرتے ہیں تو ان کو پتہ ہے کہ یہ مستقبل میں بھی باوقار ہے گا۔

اللہ تعالیٰ غالب بر تقدیر

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ تو اتنی بڑی بات فرماتے ہیں کہ تقدیر کی بات کرتے ہو تقدیر بھی اللہ تعالیٰ کی محکوم ہے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر حاکم نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ واپس بھی لے سکتے ہیں تم تقدیر کی بات کر کے گھر میں بیٹھ جاتے ہو کیوں نہیں اس سے مانگتے اور آہ وزاری کرتے اور حدیث شریف میں یہ دعا بھی آتی ہے

”اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي الْأَشْقِيَاءِ“

اے اللہ تعالیٰ اگر بد بختوں میں میرا نام لکھا ہے فامحہ تو اس کو مٹا دیجیے واکتبنی فی السعداء اور نیک بختوں میں لکھ دیجیے آپ اپنے لکھے کو تبدیل کرنے پر قادر ہیں تو اللہ تعالیٰ تقدیر بھی تبدیل کر سکتا ہے کہ اے اللہ! اگر ہم بد بخت ہیں اور شقی ہیں اے اللہ! آپ ہمیں نیک بختوں میں لکھ دیجیے آپ تو اپنی تقدیر پر غالب ہیں تقدیر مغلوب ہے تقدیر پر آپ کی محکوم آپ کی حاکم نہیں ہے آپ سب کے حاکم اور سب پر غالب ہیں۔

وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي السُّعْدَاءِ فَأَثْبِتْهُ أَوْ نِيكَ بَخْتُونَ فِي هَارَانَا مَلَكًا

ہے تو اس کو پکا کر دیجیے کبھی اس ”دیوانِ سعادت“ میں سے ہمیں نکلنے نہ دیجیے تفسیر مظہری میں یہ دعا موجود ہے بمحو اللہ ما يشاء ويثبت و عنده أم الكتاب اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے اور وہاں کئی واقعات بھی لکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اللہ کا سوال

اللہ تعالیٰ سے اللہ کو مانگو اللہم انی اسئلك حبك اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ پہلی بار حج پر گئے خانہ کعبہ پر نظر پڑی کہتے ہیں خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے کیونکہ پہلی نظر پڑنا ملاقات ہے اور بادشاہوں سے جب کوئی ملاقات کرتا ہے تو بادشاہ فوراً گفٹ (ہدیہ) دے دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ہدیہ دیتے ہیں کہ ہمارے گھر آئے ہو جو مانگو گے ملے گا تو کیا مانگا حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے

الہی میں تجھ سے طلبگار تیرا

یا اللہ آپ مجھے مل جائیں کیونکہ جب خدا مل جائے گا تو ساری خدائی مل گئی بادشاہ مل گیا تو ساری بادشاہی مل گئی۔

دل کی پاسبانی

میرے دوستو! ہمت کر کے گناہوں کو چھوڑو تقویٰ کے بغیر خدا نہیں مل سکتا یاد رکھو! جو آدمی گناہ میں پڑا ہوا ہے وہ بالکل دور ہے اللہ کی ولایت سے ہر وقت اپنے دل کا خیال رکھو کہ اس میں کوئی غیر نہ آنے پائے حضرت شاہ محمد احمد صاحب پرتا بگڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے

نہ کوئی غیر آجائے نہ کوئی راہ پا جائے

حریم دل کا احمد تم ہر دم پاسباں رہنا

ایک اللہ والے کا انتقال ہونے لگا تو ایک آدمی آیا کہا یا اللہ! ان کا ایمان پر خاتمہ ہوا ایمان پر خاتمہ ہو حضرت بے ہوش تھے ہوش میں آئے فرمایا کیا دعا مانگتے تھے وہ صاحب کشف تھے ان کو کشف ہو گیا اس نے بتایا آپ کے خاتمہ بالا ایمان مانگ رہا تھا تو اس بزرگ نے فرمایا کہ کچھ غم نہ کرو چالیس سال ہو گئے اس دل کے

دروازے پر پہرہ دے رہا ہوں ایک لمحے کے لیے بھی غیر اللہ کو اس میں گھسنے نہیں دیا۔

مجالس اہل اللہ ذریعہ سعادت

میرے شیخ فرماتے ہیں اللہ والے وہ ہیں جن کے قریب رہنے سے تمہاری شقاوتیں سعادتوں میں بدلیں بخاری شریف کی حدیث ہے ”هُمُ جُلَسَاءُ“ یہ وہ ہم نشین ہیں ”لَا يَشْفِي بِهِمْ جَلِيسُهُمْ“ جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ قسمت بدل دیتے ہیں قسمت یہاں بدلتی ہے یہ جگہ ہے قسمت بدلنے کی اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھو قسمت بدل جائے گی ان کی صحبت تمہاری بد بختی کو نیک بختی سے بدل دے گی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک کانٹے کی جھاڑی تھی وہاں کے لوگ گزرنے والوں کو پہلے سے کہہ دیتے خیال سے گزرنے والوں کو ایک کانٹے دار جھاڑی ہے کپڑے پھاڑ دیتی ہے اب پہلے سے لوگ تیاری کر لیتے کہ ادھر سے گزرنے والے کپڑے سمیٹ رہے ہیں لپیٹ رہے ہیں جب اس نے یہ عمل دیکھا کہ مخلوق مجھ سے دور رہتی ہے تو وہ کانٹے دار جھاڑی روئی۔

آخارمی گریست امے عیب پوش خلق

مستجاب دعوت او خلعت گزار شد

اے اللہ! تو عیبوں کو چھپانے والا ہے مجھے سراپا عیب بنا دیا تو توستار ہے تو تو عیبوں کو چھپاتا ہے تو نے مجھے ایسا بنا دیا کہ میرے قریب کوئی نہیں آتا ہے لوگ ایک دوسرے کو مجھ سے دور رہنے کا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری قدرتوں کو دیکھ تیری دعا قبول ہے اس کے اوپر ایک خوبصورت پھول پیدا کیا جس کے دامن میں وہ کانٹے اپنا سر چھپا لیتے تھے اب لوگ پھول کی دوستی کی وجہ سے اس کے کانٹوں کو گوارا کرتے تھے۔

میرے دوستو! جو اللہ تعالیٰ ایک کانٹے دار جھاڑی کو خلعت گل (گل کا لباس) پہنا سکتا ہے اس پر پھول پیدا کر کے اس کے عیبوں کو چھپا سکتا ہے تو ہم جیسے گنہگاروں

کو اللہ والوں کی صحبت سے سعادت مند اور خوش بخت کیوں نہیں بنا سکتا بس طلب شرط ہے اور ان جگہوں کو تلاش کریں جہاں پر شقاویں (بد بختیاں) سعادتوں (نیک بختیوں) میں بدل جاتی ہیں جہاں خدا کی رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان لِّلّٰہِ فِی دَہْرٍ کَمِ نَفْحَاتِ کَ تَمہَارِے زَمَانِوُنِ مِیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی کِی رَحْمَتِ کِی ہَوَائِیْنِ چَلْتِی ہِیْنِ فَتَعَرَّضُوْا لَهَا وَاوْکُوْا! ان ہواؤں کے سامنے آ جاؤ لعلکم یصیبکم نفعہ منها فلا تشقون بعد ما ابدا شاید ایک جھونکا تمہیں بھی لگ جائے اس کے بعد تم کبھی بھی بد بخت نہیں ہو سکتے۔

میرے شیخ نے فرمایا یہ بھی اللہ والوں کے ہاں ہی چلتی ہیں وہاں جاؤ! رحمت کی ہوائیں چل رہی ہیں دلیل کیا ہے؟ حدیث میں آتا ہے تنزل الرحمة عند ذکر الصّٰلِحِیْنِ کہ جب نیک لوگوں کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے تو جہاں خود رہتے ہوں گے وہاں کتنی رحمت نازل تو ہوگی جن کے نام پر رحمت ملتی ہے تو خود ان کی ذات پر کتنی رحمت ہوگی اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللّٰہُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَنْتَ اِہْلَہُ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَنْتَ اِہْلَہُ وَ اَفْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اِہْلَہُ فَانکَ اَنْتَ اِہْلُ التَّقْوٰی وَ اِہْلُ الْمَغْفِرَہِ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔

یا اللہ! ہم سب کو تو اللہ والا بنا دے یا اللہ! ہماری شقاوتوں کو سعادتوں سے تبدیل فرما۔ ہر خریدار پر تو غالب ہے نفس و شیطان ہمیں کھینچتے ہیں اپنی طرف یا اللہ! تو اپنی شان جذب کے صدقے ہمیں جذب فرمائے اور ہمیں اور ہمارے بال بچوں کو اپنی طرف کھینچ لے اور اپنی دوستی میں ہمارے دل کو گرفتار فرما۔ یا اللہ! ہماری نالائقیوں کو کوتاہیوں کو معاف فرما اپنے قرب کے لیے دوستی کے لیے آج فیصلہ فرما۔ یا اللہ! اپنے دوستوں میں ہمیں درج فرما اور آداب دوستی ہمیں سکھا اور اپنے دوستوں کی دوستی ہمیں

نصیب فرما۔ یا اللہ! عاقبت و کرم کا معاملہ فرما۔ یا اللہ! اپنی ولایت اور دوستی نصیب فرما اپنے عبادِ صالحین میں ہمیں شامل فرما۔ یا اللہ! جتنی بھی باتیں بیان ہوئیں یہاں کے قیام کے دوران سب کو قبول فرما جنہوں نے سنا ہے ان کو بھی قبول فرما جنہوں نے نہیں سنا ان کو بھی قبول فرما۔ یا اللہ! مجھے بھی میری آل و اولاد کو میرے دودستوں کو اور ان کی آل و اولاد کو قیامت تک آنے والی ہماری نسلوں کو یا اللہ! اپنی ولایت اور دوستی کے لیے قبول فرما ہماری دنیا بھی آسان فرما آخرت بھی آسان فرما۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

رات کا قیام و طعام

رات کا کھانا بھائی یوسف گنگات کے گھر کھایا اور قیام مولانا اقبال صاحب مدظلہ کے گھر ہی تھا جب مولانا کے گھر پہنچے تو بہت سے افراد صحبت اور خدمت کے لیے موجود تھے جن میں مولانا یوسف صاحب، مولانا ادریس صاحب ایاز خان صاحب قابل ذکر ہیں ایاز خان صاحب نے مشین کے ذریعے حضرت شیخ کے سر کا مساج کیا۔

توجہ کی حقیقت

دوران گفتگو حضرت شیخ نے فرمایا ہمارے سلسلہ میں متعلقین پر توجہ دعا کے ذریعے دی جاتی ہے اگرچہ مختلف سلسلوں میں اور طریقے بھی ہیں لیکن حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری فرماتے تھے کہ سلسلہ تھانویہ میں توجہ شیخ کی دعا سے ہوتی ہے اور یہ اقرب الی اللہ ہے اس میں خالق مخلوق دونوں سے رابطہ ہوتا ہے

دل کو تھا ان کا دامن تھا م کے
ہاتھ نکلے میرے دونوں کام کے

27 مارچ 2010 بروز ہفتہ

حضرت شیخ کی طبیعت سارا دن خراب رہی شوگر لیول کم اور زیادہ ہوتا رہا اس لیے اس دن جن احباب نے مدعو کیا تھا ان سے معذرت کرنی پڑی تمام دعوتیں

اور ملاقاتیں منسوخ کر دی گئی حضرت شیخ نے آرام فرمایا۔

28 مارچ بروز اتوار

آج حضرت شیخ کی پاکستان روانگی تھی صبح کو مولانا اقبال صاحب مدظلہ کے گھر کافی حضرات الوداعی ملاقات اور زیارت کے لیے حاضر ہوئے جن میں لوساکا (Lusaka) کے امیر جماعت تبلیغ، مولانا عبدالرشید، نواب محمد بھائی، سلیمان بھائی ٹیل، یوسف بھائی گنگات، زبیر بھائی لولات، نجم الحسن ٹیل، عبدالستار صاحب اور ایاز خان صاحب قابل ذکر ہیں۔

حضرت شیخ کی احباب کو الوداعی نصیحت

مولانا اقبال صاحب مدظلہ کے گھر جب بہت سے احباب حضرت شیخ کو الوداع کہنے کے لیے حاضر خدمت ہوئے تو حضرت شیخ نے ان کو الوداعی نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہم دین داروں کو خوب اپنے اعمال کی چھان بین کرتے رہنا چاہیے کہ کہیں کسی نیک عمل میں نفس کی آمیزش تو نہیں ہو رہی اصل چیز یہ ہے کہ ہم یہاں سے یعنی دنیا سے کتنا مال یعنی نیکیاں بچا کر لے جاتے ہیں اب اگر نیکی بھی کر رہا ہے لیکن اس کے ساتھ آکھ حرام کام کر رہی ہے کان حرام میں مبتلا ہیں زبان حرام کا ارتکاب کر رہی ہے ہاتھ پاؤں غلط استعمال ہو رہے ہیں دل میں گندے خیال پکا رہا ہے دوسروں کو حقیر سمجھ رہا ہے بلاوجہ غصہ کر رہا ہے تو یہ چیزیں نیک اعمال کے اثرات کو مرتب نہیں ہونے دیتی اور نیکیوں کا نور دنیا میں ہی ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح اپنے دل کی حالت کو ٹھولتے رہنا چاہیے سالک کا نفس کی طرف سے مطمئن ہونا ہلاکت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا **لَا مَأْمَانَ لَكُمْ فِي دِينِكُمْ وَلَا فِي مَا كَسَبْتُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ** اس کے مقابلے پر **وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ** فرمایا تو یہاں تقویٰ کے مقابلے پر **اسْتغْنَىٰ** آیا ہے جس کا مطلب ہے بے پرواہ ہونا تو تقویٰ کے معنی ہے دھیان رکھنا تو جو شخص نفس و شیطان سے چکنار ہے گا وہی متقی رہے گا

حضرت شیخ نے مولانا اقبال صاحب مدظلہ کے گھر کے پچھلے حصے میں خانقاہ بنانے کا مشورہ دیا اور دعا بھی فرمائی۔

ایئر پورٹ (Airport) کے لیے روانگی

بعد ازاں حضرت شیخ ایئر پورٹ (Airport) کے لیے روانہ ہو گئے ایئر پورٹ (Airport) پہنچانے کے لیے مولانا اقبال صاحب سلیمان بھائی نواب بھائی اور عزیز بھائی ہمراہ تھے فلائٹ (Flight) میں تاخیر کی وجہ سے ایئر پورٹ (Airport) پر ہی دوستوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا ایئر پورٹ (Airport) پر ہندوستان گجرات کے مفتی اعظم مفتی خان پوری صاحب دامت برکاتہم سے بھی ملاقات ہوئی جو لنگسٹن (Livingstone) تشریف لے جا رہے تھے۔

ایئر پورٹ (Airport) پر مفلوظ

حضرت شیخ نے ایئر پورٹ (Airport) پر فرمایا کہ حضرت والد گرامی مولانا نیاز محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عدم قدرت بھی باعث توفیق ہوتی ہے یعنی گناہ کے اسباب کا میسر نہ ہونا بھی فضل الہی ہے اسباب کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔

بورڈنگ (Boarding) کے مراحل

شبیر بھائی کے ایئر پورٹ (Airport) پر بڑے تعلقات تھے جس کی وجہ سے سارا سامان کلنیر ہو گیا خاص طور پر افریقہ کا شہد جو گرانقدر تحفہ ہے جس کا لانا بہت مشکل تھا وہ بھی آسانی سے کلنیر ہو گیا شبیر بھائی آخر تک پہنچانے کے لیے آئے تقریباً ایک بجے نیروبی (Nairobi) جانے کے لیے فلائٹ (Flight) میں بیٹھ چکے تھے دو گھنٹے کے بعد نیروبی (Nairobi) پہنچے اور پھر نیروبی (Nairobi) سے گھنٹہ ڈیڑھ کے بعد اگلی فلائٹ (Flight) سے دبئی (Dubai) کے لیے تشریف لے گئے جس کا دورانہ پانچ گھنٹے تھا تقریباً دو یاڑھائی بجے دبئی ایئر پورٹ

(Dubai Airport) پر اترے حضرت شیخ نے چار روزہ دورہ کے لیے
 دبی (Dubai) رکنا تھا تو حضرت شیخ ایئر پورٹ (Airport) سے باہر تشریف
 لے گئے جہاں آپ کے استقبال کے لیے قاری محمد قاسم جلیلی خاور حسین سید امتیاز
 احمد صاحب، شمس الاسلام، مولانا قمر السلام وغیرہ موجود تھے اور رقم الحروف کراچی کی
 فلائٹ (Flight) سے فجر کے بعد کراچی پہنچ گیا۔

(اللهم الحمد والشكر وله الحمد في الاولى
 والاخره و صلى الله تعالى على خير خلقه محمد
 وآله واصحابه اجمعين)

پھرتا ہوں دردِ محبت لیے ہوئے

ظاہر میں اہل دل ہیں گو حسرت لیے ہوئے
 باطن مگر ہے دولتِ نسبت لیے ہوئے
 مانا کہ میر گلشنِ جنت تو دور ہے
 عارف ہے دل میں خالقِ جنت لیے ہوئے
 صحراؤں میں کبھی، کبھی دامنِ کوہ میں
 پھرتا ہوں دل میں دردِ محبت لیے ہوئے
 اک قلبِ شکستہ کے اور آہ و فغاں کے ساتھ
 میں چل رہا ہوں مشعلِ سنت لیے ہوئے
 اپنے تو کیا ہیں غیر بھی کرتا ہے احترام
 چہرہ پہ جو ہے داڑھی کی زینت لیے ہوئے
 اک میرِ شکستہ حال بھی اختر کے ساتھ ہے
 گذرے ہے خوب عشق کی لذت لیے ہوئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سفرِ زامبیا (افریقہ) اور
جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر

کی

تصویری جھلکیاں

کاوش

محمد عدیل جاوید سلمہ (کمپیوٹر سیکشن)
جامع العلوم عید گاہ بہاول نگر



کراچی ایئرپورٹ پاکستان



دبی ایئر پورٹ



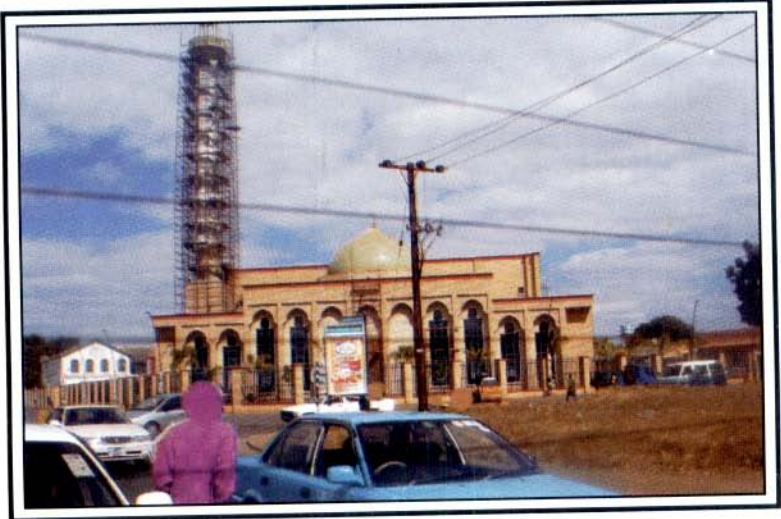
نیروبی ایئر پورٹ



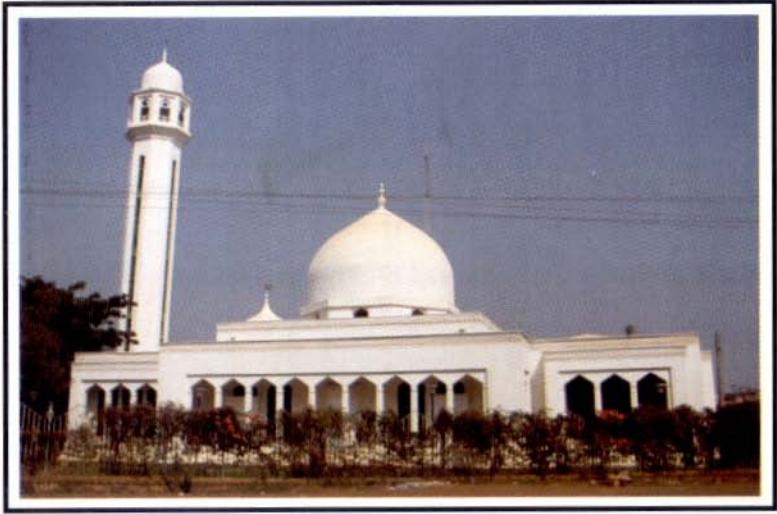
پناری ہوٹل نیروبی



لوسا کا ائیر پورٹ



جامع مسجد لوساكا



مسجد عمرؓ لوسا کا



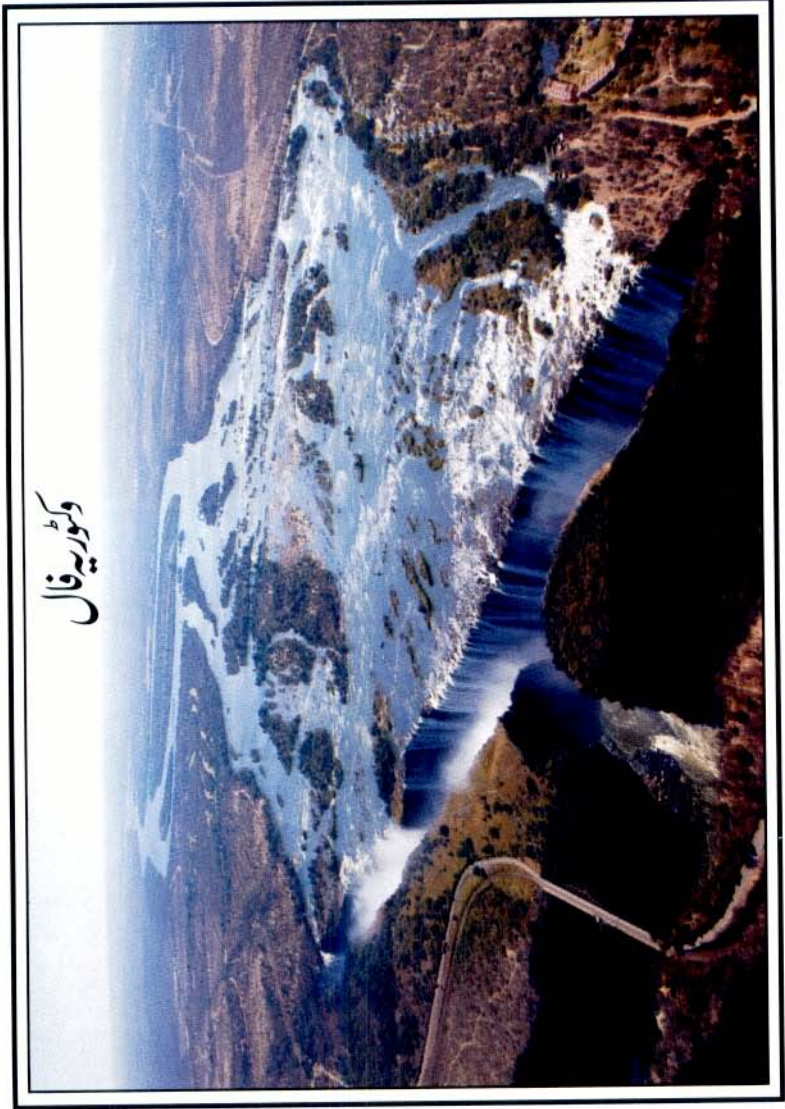
لیونگ اسٹون شہر



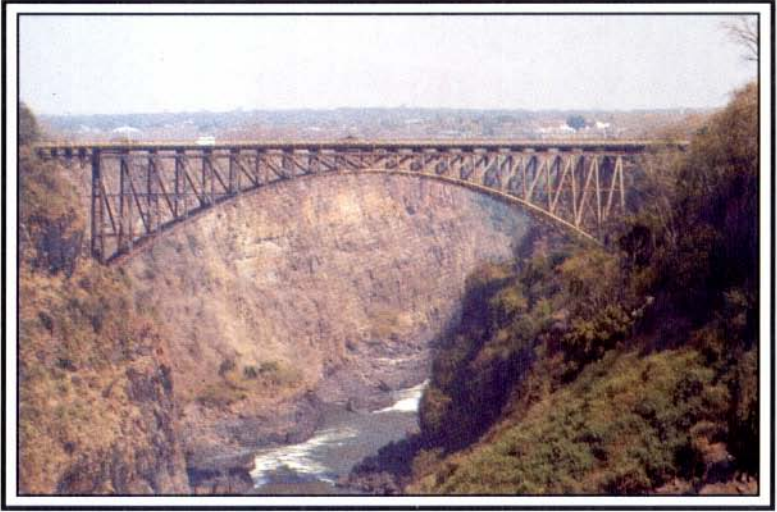
لیونگ اسٹون کی قدیم مسجد



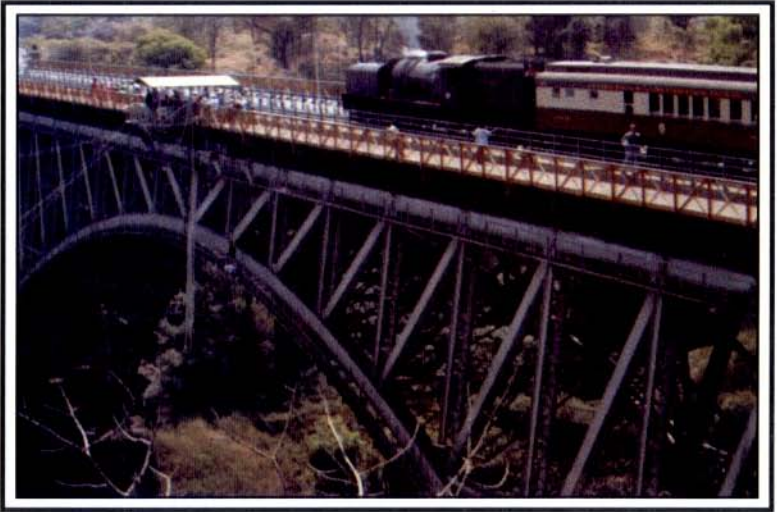
وڪٽوريه فال



مکٹورپیہ فال



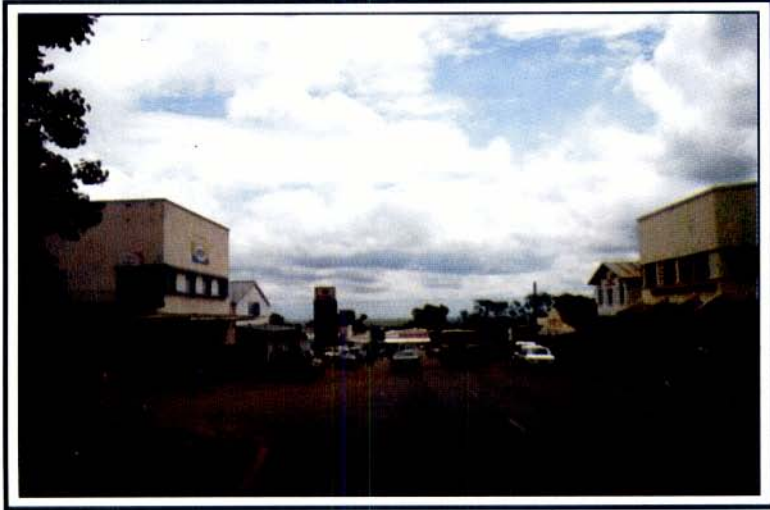
وڪٽوريه فال پل



Bungee Jump



لیونگ اسٹون میوزیم



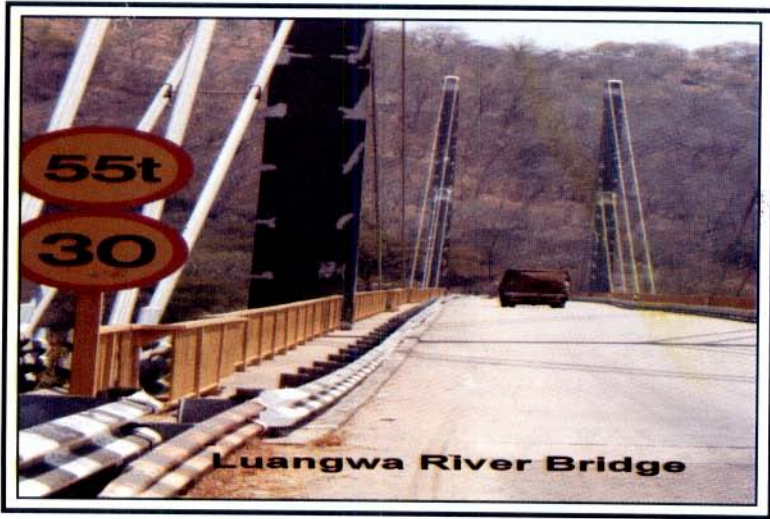
مازابوکاشہر



جامع مسجد چيٹاٹا



چپاٹا شہر



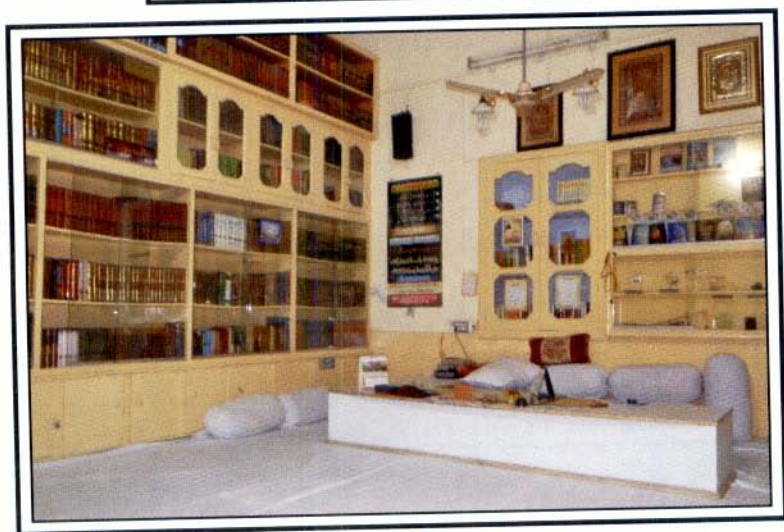
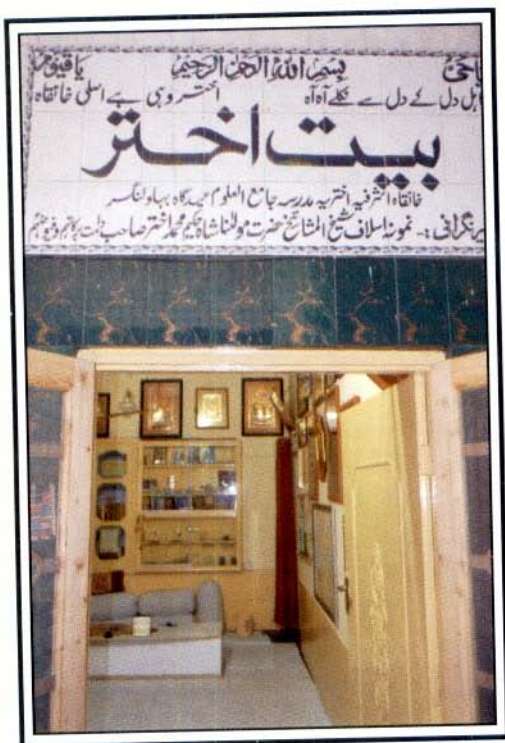
لوانگوا دریا کا پل





دار الحديث







مسجد عمرؓ جامع العلوم عید گاہ بہاولنگر پاکستان



دارالقرآن مفتی نیاز منزل



سٹوڈنٹ ہاسٹل



ڈبل اسٹوری وضو خانہ



کمپیوٹر لیب



www.jamia-ul-uloom.com
www.jamiauloom.com